الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یا رسول اللہ ﷺ

علامہ حافظ قاری محمد عمران آسی

الخطبات النفیسۃ

جلد دوم

وعلیٰ اٰلک واصحابک سیدی یا حبیب اللہ ﷺ

قاری محمد عباس چشتی قادری نقشبندی سہروردی سیفی اللہ بیلی

فہرست

پروگرام نمبر 1 شوالا 353 صفحہ

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل
یہ محفل شادی کے موقع پر سجائی گئی ہے۔ پہلے نوجوان کہتے تھے کہ اس وقت
تک شادی نہ کراؤں گا۔ کہ جب تک کہ میری مہندی کے موقع پر فلاں گلوکار
نہ آئے گا۔ اور اب ذوق تبدیل ہو رہا ہے۔ آج کا نوجوان کہتا ہے۔ کہ اس وقت
شادی نہ کراؤں گا۔ جب تک محمد کا میلاد نہ ہوگا۔ جس کام کی ابتدا نیک
ہوگی انتہا بھی نیک ہوگی۔ اور ان کی آئندہ نسلوں تک سرکار کے میلاد
شریف کی برکتیں ضرور آئیں گی۔

بڑی بڑی دور دراز سے احباب تشریف لائے ہیں۔ اللہ ہر قدم پر نیکیوں کے
ذخیرے عطا فرمائے۔ محترم المقام حضور کی نگاہ عنایت نصیب فرمائے۔ باری
تعالی کو محبوب کی امت سے بڑا پیار رہے۔ چھوٹی عید ایک دن کی ہے۔ اور بڑی عید
تین دن کی ہے۔ دسویں گیارھویں بارھویں۔ کئی لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہیں گیارھویں
نہیں کھاتا۔ اللہ تعالی نے فرمایا تجھے حسین کی دسویں بھی کھلاؤں گا۔ غوث الاعظم
کی گیارھویں بھی کھلاؤں گا۔ اور میلاد النبی کی بارھویں بھی کھلاؤں گا۔ اللہ کریم نے
ارشاد فرمایا الذین یتبعون الرسول وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں رسول کی کون
رسول کی اللہ کریم نے تعارف پیش فرمایا۔ النبی وہ رسول جو رسول بھی ہے اور نبی بھی
ہے۔ یا اللہ اگر یہ رسول اور نبی ہے تو اس کی پہچان کیا ہے۔ تو خالق کائنات نے
ارشاد فرمایا۔ الامی وہ رسول نبی امی ہے۔ اے اللہ اس رسول نبی امی کی
شان کیا ہے خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔ الذین یجدونہ مکتوبا
عندھم ـــــ والانجیل وہ رسول جس کا تذکرہ تم توراۃ و انجیل میں
پڑھتے رہے ہو۔ یہاں اور تم جب دنیا میں آؤ گے تو ـــــ ہمارا ذکر ہوتا ہے۔
ایک ہی آمنہ کا لال ہے۔ جو ابھی آیا بھی نہیں مگر اس کا ذکر توراۃ میں بھی

اور انجیل میں بھی ہوتا ہے۔ حضور کے اتباع والوں کی میں کیا شان
بیان کروں اس کی اتباع والوں کا مقام کیا بیان کروں۔ کہ جب کملی والے
نے نادار کی جھونپڑیوں پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا، کفار مکہ سے کٹ کر نکلتے ہو کر
رسول کریم کی بارگاہ میں آ گئے۔ کہنے لگے اے محمد شہر کے لوگوں کے رشتہ دار ہیں۔
شہر کے پیچھے اور آباد لگتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے کیا ہوتے ہیں آ جاؤ مل جل کر کام
کریں کبھی آپ ہمارے بتوں کی پوجا کر لیا کریں۔ اور کبھی ہم آپ کے خدا
کی عبادت کر لیں گے۔ میرے نبی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آسمان کی
طرف دیکھ کر عرض کی یا اللہ۔ یہ میرے رشتہ دار آئے ہیں۔ یہ تیرا اور میرا
رشتہ توڑنے کیلئے آئے ہیں۔ مگر اے میرے مولا مجھے تیری عزت و جلال کی قسم
جو تیرا نہیں ہے وہ محمد کے دروازے بیٹھا اگرچہ چچا ہی کیوں نہ ہو وہ میرا محبوب نہیں
لگتا اس کے ساتھ میرا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ آسمان سے آواز آئی
اے محبوب خدا آپ نے میرے پیچھے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑنے لگے ہو۔
محمد مصطفی یہ شہر و ملک رلاؤ میں کھیلنے والے ان کے لوگوں کی قسم ایک ٹانگ پر
کھڑے ہو کر کوئی نفل پڑھتا رہے قرآن پڑھتا رہے۔ جو تیرا
نہیں بننے والا ہم بھی اس کو کب اپنا بنانے لگے ہیں۔ ہم تو اسے کہاں اپنا بنا
سکیں گے۔ جو تیرا اتباع میں آئے گا۔

اس نوجوان نے ستے دن کے موقع پر حضور کی محفل سجائی ہے۔ اس کی نئی
زندگی کا آغاز حضور کی محفل میلاد سے ہو رہا ہے۔ الہ زاری سے بتاؤ اس کی
زندگی کے ہر دن میں برکت ہو گی نہ ہو گی آئندہ نسلوں میں حضور کے میلاد
کی برکات جائیں گی۔ یہی اتباع رسول کا رنگ ہے۔ یہی اطاعت رسول
کا رنگ ہے۔ آئیں اپنا ذہن تبدیل کریں۔ لوگ کہتے ہیں کلیر کا فقیر بن جانا
چاہیے۔ میں تو کہتا ہوں محمد کے عشق کا کلیر کا فقیر بن جا۔ مدینے کی گلی تک پہنچ
جائے گا۔ اللہ کریم کا صد ہا شکر ادا کریں۔ کہ آج 2 اہلسنت کے گھر کا میں

ڈھول باجے نہیں بج رہے ہیں۔ شادی کا موقع ہے معصوم کا میلاد ہو رہا
ہیں۔ اور ہم کو اہل سنت اس حوالے سے خوش نصیب ہیں۔ اللہ ہم کو
خوش ہونے سے مالا مال فرمائے۔ اگر ہم معصوم کا میلاد مناتے ہیں۔ اور اگر کوئی
زندگی میں کوئی غم آجائے تو ہم بھی آل محمد کے ذکر کا لیتے ہیں۔ ہم اپنی
خوشی شکوہ اپنی زندگی کے سارے رنج وقت محمد کے قدموں پر نثار کرتے
ہیں۔ آپ نوجوانوں نے کبھی غور کیا ہو۔ آج طلاق کی شرح بہت
زیادہ ہو گئی ہے اس کی وجہ کیا ہے جب شادیاں پر ہندو والی رسمیں کرتے
ہیں۔ جیسے مکلاوہ اور ڈھول باجے بلاتے ہیں۔ ان شادیوں کا انجام پھر
طلاق نہیں ہوگا تو پھر کیا ہوگا۔ یقین کر لو۔ کہ جن کی شادیوں پر محمد
کا میلاد ہوتا ہیں۔ بیٹے باپ زیادہ جیسے نہیں ہوتا ہوں۔
جب شادی کے موقعوں پر ذکر رسول کریم ہمیں اس لیے رسم کروایا جائے۔ تو برکات
جائیں گی۔ اگلی تلاوت کی (۱۴-۱۵) الذین یتبعون الرسول
اللہ فرمایا وہ جو اتباع کرتے ہیں اللہ کے رسول کی۔ اتباع کیا ہے۔ علماء
نے فرمایا۔ عملی دار جہاں جہاں قدم رکھ کے اٹھائے۔ پیچھے آنے والا وہاں وہاں قدم
رکھے اس کو اتباع کہا جاتا ہے۔ اس کو اطاعت کہا جاتا ہے۔ اطاعت کس کو
کہتے ہیں اور اتباع کس کو کہتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے اگر رنگ ہو کسی کا گورا کسی کا
رنگ ہو کالا۔ اللہ فرماتا ہے میرے رنگ سے تم کو سمجھے کوئی فرق نہیں پڑتا
جیسے تو رنگ حسین لگتا ہے محمد کا۔ اگر کوئی گورا چڑھالے تو وہ بھی حسین لگتا ہے
اگر کوئی کالا بلال چڑھالے تو وہ بھی جیسے حسین لگتا ہے رنگ تو جیسے
محبوب کا حسین لگتا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ کو سوہنے لگو۔ تو آؤ اپنیاں
زندگیاں مصطفیٰ کے رنگ میں چڑھالو۔ اپنی صورت سچے محمد کی صورت کا
رنگ کر لو۔ اگر کوئی نوجوان چاہتا ہے کہ میں حسین و جمیل ہو جاؤں بیوٹی
پارلر میں جا کر ہزاروں روپے دے کر چہرہ کو خوبصورت بنا کر اپنے چہرے پر پالش کرا کے

نوجوان سنتا ہے کہ میں گلی میں جاؤں تو لوگ کہیں کہ میں سوہنا ہوں گا۔ میں ممبر رکھ کر
پر بیٹھ کر ہم ہر ولے محبوب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں گا۔ اپنے چہرے پہ ہزاروں روپے
لگا کر ملک کوئی لاکھوں ۔۔۔ مگر اپنے چہرے پہ محمد کا رنگ چڑھا تجھے کوئی دیکھے محمد
کا رب تو دیکھے ہی دیکھے ۔۔۔ لیکن کرو اگر رب کو رنگ سے پیار ہوتا
ابولہب جیسا گورا رنگ بھی گورا نہیں ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرما دیا۔ تبت
یدا ابی لہب وتب ۔۔۔ خالق نے فرمایا ابولہب تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں
تو برباد ہو جائے۔ میں نے عرض کی یا اللہ یہ حسین بڑا ہے جو پیدا ہی ہوا ہے۔ دولت
بھی بڑی ہے آٹھ کلو سونا کا مالک ہے۔ ایسی تیرا حکم ہے کہ تو برباد ہو جائے۔
تجھے حسین نہیں لگتا ۔۔۔ (۲۶ - ۱۷) اللہ فرمایا مجھے حسین نہیں لگتا
تو اسے سوال کیا سوہنا کون ہے۔ فرمایا مکے کے اس محلے میں ذرا دیکھو۔ رنگ
کا بھی کالا ہے۔ ذات کا بھی غلام ہے۔ ٹوٹی جوتی پہننے والا۔ کمر بھی جھکی ہوئی
ہے۔ لباس بھی پھٹا ہوا ہے۔ چہرے پہ گرد و غبار ہے۔ اس کے ساتھ پیار ہے تو اس کا
اس کا نام بلال ہے۔ عرض کی یا اللہ کالا ہے۔ فرمایا میں رنگ کالا نہیں دیکھتا۔
میں تو اس کے دل میں عمل والا دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ اپنے دل میں عمل والا ایسا
لو ۔۔۔ اپنی زندگیوں میں اتباع رسول کا رنگ لے آؤ ۔۔۔ آ جاؤ سچے غلام بن جاؤ
رسول خدا کے۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ حضرت علی ہجویری فرماتے تھے اے لوگو۔ جوتی
نئی لے کر پہنو۔ مکان بھی نیا لے لو۔ دکان بھی نئی لے لو ۔۔۔ سارا کچھ نیا لے لو۔
مگر دین محمد کا پرانا رکھو ۔۔۔ آئیں ہم پرانے دین کی طرف چلیں ۔۔۔ لوگ
کہتے ہیں پرانا زمانہ اچھا نہ تھا ۔۔۔ آگے والا زمانہ اچھا آ گیا ہے۔ مگر یقین کر اگر تم
مدینے کے پرانے دین کی طرف چلو تو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین یتبعون الرسول
وہ جو اتباع کرتے ہیں۔ یہ جو شادی کے موقع پر محفل میلاد ہے یہ اتباع رسول
کا رنگ ہے کہ حضرت سیدنا علی [illegible] اکرام ﷺ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے

DATE: ______________ DAY: ______________

سے گزرتے تو اپنی دستار پر ہاتھ رکھا۔ نیچے ہو کر گزرتے تو احباب نے عرض کی درخت
کی شاخیں بھی اونچی ہیں اور قد بھی تھوڑا ہے۔ درمیانہ ہے۔ کہ خطرہ بھی
نہیں کہ درخت کی شاخیں سر کو لگتی ہوں گی۔ پھر نیچے ہو کر کیوں
گزرتے ہیں۔ مسکرا کر فرمایا جب میں بھی چھوٹا تھا۔ اور درخت
بھی چھوٹا تھا تو حضور کے ساتھ اس جگہ سے گزر ہوا۔ درخت کی شاخیں
سر کو لگتی تھیں۔ کملی والے دستار پر ہاتھ رکھ کر نیچے ہو کر گزرتے تھے۔ عرض کی
حضور اس وقت تو درخت نیچا تھا اب تو درخت اونچا ہو گیا ہے۔ اب کیوں
نیچے ہو کر گزرتے ہو تو شاید خدا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا میں درخت
کی اونچائی کی طرف دیکھوں یا حضور کی ادا کی طرف دیکھوں (۲۰-۲۲)

حضرت عثمان غنی ایک پتھر پر بیٹھ کر وضو کر رہے تھے۔ وضو کرتے وقت
مسکرا رہے تھے۔ احباب نے عرض کی حضور ہنسنے والی بات بھی نہیں تھی:
اور آپ مسکرائے کیوں ہو۔ اگر سچ پوچھتے ہو معلوم نہیں ہے مجھ کو بھی
لیکن میں نے دیکھا تھا کہ حضور ایک پتھر پر بیٹھ کر وضو کرتے وقت مسکرا رہے
تھے۔ میں تو حضور کی ادا کو پورا کر رہا ہوں ـــــ
کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں کسی کی فرض ادا کر رہا ہوں
یہی تقاضا ہے حضور علیہ السلام کی اتباع کا۔ تو آئیں ہم بھی اپنی زندگیوں
میں حضور علیہ السلام کی سیرت کو ڈھال لیں۔

جب بھی بات ہوگی صاحب کردار کی
ہر بشر دے گا گواہی احمد مختار کی۔

اپنے کردار رسول عربی کے کردار جیسے بناؤ ـــ اپنی صورت رسول اللہ
کی صورت جیسی بناؤ۔ دنیا کے امتحان میں اگر بچہ نقل لگاتا پکڑا
جائے۔ تو فیل ہو جاتا ہے۔ تو حشر کے امتحان میں اگر بندہ نقل لگاتا
جائے تو پاس و کامیاب ہو جاتا ہے۔ نقل مار لو رسول عربی کی ـــــ

DATE:________ DAY:________

اے مسلمانوں اگر تم نے رسول اکرم کی سیرت کو ڈھال لیں تو دنیا میں بھی
کامیابی ملے گی۔ اور قبر و حشر میں بھی کامیابی ملے گی ۔ اپنی زندگی کا
ہر سانس محمد عربی کے نام لگا کے دیکھو پھر علامہ اقبال کی قبر سے آواز
آئے گی ۔۔

ـ کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح
دنیا و آخرت ساری تیری بن جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ ایک
بار رسول عربی کا ہو جا ۔

تو آئیے سب سے پہلے اس شادی کا تذکرہ کریں کہ جس سے اللہ کریم
نے والدین کو محبوب جیسا بیٹا عطا فرمایا ۔۔۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا
الذین یتبعون الرسول النبی الامی ــــ یہ جو لفظ اُمّی ہے کہ علماء نے فرمایا
امی کا معنیٰ یہ ہے کہ جو نہ لکھے اور نہ پڑھے علماء تشریف فرما ہیں تاریخ
گواہ ہے میرے نبی نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے نہ سیکھا
نہ کسی انسان کے پاس جا کر الف باء تا ثا نہیں پڑھا۔ کوئی
انسان میرے نبی کا استاد نہیں ہے ۔۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ پڑھے
کس کے پاس سے ہیں ۔۔ تو اللہ نے قرآن نے فرمایا الرحمن علم القرآن
فرمایا وہ رحمان ہے جس نے محبوب کو قرآن پڑھایا ہے ۔ فرمایا میں آپ کا
ہی خالق ہوں اور آپ ہی محبوب کا استاد ہوں ۔ عرض کی یا اللہ محبوب
کو پڑھایا کس وقت ہے ۔ فرمایا علم القرآن خلق الانسان ۔ انسان
بعد میں بنایا محمد کو قرآن پہلے پڑھایا ۔ امّی کا ایک معنیٰ ہے کہ جو نہ
لکھے اور نہ پڑھے ۔ اور امی کا دوسرا معنیٰ ہے ھو الذی بعث فی الامیین
رسولاً ــــ یہ امیوں کا رسول ہے ۔ وہ ان پڑھ تو ہیں وہ بکریاں
چرانے والے لوگ جن میں رب کا پڑھایا ہوا سکھایا ہوا رسول آیا ہے
بکریاں اور اونٹ چرانے والوں کو اس اوج ثریا پر پہنچایا کہ آسمان

کے فرشتے بھی اُن کو سر اُٹھا کے دیکھتے ہیں ــــ نوجوانوں میرا
نبی خود بھی امی ہے۔ اور رسول بھی اُمیوں کا ہے۔ اُمی کا ترجمہ
کیا مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی نے ــــ
اللہ کریم نے ارشاد فرمایا الذین یتبعون الرسول ــــــ
وہ جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کی جو رسول بھی ہے نبی بھی ہے امی بھی
ہے۔ امی کا ایک معنیٰ ہے کہ جو نہ لکھے اور نہ پڑھے ــ اور ایک اُمیّی کا معنی
یہ ہے۔ یہ رسول اُمیّوں کا بن کے آیا ہے۔ مفتی احمد یار خان
فرماتے ہیں۔ اُم کا معنیٰ ماں ہے۔ جس طرح سورۃ فاتحہ کو ام القرآن
کہا جاتا ہے۔ ام القرآن کہا جاتا ہے۔ مکے کو ام القریٰ کہا جاتا ہے۔
فرماتے ہیں اُم کا معنیٰ ماں ہے جب نبی کی باری آئی اللہ نے فرمایا
الرسول النبی الامی فرمایا یہ وہ رسول ہے۔ جو ماں والا نبی ہے عرض
کی یا اللہ سب نبیاں ماؤں والے ہیں۔ ایک نبی وہ بھی ہے جس کا باپ
نہیں ہے۔ ماں اس عیسیٰ کی بھی ہے۔ لیکن جب محمد کی باری آئی
اللہ فرمایا نبی الامیی فرمایا یہ ماں والا نبی ہے۔ اللہ فرمایا کائنات والو
جس طرح نبیوں میں محمد جیسا نبی کوئی نہیں ہے۔ اور ماؤں کے اندر آمنہ
جیسی ماں نہیں ہے۔ نبی الامیی ماں والا نبی ــــ ساری کائنات
محمد پہ ناز کرے۔ اس ماں کی عظمت پہ صدقے جاؤں جس کا بیٹا
ہونے پہ محمد کو ناز ہے۔ نبی الامی ــ (ماں والا نبی) تو آج میں
اس ماں کا ذکر کروں ــ جس ماں کو اللہ تعالیٰ نے محمد جیسا بیٹا
عطا فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ مکے میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت
آمنہ رضی اللہ عنہا مدینے میں پیدا ہو گئیں ــ یاد رکھیں یہ مدینہ میرے نبی کا ننھیال
نانکا گھر ہے۔ حضور کا ننھیال بھی مدینہ۔ حضور کے ابا جی کا ننھیال
بھی مدینہ۔ حضور کے دادا جی کے ننھیال بھی مدینہ۔ یہ مدینہ

DATE:________ DAY:________

حضور علیہ السلام کا ننھیال خاندانی گھر ہے

حضرت آمنہ کے بچپن کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت آمنہ جب حضرت وہب بن عبد مناف کے گھر مدینہ میں پیدا ہوئیں ——— ان دنوں میں ایک عورت نجومی آتی ہے۔ اس عورت کا نام ہے سودہ بنت زہرہ۔ رنگ اس کا سیاہ ہے اور آنکھیں نیلی ہیں ——— اس کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ جب یہ پیدا ہوئی تو اس کے باپ نے اس کو دیکھا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ بیٹیاں تو ویسے منحوس ہوتی ہیں (معاذ اللہ) اور اس کا رنگ بھی سیاہ ہے اور اس کی آنکھیں بھی نیلی ہیں۔ باپ نے اپنے غلام کو کہا کہ اس بچی کو اٹھا کر زندہ دفن کر دو۔ غلام کہتا ہے جب میں اس بچی کو دفن کرنے لگا۔ قبر میں رکھا۔ تو مجھے ہاتف غیبی سے آواز آئی اس کو مارنا نہیں ہے۔ غلام کہتا ہے میں نے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے کوئی انسان نظر نہ آیا۔ اپنا وہم سمجھ کر دوبارہ دفن کرنے لگا۔ پھر آواز آئی اس کو نہ مارنا۔ غلام نے دائیں بائیں دیکھا۔ تو مجھے کوئی انسان نظر نہ آیا۔ تیسری بار جب دفن کرنے لگا۔ آواز آئی نہ مارنا۔ اگر تجھ سے نہیں پالی جاتی۔ تو ہم خود پال لیں گے (۲۔ ——— بلا)

وہ غلام کہتا ہے کہ مجھے خیال آیا یہ بچی تو کوئی نصیب والی ہے۔ اس نے دفن نہ کیا بلکہ وہ غلام اس بچی کو اپنے گھر لے گیا۔ اس بچی کو جوان کیا۔ یہ بچی جوان ہو کر بہت بڑی کاہنہ عورت بنی۔ بچی کا بہت بڑی عاملہ بنی۔ کبھی کبھی یہ مدینے آتی ہے اور لوگوں کو کہتی ہے کہ اپنے اپنے بچے میرے پاس لاؤ میں ان کے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ کر بتاؤں گی۔ جب یہ عورت مدینے آتی ہے تو لوگ اپنے بچوں کو لے کر قطاروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتی ہے اور تقدیر بھی بتاتی ہے۔ اس دن

سیدہ آمنہ بچیوں میں کھیل رہی تھیں۔ ادھر سودا بنت زہرا
آ گئی۔ لوگ اپنے بچوں کو لے کر قطاروں میں کھڑے ہیں۔ سیدہ آمنہ
بھی کھیلتے کھیلتے قطار میں کھڑی ہو گئیں۔ جب سیدہ آمنہ کی باری آ گئی
سودا بنت زہرا نے سیدہ آمنہ کے ہاتھوں کی ہتھیلی دیکھی۔ اور رو کر پوچھا
لوگو یہ بچی کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ وہب بن عبد مناف کی بیٹی ہے
اس کا نام آمنہ ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ (۱۳۲-۱۳۱)
"خدا کی قسم" پکار کہنے لگی میرا علم کہتا ہے۔ کہ یہ بچی خود نبی بنے گی یا کسی
نبی کی والدہ بنے گی۔ یہ وہ واقعہ ہے جس نے حضرت آمنہ کو بچپن سے
مشہور کر دیا۔ مدینے والے لوگ کہتے تھے کہ یہ بچی کسی نبی کی ماں بنے گی۔
ادھر سیدہ آمنہ مدینے میں جوان ہو رہی ہیں۔ ادھر حضور کے دادا گرامی
حضرت عبد اللہ مکہ میں جوان ہو رہے ہیں۔ وہ عبد اللہ اور ایک مصر
کا یوسف ہے۔ حسن میں بڑھے ہوئے وہ اپنے باپ کا یوسف ہے۔ اور یہ اپنے
والد گرامی کا یوسف ہے۔ اس مصر کے یوسف کو حضرت یعقوب کو
ساری کائنات سے بڑھ کر پیارا ہے۔ اور اس وادی بطحا کے یوسف
حضرت عبد اللہ کو سب کائنات سے بڑا پیارا ہے۔ وہ یوسف بھی حسین
ہے۔ ان کے دیکھنے کو مصر کی عورتیں ترس رہی ہیں۔ اس یوسف کو دیکھنے عرب
کی عورتیں ترس رہی ہیں۔ یہ جب گلی سے گزرتا ہے تو عورتیں راہ منتظر
ہوتی ہیں۔ کہ عبد اللہ گزرے تو اس کی زیارت کریں۔
حضرت جلال الدین السیوطیؒ الخصائص کے اندر یہ ان عورتوں
کا ذکر فرمایا۔ جو حضرت عبد اللہ کی چڑھتی جوانی پر آپ راہ میں کھڑی ہو جاتی
خود کہتی ہیں عبد اللہ جتنی دولت کہو گے۔ جتنے سونے میں نثار کر دیں گی
بس شادی ہم سے تو کر دو۔ تو حضرت عبد اللہ حضور کے والد گرامی فرماتے
ہیں نانا ... میں خود فیصلہ کیسے کروں۔ میرے ابا ابا بزرگ تشریف

ہاں میں ہے۔ تو ورقہ بن نوفل کی بہن جس کا بھائی خود بہت بڑا عالم ہے۔ وہ بھلا
زمانے کی حسین ترین عورت ہے۔ بہت بڑی عالمہ بہت بڑی نجومی۔
ورقہ بن نوفل کی بہن کا نام ام قتال یا قتیلہ کہا جاتا ہے۔ وہ حضرت عبداللہ کے
راستے میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ اے عبداللہ مجھ سے شادی کر لو۔ اور ۱۰۰ اونٹ
جو آپ کے باپ نے تیرے نام کا صدقہ دیا ہے۔ وہ سو اونٹ میں
آپ کو دوں گی۔ تو حضرت عبداللہ آپ کی سیرت پر صدقے جائیں۔
آپ نے فرمایا اے بی بی بڑا حسن و جمال اپنی جگہ مگر جب تک میں
اپنے باپ سے نہ پوچھوں میں نے اپنے آپ فیصلہ نہ کروں گا۔ اور آج کا
نوجوان بھی اپنی زندگی کی طرف دیکھو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
کی حیات طیبہ کے والد گرامی کی سیرت کی طرف دیکھو۔ اگر ہوتا
وہاں آج کا نوجوان۔ اس نے تو کہنا تھا کہ جی چلیں —— اگر ہو
پاکستان کا نوجوان اس کی نسبت تو تبدیل ہو جائے مگر واہ حضرت
عبداللہ نے فرمایا کہ میں کوئی عام نوجوان نہیں ہوں۔ محمدؐ کے نور کا وارث
ہوں ماتھے پہ نور نبوت چمک رہا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں
کہ ان لوگوں میں صورت و سیرت میں حسن و جمال کا پیکر تھا۔ وہ
ایک ہاشمی ہے اس لیے حسین و جمیل ہوں۔ اور ایک محمدؐ کا والد گرامی
ولیے حسین و جمیل —— ماتھے پہ نور نبوت چمک رہا ہے۔ حضرت
عبداللہ کے والد فرماتے ہیں کہ میں حطیم کعبہ میں لیٹ رہا تھا۔ آدھی رات
کا وقت ہوا۔ وہاں خواب میں لمبے قد والا سبز رنگ آیا۔ اے عبدالمطلب
جب صبح بیدار ہونا۔ اپنا بیٹا عبداللہ ساتھ لے کر مدینہ طیبہ میں آ جانا
عبد مناف کی بیٹی آمنہ ہے۔ اس کے ساتھ اپنے بیٹے کا رشتہ کر دو۔
عبدالمطلب خواب میں پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں تو جواب دیا کہ میں
اللہ کے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ حضرت عبدالمطلب صبح

اٹھے اور حضرت عبداللہ کو ساتھ لیا۔ اور مکے کے چودھری کی شرفاء امرا
قریش کو ساتھ لیئے۔ چلتے چلتے مدینے آ گئے۔ اور مدینے جو کہ
حضرت عبدالمطلب کا ننھیال تھا۔ اور تمام مدینہ حضرت عبدالمطلب
کا واقف تھا۔ آپ جب مدینے تشریف آئے لوگ پوچھنے لگے
تو حضرت وہب بن عبد مناف کے گھر آ گئے۔ سب کا رشتہ نانا جی اھلا
وسہلا کہا مکے کے قریش سردار آئے ہیں۔ کعبے کے متولی آئے ہیں۔
حضرت عبداللہ کی شادی آمنہ کے ساتھ ہو گئی۔ جس ابراہیم
علیہ السلام آپ کو آ کر دیا ہے۔ اس اللہ کے خلیل کے بیٹے ہی آ کر
دیا ہے۔ (38-48) کسی کا رشتہ گاؤں کا چودھری کرا دے
اور کسی کا رشتہ گاؤں کا کمی کرا دے۔ شادی کملی والے کے والدین کی شادی
کرانے والا سکندر انبیاء کا جد امجد) حضرت ابراہیم خلیل
اللہ علیہ السلام ہے۔ جو رشتہ لے کر آئے ہیں۔ سب رشتہ کا رشتہ بیان
کرتے ہیں وقت کے رواج کے مطابق اسی محفل میں نکاح بھی ہو گیا۔
جس بارات کا دولہا عبداللہ ہو اور دلہن حضرت آمنہ ہو۔ باراتی تو
فرشتے بن کے آئے ہیں۔ نکاح کے بعد 3 دن تک مکی مدینے رہے۔
3 دن کے بعد جب قافلہ چلے مدینے سے مکے کی طرف چلا تو سیدہ
آمنہ فرماتی ہیں دلہن بن کر ساتھ جا رہی تھی۔ آپ فرماتی ہیں جب
میں مکے میں آئی تو میں ناز کر رہی تھی کہ جس گھر سے آئی ہوں وہ بھی
سرداروں کا گھر ہے۔ اور جس گھر میں آئی ہوں وہ بھی قریش کے سرداروں
کا گھر ہے۔ جس گھر کی دلہن بن کے آئی ہوں وہ کائنات کا معزز گھرانہ
ہے۔ کعبے کے متولی کا گھر ہے۔ جس کی گلی سے بھی لوگ گردن جھکا کے گزرتے
ہیں۔ اتنا احترام کرتا ہے کائنات والے اس گھر کا۔ سیدہ آمنہ فرماتی
ہیں کہ میں ناز کروں کہ مجھے کائنات کا شرف مل رہا تھا کہ بیک اور قریش کا سردار

DATE:________ DAY:________

میرے حصے میں آیا ہے۔ حضور کے والد گرامی فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر
ناز کر رہا تھا۔ کہ حسن کی تاجدار اور عفت و حیا کے ملک کی تاجدار حضرت
آمنہ میرے حصے میں آئی ہے۔ مگر ایسی فکر حضرات یہ کائنات کی ایسی جوڑی
ہے۔ جن کی عظمت و حیا پہ شرم اور جن کا حسن دیکھنے کے لئے فرشتے
بھی زمین کی طرف آتے تھے۔ حضرت آمنہ اور عبداللہ کی جوڑی کائنات کی
حسین ترین جوڑی ہے۔ بس دلہا کی رات جب حضرت عبداللہ صبح
اٹھ کر باہر گئے تو راستے میں وہی عورت ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ
آپ کو دیکھ کر راستہ بدل گئی۔ حضرت عبداللہ دوڑ کر اس کے قریب جاکر
فرمانے لگے۔ اے قتیلہ وہی عبداللہ ہوں۔ جن کے رستوں میں کھڑی ہو کر انتظار
کرتی تھی۔ اور آج مجھے دیکھ کر رستہ بدل گئی ہو۔ اس عورت نے جواب
دیا۔ حضرت عبدالحفیظ جالندھری نے فرمایا۔

وہ جس کے نور سے درخشاں تھی یہ پیشانی
اسی کی تھی میں طالب اسی کی تھی میں دیوانی۔
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری کھوئی ہے۔
سنا ہے کہ وہ نعمت آمنہ نے مجھ سے لوٹی ہے۔

قتیلہ بول کر کہنے لگی اے عبداللہ میں کوئی شہوت کی عاشق نہ تھی۔ میں تو اس
نور کی طالب تھی۔ جو محمد کا نور تیرے ماتھے میں چمک رہا تھا۔ عبداللہ فرماتے
ہیں یہ سب باتیں نہ ہیں۔ جب یہ نور حضرت علیہ السلام کے ماتھے میں چمک رہا ہے۔
سارے فرشتے آدم کے پیچھے جنت میں پھرتے تھے۔ جب یہ آدم سے نور حضرت
حوا کے پاس آیا۔ فرشتے حضرت حوا کے پیچھے پھرتے ہیں۔ ایک دن
حضرت آدم نے عرض کی یا اللہ فرشتوں نے بے وفائی کی ہے۔ پہلے فرشتے
میرے پیچھے پھرتے ہیں۔ اور اب حضرت حوا کے پیچھے پھرتے ہیں۔ فرمایا آدم
علیہ السلام نہ فضیلت آپ ﷺ کی ہے۔ اور نہ فضیلت حضرت حوا کی ہے

یہ تو اس نور کی بشارت ہے جو سوا میں چمک رہا تھا۔ وہ کائنات
کی جو توجہ حضرت عبداللہ کی طرف تھی وہ توجہ کائنات حضرت آمنہ کی
طرف ہو گئی۔ ادھر حضور کے والدین کی شادی کو جب تین ماہ گزر
گئے۔ ایک دن حضور کے دادا عبدالمطلب گھر آئے تو فرمایا اے عبداللہ
آپ میرے لاڈلے چھوٹے بیٹے ہو۔ مگر اب بیٹا اب شادی شدہ بھی ہو۔ تو
کوئی کاروبار کریں۔ بیٹے جب شادی شدہ ہو جائیں تو تو فارغ ہوں
تو نہ والدین کو اچھے لگتے ہیں اور نہ بیوی کو خاوند اچھے لگتے ہیں۔ یہ تاریخ
ہے کائنات کی ـــــ مگر اگر بیٹا ہو محمد ﷺ جیسا۔ جب میرے
نبی کی جوانی تھی تو پرورش کا۔ ابوطالب سے میرے نبی نے جب دیکھا کہ ابوطالب
کی اپنی اولاد بھی چھوٹی ہے اور گھر کا انتظام نہیں چل رہا۔ آقا محمد ﷺ
آپ کی سیرت پہ صدقے۔ میرے نبی نے لاٹھی اٹھائی اور بکریوں کو چرانے
چلے گئے ـــ تو ابوطالب نے پوچھا اے لاڈلے کہاں جا رہے ہیں۔ تو
فرمایا اے چچا جی میں ان بیٹوں میں سے نہیں ہوں گا۔ جو فارغ بیٹھ کر بڑے
آباؤ اجداد کو کھاتے ہیں۔ میں آنے والے نوجوانوں کو سبق دے رہا ہوں
کہ جب والدین بڑے ہو جائیں۔ تو اے بیٹو اپنے والدین کے بازو بن جاؤ
اپنے والدین کو کام پہ نہ جانے دینا ـــ میرے نبی نے بکریاں چرا کر
آنے والے نوجوانوں کو ارشاد فرمایا کہ میں نے فارغ رہ کر اپنے چچا
ابوطالب کے ٹکڑے نہیں کھائے۔ میں بکریاں چرا کر اپنے چچا کا ہاتھ
بٹایا ہے۔ یہ ہے رسول ﷺ کی سیرت طیبہ۔

سو مومنین کے والی کے دادا جی نے فرمایا۔ اے عبداللہ بیٹا اب کوئی
کاروبار بھی کریں۔ فرمانبردار بیٹے نے سر جھکا لیا۔ اے ابا جان جیسے آپ کا
حکم ہو۔ آپ نے فرمایا بیٹا ہمارا خاندانی کاروبار تجارت ہے۔ یہ میرا قافلہ
ملک شام جا رہا ہے تجارت کا۔ اس بار قافلہ آپ لے کر جائیں حضرت

حضرت عبداللہ تیار ہو گئے تو جب حضرت آمنہ کو خبر ہوئی تو آپ گھر میں رو رہی تھی۔ جب حضرت عبداللہ گھر آ گئے تو پوچھا کہ اے آمنہ کیوں رو رہی ہو۔ عرض کی حضور آپ کی جدائی میں رو رہی ہوں۔ فرمایا اے آمنہ رو نہ تین ماہ تک واپس آ جاؤں گا ــــ اور مدینے میں جا کر حضرت عبداللہ کا وصال ہو گیا ــــ جب حضرت عبدالمطلب نے کعبے میں دعا مانگی اے رب العالمین آمنہ کو ایسا بیٹا عطا کر دے جس کی وجہ سے آمنہ کو اور ہمیں دلی سکون مل جائے آواز قدرت آئی اے عبدالمطلب آپ تو دو دلوں کا سکون مانگ رہے ہیں میں نے تو آمنہ کو ایسا بیٹا عطا فرمانا ہے جس کی وجہ سے دو جہانوں کو سکون ملے گا ــــ (۲۱-۵۰)

حضرت آمنہ کو خواب میں آنے والا آیا جس نے خوشخبری دینے آیا ہوں ــــ آدم علیہ السلام حضرت آمنہ کے پاؤں کے نیچے پتھر بھی موم بن جاتے ہیں۔ جانور بھی ادب کرتے ہیں۔

اور جو اپنے والدین کا بے ادب ہو وہ نبی پاک کے والدین کا بھی بے ادب ہوتا ہے عام مسلمانوں کی ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور جو ہو بھی محمد کی ماں اس کا مقام کیا ہو گا ــــ (۳۱-۵۷) چالیس دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہے تو اس نے عرض کی یا اللہ چالیس دن میں نے تیرے نبی کو اپنے پیٹ میں رکھا ہے کوئی انعام ہی دے دے ــــ اللہ نے فرمایا میں تجھے ایک طرف نہیں بلکہ قیامت تک تیری نسل کو انعام دوں گا ــــ مچھلی نے عرض کیا یا اللہ انعام کیا ہے فرمایا اے مچھلی جا تجھے میں قیامت تک چھری کا ہاتھ نہیں لگنے دوں گا ــــ ہر حلال جانور ذبح کرو گے تو حلال ہو گا ــــ اور مچھلی قدرتی ذبح ہے ــــ اس کو چھری سے تو ذبح کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے چالیس دن مچھلی نبی کو پیٹ میں رکھے تو رب چھری کا ہاتھ نہیں لگنے دیتا۔ اور جس نے محمد کو ۹ ماہ اپنے پیٹ میں رکھا ہو ــــ اس ماں کو دوزخ کی آگ کیسے جلا سکتی ہے لوگ تو کہتے ہیں کہ نبی کے والدین مشرک تھے (معاذ اللہ) اور آج گستاخان مصطفیٰ کہتے ہیں کہ نبی کے والدین نے کلمہ نہ پڑھا تھا اس لئے وہ مسلمان نہ تھے۔ ایسے بے وقوف سمجھے کیا خیر نبی کے والدین تھے۔ صحابی رسول نے میرے نبی کا خون پیا کو زخم آئے میرے نبی کو خون اکٹھا کر لیا صحابہ کرام نے حضور نے فرمایا مالک بن سنان عرض کی حکم یا رسول اللہ فرمایا میرا خون لے جا اور کسی ایسی جگہ پر چھپا دینا۔ جہاں کوئی نہ دیکھے۔ صحابی جب خون رسول لے کر گئے تو صحابی نے دائیں بائیں دیکھا کہ کہاں چھپاؤں کوئی جگہ نہ ملی۔ اور اندر کا عشق کا مفتی ہے اس سے سوال کیا کہ یہ جو خون رسول ہے اس کو کہاں رکھے آ گیا۔ عشق کے مفتی نے جواب دیا۔ تو صحابی رسول نے خون رسول والا برتن اپنے لبوں کے ساتھ لگا لیا۔ اور پی لیا ــــ کون سی شرح لغت میں لکھا ہے خون پینا جائز ہے۔ [illegible]

بلھے شاہ نے فرمایا ۔ ۔ ۔
نہ عشق کردا اسدا اپنی مرضی دا عالم نہ ایہہ راہ ویکھدا نہ ایہہ گراہ ویکھدا
دا اسر نہ ایہہ کعبہ ویکھدا نہ کربلا ویکھدا عاشق جھکا دیوے سر
جتھے چاہیوا ۔

صحابی یا رسول جب واپس آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ خون رکھ کے آئے ہو عرض کی یا رسول اللہ وہاں رکھ کے آیا ہوں جہاں کسی کی نظر نہ پڑے گی ۔ حضور نے فرمایا آپ کیا سمجھتے ہو کہ مجھے نہیں معلوم کہ کہاں رکھ کے آئے ہو ۔ آپ تو میرا خون پی کے آئے ہو ۔ عرض کی یا رسول اللہ فرمائیے میں کہاں رکھ کر آتا ۔ میرے نبی نے فرمایا میرے صحابہ جس نے گلیوں میں چلتا پھرتا جنتی دیکھنا ہو وہ میرے اس صحابی کو دیکھ لے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۳۴ ۔ ۔ ۰۰ ۔ ۔ ۰۱) =

عرض کی یا رسول اللہ اس نے عمل کون سا کیا ہے ۔ فرمایا اس نے محمد کا خون پی لیا ہے ۔ جس کی رگوں میں نبی کا خون آ جائے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے ۔ تو بتاؤ ۔ آپ سمجھ لو ۔ جس کی رگوں میں محمد کا خون آ جائے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے ۔ اور محمد کے والدین کی کیا عظمت ہے جن کا خون محمد کی رگوں میں چلتا رہا ہے ۔ نبی کا خون رگ میں آ جائے تو بندہ جنتی اور جس کا خون نبی کی رگوں میں آ جائے تو مقام کیا ہو گا ۔ ۔ ۔

اس ماں کی عظمت پر کائنات کی ماؤں کی عظمت نثار کروں ۔ جس کو رسول اللہ کی ماں بننے کا شرف حاصل ہے ۔ ولادت رسول کے واقعات ۔ جنت سے خدمت گار آ گئیں ۔ ۔ ۔ اس ماں کی کیا عظمت ہو گی جس کی خدمت کے لئے نبیوں کی مائیں آئی ہیں ۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا نور خدا ایسے میری گود میں آ گیا ۔

ے دور دنیا توں اندھیرا ہو گیا ۔ ۔ ۔ آ گیا سوہنا سویرا ہو گیا ۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ اس طرح کا سویرا ہو گیا ۔ کہ بیٹھی تو میں مکے میں ہوں اللہ کے نور کی روشنی میں مجھے شام کے محلات نظر آ رہے تھے ۔ ۔ ۔ جب شادی اس طرح کی ہو تو بیٹے بھی ایسے ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔ کائنات میں اس طرح کی دوسری شادی نہیں ہے لہذا کائنات میں اس طرح کا کوئی محبوب مطلوب بھی تو کوئی نہیں ہے ۔

دوسری سالگرہ دی

جب میرے نبی کی ۲۵ سال کی چڑھتی جوانی میرے محبوب کی فقد لبثت ۔ ۔ ۔ تعملوا وہ چڑھتی جوانی جس کی قسم لعمرک کی قسم خود اٹھائے ۔ پیر مہر علی شاہ نے فرمایا ۔ کہ کوئی مثل نہ جانی دی ۔ ۔ ۔ رب آپ قسم کھاندا جس دی چڑھدی جوانی دی کوئی مثل نہ ڈھولن دی ۔ چپ کر مہر علی ایتھے جا نہیں بولن دی ۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا اے محبوب کا مکان سے دل بہ ہے تیرے مکان کی قسم والعصر ہے تیرے زمان
کی قسم لعمرک ہے تیری جان کی قسم تیرے رہنے کے کیا کہنا
جس جس جوانی میں بیاہی گئی۔ ادھر مکے کی ملکہ سب سے مکے کے امیروں کے پاس اتنی دولت نہیں
ہے۔ جتنی اس اکیلی ملکہ کے پاس ہے۔ سارے مکے کے امیروں کی دولت اکٹھی کر لیں تو پھر بھی
اس عورت ملکہ کی دولت سب سے زیادہ ہے۔ اتنی پاکیزہ عورت ہے کہ جب لوگ
منڈی میں بولی لگا کر بیٹھتے ہیں، اور اس وقت بھی اس کو طاہرہ کہا جاتا ہے۔ اس کا نام
ہے خدیجۃ الکبریٰ ـــ اس کو لوگ مکے کی ملکہ بھی کہتے ہیں، آپ فرماتی ہیں کہ میں جوانی 25
سال کی عمر میں دو مرتبہ بیوہ ہو گئی ـــ (۲۸ ـــ ۱۳ ـــ ۰۱) اللہ کریم نے جو اولاد عطا فرمائی اب
ارادہ یہ ہے کہ اس اولاد کو پالوں گی اب شادی نہیں کروں گی۔ فرماتی ہیں کہ میری
عمر کا حصہ گزرتا گزرتا چالیس سال ہو گئی۔ ورقہ بن نوفل حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے چچا
کا بیٹا تھا۔ ورقہ نے کبھی زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا۔ آسمانی کتابوں کا
عالم بھی ہے۔ انجیل بھی پڑھتا ہے زبور بھی پڑھتا ہے۔ مکہ شریف کے باہر عبادت خانہ
بنا کر دن رات عبادت کرتا ہے۔ اور آسمانی کتابوں کی تلاوت کرتا ہے۔ حضرت خدیجہ
فرماتی ہیں کبھی دل بے چین ہو جاتا تو میں ورقہ بن نوفل کے پاس آ جاتی تھی۔ ورقہ بن نوفل حضرت
خدیجۃ الکبریٰ کو دیکھ کر اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہ میری باجی خدیجہ آئی ہے۔ بڑی عزت و احترام کرتا
ہے۔ اور قریب بیٹھ جاتا ہے۔ کہ وہ کبھی کتاب سناؤ جو اللہ نے آسمان سے کتاب
نازل کی ہے۔ جب تورات انجیل زبور کی تلاوت سناتا ہے تو حضرت خدیجہ کے دل کو قرار
آ جاتا ہے ایک دن خدیجۃ الکبریٰ ـ ورقہ بن نوفل کے قریب بیٹھی ہیں۔ تلاوت کرتے کرتے
اچانک کتابوں کو بند کر دیا۔ اور کہنے لگا۔ اے باجی آج میں ایک بات سناؤں۔ فرمایا ہاں
سناؤ۔ ورقہ بن نوفل نے دو پہاڑوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اے خدیجہ یہ جو مکہ شہر
ہے ان کتابوں میں لکھا ہے، کہ اس شہر میں ان دو پہاڑوں کے درمیان اللہ کا آخری پیغمبر ہوگا۔
حضرت خدیجہ فرماتی ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے آخری نبی کی بات مجھے سنا دی۔ چالیس سال عمر گزر گئی
حضرت خدیجہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں سوئی تھی کہ میری قسمت جاگ اٹھی۔
خواب میں دیکھا کہ آسمان کا سورج ٹوٹ کر میری گود میں آ گیا۔ جس کی روشنی مشرق و مغرب
میں جا پہنچی۔ فرماتی ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی۔ ساری رات بیداری میں گزر گئی۔ فرماتی ہیں
صبح میں اٹھ کر ورقہ کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی اے ورقہ آج میں نے خواب دیکھا ہے
جیسے ورقہ نے خواب سنا تو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اے باجی آپ کو مبارک ہو۔ ورقہ نے
کہا اے باجی یاد کریں میں نے آپ کو ایک نبی کی بات سنائی تھی۔ کہنے لگا یہ ہیں تیرے خواب کی تعبیر

کی تعبیر یہ ہے۔ وہ جو نبوت کا سورج ہے جس کو دیکھا ہوگی۔ آرام وہ کر رہا گا۔ پھر روشنی مشرق
و مغرب میں جائے گی۔ ورقہ نے کہا اے خدیجہ وہ آسمان کا سورج نہیں ہے۔ بلکہ وہ نبوت
کا سورج ہے۔ تیرے گھر میں آئے گا۔ اس سورج کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے۔

یا ایہا النبی ـــ سراجا منیرا۔ اللہ نے فرمایا اے نبی ہم نے آپ کو سراج منیر بنا کر
بھیجا ہے۔ آپ کو چمکنے اور چمکانے والا سورج بنایا ہے۔ پس خدا کی یاد ایسا وہ بھی سورج ابدی
بھی سورج۔ اللہ فرمایا دنیا والو۔ آسمان کا سورج چمکتا ہے تو زمین کے اوپر روشنی ہوتی
ہے۔ فرمایا میرا نبی وہ سورج ہے۔ غلام قبر میں چلا جائے۔ وہاں بھی روشنی کرنے آجاتا
ہے۔ آسمان کا سورج زمین کے اوپر روشنی کرتا ہے۔ یہ زمین کے نیچے بھی روشنی
کرتا ہے۔ آسمان کا سورج چمکتا ہے تو پہلے پہاڑوں کی چوٹیوں کو روشن کرتا ہے۔ پھر نیچے کی
جگہوں کو روشن کرتا ہے۔ فرمایا میرا نبی وہ سورج ہے۔ پہلے نیچے کے لوگوں کو اپنا کر
روشن کرتا ہے۔ پھر اونچی جگہوں کو روشن کرتا ہے یہ وہ بھی سورج ہے اور یہ بھی سورج

حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں ؎ عارف کھڑی فرماتے ہیں

؎ سورج وانگ نورانی مکھڑا نظر نہ کیتی جاوے بے ہمت دل والا تکے اکھیں پانی آوے

حضرت خدیجہ نے خواب دیکھ لیا اور خواب کی بھی تعبیر ہو گئی۔ آپ فرماتی ہیں اب مجھے بڑا انتظار
شروع ہو گیا۔ وہ کون سا سورج ہے جو میری زندگی میں آنے والا ہے۔ چالیس سال تو میری
عمر بیت گئی ہے۔ فرماتی ہیں بس ان دنوں میں حضور کی سگی پھوپھی صفیہ کی شادی میرے
بھائی کے ساتھ ہو گئی۔ پھوپھی بنی کی اور بھابی خدیجہ اکبری کی۔ حضرت صفیہ حضور کی بڑی
لاڈلی پھوپھی ہیں۔ فرماتی ہیں جب حضور کی ولادت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کمرے میں چراغ
روشن ہے۔ اور چراغ کی روشنی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اور جدھر دیکھتی ہوں روشنی محمد کے چہرے
کی ہے۔ حضور کی لاڈلی پھوپھی جس نے میرے نبی کو بڑے لاڈ سے پالا ہے۔ اور کبھی کبھی
حضرت خدیجہ اور صفیہ نے باتیں کرنا۔ کہ اے خدیجہ میرا ایک بھتیجا ہے بڑا حسن و جمال ہے۔
(۱۰-۲۵-۰۱) ؛ حضرت صفیہ نے جب بھی خدیجہ کے پاس بیٹھنا تو بات محبوب کی شروع
کر دینی ؎

جو کسے دا عاشق ہووے گل اوسے دی کردا
سو سو مکر بہانے پا کے گلے وی اوہداں ای لیندا۔

یہی وجہ تھی کہ حضور کا ذکر خدیجہ اکبری کے پاس پہنچا۔ ایک دن حضرت صفیہ پریشانی کے عالم
میں بیٹھی ہیں تو سبب حضرت صفیہ نے پوچھا۔ کہ اے بھابی صفیہ کہ میرا قافلہ تجارت کا جا رہا
ہے ملک شام کو مکہ کے تمام تاجروں سے بڑا ہے میرا سامان تجارت فرماتی ہیں

کہ اے صفیہ میں پریشان اس لیئے ہوں کہ نہ میرا خاوند ہوتا ۔ اور میرا بیٹا کوئی جوان ہوتا تو میرا بیں کوئی قافلہ لے کر جاتا ۔ تو میرا سامان فروخت کر کے آتا ۔ ایسا کوئی صادق وامین نہیں ملتا کہ میں اس کو سامان دے کر بھیجتی ۔ کہ میرا سامان فروخت کر کے آئے ۔ حضرت صفیہ بول کر کہنے لگی اے خدیجہ اگر آپ کہتی ہیں تو میں ایک صادق امین کو میں جانتی ہوں ۔ خدیجہ نے کہا کہ وہ کون ہے ۔ صفیہ کہنے لگی اے خدیجہ تو یاد کر میں آپ کو بتاتی ہوں کہ ایک میرا بھتیجا محمد ہے ۔ ایسا صادق وامین ہے کہ اس محلے کے کافر بھی صادق وامین کہتے ہیں ۔ خدیجہ نے فرمایا کہ بلاؤ محمد ﷺ کو ۔ جب پیغام محمد کملی والے کو ملا ۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ۔ چڑھتی جوانی میرے رسول کی ۔ ابھی نبوت کا اعلان بھی نہیں کیا میرے رسول نے پہلی نگاہ خدیجہ کی جب چہرہ محمد پہ آئی ۔ فرماتی ہیں دل بھی گیا دلبر بھی گئی ۔

کالے کٹ دل ایہہ زلف ماہی دے جال جیہے میں گھیڑا ۔
اکھ نال اکھ ملا محمد ﷺ نے لٹ کھڑیا دل میرا ۔

کملی والے آکر تشریف فرما ہو گئے ۔ حضرت صفیہ فرمانے لگی اے بھتیجے یہ سامان ہے خدیجہ کا کہ فروخت کر کے آنا ہے ۔ حضور کا خاندانی پیشہ چونکہ تجارت تھا ۔ فرمانے لگے کہ فروخت کر کے آئیں گے ۔ خدیجہ فرمانے لگی کہ پیارے تنخواہ کتنی لو گے ۔ میرے رسول کی عظمت پہ قربان جائیں ۔ فرمایا اے خدیجہ ہم تنخواہ لینے والے نہیں ہیں ۔ تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا اے محبوب بتاؤ کس طرح راضی ہو ۔ فرمایا خدیجہ سامان فروخت کر کے آئیں گے ۔ جو منافع ہوگا ۔ وہ آدھا آدھا ہوگا ۔ حضرت خدیجہ کی آنکھیں نم دیدہ ہو گئیں ۔ اور عرض کرنے لگی اے محبوب سارا منافع ہی آپ کا ہے ۔

جہاں دل کے سودے ہو جائیں وہاں مال کے سودے نہیں کیے جاتے ۔ (۴۷-۲۱-۰۱)

حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے ۔ جو منافع ہوگا وہ برابر تقسیم ہوگا ۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ نے اپنے غلام میسرہ کو بلایا ۔ محل کے پچھلے کمرے میں لے جا کر کہنے لگی اے میسرہ ۔ ہر بار تو تجارت کے لیے جاتا ہے سارے مال کا مالک تجارت بن کے جاتا ہے ۔ مگر اس بار مالک بن کر نہیں جائے گا ۔ کسی کا غلام بن کر جائے گا ۔ تو غلام نے کہا اے خدیجہ میری مالکہ میں تو تیرا غلام ہوں ۔ اور آپ آج مجھے کس کا غلام بنا رہی ہو خدیجہ نے کملی والے کی طرف اشارہ کیا اور کہا اے میسرہ اس کا غلام بن کے جانا ہوگا ۔ میسرہ کی نگاہ حسن فقت کملی والے کے چہرے پر پڑی تو کہنے لگا ۔ خدیجہ آپ سامنے کی ضرورت ہے ۔ میں اس کا غلام بن کے جانے کے لیے تیار ... غلامی کی ... دل کرتا ہے ۔

ہوں۔ خدیجہ نے کہا اے غلام تنخواہ تجھے ڈبل دیتی ہوں گی مگر کام بہتر کرنا ہوگا۔ (01-31-06)
جو محبوب شان اس محبوب کی دیکھنا آکر مجھے سنا دینا۔ میسرہ نے کہا کہ میں تیار
ہوں۔ جب چل پڑا تو خدیجہ الکبریٰ نے اپنی سہیلی کو لے کر محل کی چھت پر کھڑی ہو گئی۔ اور
کملی والے محبوب کا چلنا دیکھتی رہ گئی۔ حضور کی پھوپھی رو رہی تھی کہ اے کملی والے محبوب تیرے آپ
کے والدین زندہ ہوتے آج آپ کی جوانی کو دیکھتے۔ اے کملی والے آپ کو تجارت کے کاروبار
پر جاتے دیکھتے۔ خدیجہ فرماتی ہیں کہ مجھے اس محبوب کا انتظار لگ گیا کہ کب وہ صورت
پھر نظر آئے گی۔ عارف کھڑی فرماتے ہیں۔

رستہ اُڈیکاں میں دلبر اپنے دا محل اچے تے چڑھ کے۔
جس ویلے دل کاہلی پاوے تے میں رواں اندر وڑ کے۔

جب مکے سے قافلہ چلا تو قافلہ رک گیا تو سرکار نے فرمایا اے میسرہ خبر تو ہے
میسرہ نے عرض کی اے کملی والے محبوب میرے دو اونٹ بیمار ہو گئے ہیں چلتے
نہیں ہیں۔ قافلہ آگے آگے جا رہا ہے۔ اونٹ پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ میرے آقا نے
فرمایا اونٹ لے کر آؤ۔ اس نے عرض کی اونٹ نہیں آسکتے۔ اے محمد آپ کو جانا
پڑے گا۔ کملی والے اونٹوں کے نزدیک آئے۔ میرے محبوب نے اونٹوں کی پشتوں پر ہاتھ
پھیرا تو اونٹ آگے آگے چل رہے تھے۔ فرمایا میں تو حضرت حلیمہ کی بوڑھی اونٹنی
پر ہوتا تھا تو پیچھے نہیں رہنے دیتا۔ میسرہ نے دل میں رکھا کہ یہ نشانی بھی
حضرت خدیجہ کو جا کر سناؤں گا۔ میسرہ نے کہا میں نے دیکھا کہ تمام قافلے پر دھوپ
ہے اور محمد پر بادل نے سایہ کر رکھا ہے۔ وانزلنا علیکم الغمام۔ اگر نبی اسرائیل
پر بادل سایہ کر سکتے ہیں تو محمد پر کیوں نہیں کر سکتے۔ قافلہ چلتے چلتے
ملک شام پہنچ گیا۔ میسرہ کہتا ہے کہ ہم نے شام کے بازار میں سامان سجا لیا صبح
صبح کا وقت ہے۔ پہلے ہم گاہکوں کا انتظار کرتے تھے۔ اور آج مقام حیرت ہے کملی
والے پاس کھڑے ہیں۔ لوگ بازار میں قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ میں حیران تھا کہ کل تو
دکاندار اپنی فارغ بیٹھے تھے۔ کیسا ہے یہ سامان جلدی جلدی بک رہا ہے۔ جو
قیمت مانگتا ہوں لوگ میرے سے سودا بازی نہیں کرتے۔ لوگ سامان خرید رہے
ہیں۔ میسرہ کہتا ہے کہ میری عادت بگڑ گئی تو میں نے قیمت ڈبل کر دی۔ لوگ
... میسرہ کہتا ہے کہ میرے دل میں

مکہ کو بڑا تاجر بن گیا ہے۔ منہ مانگی قیمت پہ سامان بیچ رہے ہو۔ قدرت کی آواز آئی۔
اے میسرہ زہے آپ پر ناز کرے۔ میرا مال نہیں بک رہا۔ کسی کا جمال بک رہا ہے
دوپہر تک مال بک رہا تھا۔ دوپہر ہوئی تو میسرہ بنی خیمے میں آرام کرنے کے لیے چلے گئے۔ اور آقا ایک
ہی چلے گئے۔ میں بھی اکیلا ہی بیٹھا تھا۔ حیران ہوا کہ خریدار کدھر گئے۔ تھوڑی دیر گزری
تو ملک شام کا تاجر آیا۔ بادشاہ۔ کہنے لگا۔ میسرہ کہتا ہے اس نے ایک چیز کی قیمت
پوچھی تو میں نے ڈبل قیمت بتائی تو اس نے غصے سے دیکھا۔ ———
قافلہ جب واپس ہوا تو میسرہ نے پیغام بھیجا کہ ہم واپس آ رہے ہیں۔ خدیجہ نے ہر
روز اس راستے کی طرف دیکھتی جو ملک شام سے مکے کی طرف آ رہا تھا۔ اور کسی شعر
سے شیریں یاد دیپی تیڈیاں وسدی اے لاشکاں نے نیناں نے جھڑیاں
کدی تے اس رستے وچوں لنگ ماہی شیریں دیدار دی حسرتاں ہتھ پھڑیاں
جب قافلہ مکے میں آگیا۔ حضور کا استقبال کیا گیا۔ تو خدیجہ کو میسرہ نے تمام احوال بتا
دیئے۔ اور میسرہ کو کہا کہ طبیب بھی سناؤ تو میسرہ نے کہا۔
کہ رشتہ کراں کی اس بے مثال دا ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا۔
حضرت خدیجہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو نکاح ہو گیا۔ اور رات کو حضرت خدیجہ
نے ساری دولت کا ڈھیر محبوب کے قدموں پر رکھ دیا۔ میں بھی شیریں کا ہوں لالہ
میرا سب کچھ تیرا ہے۔
تھوڑے دنوں نے صبح تک سونے نہیں لگنے دیا جب تک سارا مال غریبوں میں تقسیم
نہیں کر دیا۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا۔ کہ آپ محبوب جیسے کمائی کرتے ہم تک گئے ہیں اگر
آپ نے رات بھی نہ گذاری۔ حضرت خدیجہ نے کملی والے پر اپنی زندگی کی تمام
خوشیاں نچھاور کر دیں۔ (۱) میاں اللہ خاوند کے درمیان پیار ہو تو لگتا ہے میں ہر ارزاں ہوں یہ
(۲) تو میری کملی والا کا اسٹنٹ ہے۔ بندہ اس وقت تک اچھا نہیں ہے جب تک گھر والوں سے
اچھا سلوک نہ کرے۔ جب بھی نوجوان گھر میں آتے ہیں تو دستانا چھوڑ جاتا ہے۔
حضرت عائشہ نے سوال کیا۔ آپ کا میرے ساتھ اتنا پیار ہے۔ گھر والے پریشان ہو جاتے ہیں
اور گھر میں سرکار کا ماحول بناؤ۔ یہ سمجھا نہیں ہے۔ کہ والدین کے گستاخ بن کے بیوی
کے نوکر بن جاؤ۔ عمر فاروق نے فرمایا گھر میں بچے بن جاؤ باہر سردار بن جاؤ۔

Dahlas

۱۷ — ۰۷ — ۲۰۲۲
۱۷ — ۱۲ — ۱۴۴۳

بروز اتوار
9 — 1 — 12 PM

۴۲- ذکر شہدائے کربلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر ○ کوثر

اے زمین کربلا تیرے نصیباں نوں سلام ۔ شہر دے تے سُتے ہوئے سلطاناں شہیداں نوں سلام
حسین دی دھی تے زینب دے ویراں نوں واجاں مار دی اس اتھرو ڈولدی شام غریباں نوں سلام ۔

ذکر حسین کرنا ہم اہلسنت کا ہی حق ہے ۔ اور جو لوگ دس دن محرم الحرام کے مہینے میں ذکر حسین کرتے ہیں ۔ اور ہمارا تو عقیدہ ہے کہ ہم ہر سانس میں ذکر حسین کریں تو حسین کا حق ادا نہیں ہوتا ۔ حسین تو ہمارا ہے ۔ ہم سنی اصل میں حسینی ہیں ۔ ہم تو غلام ہیں نبی و آل نبی و اصحاب نبی کے ہیں ۔ اور ہم حسین کی دسویں والے بھی ہیں ۔ اور غوث کی گیارھویں والے بھی ہیں ۔ اور سرکار مدینہ کی بارھویں والے بھی ہیں ۔ لہٰذا دسویں محرم بھی منانا ہم سنیوں کا ہی حق ہے ۔ اور گیارھویں کا ختم دلانا بھی ہم سنیوں کا ہی حق ہے اور بارھویں کو میلاد منانا بھی ہم سنیوں کا ہی حق ہے

قرآن مجید کی یہ سب سے چھوٹی سورۃ ہے ۔ مگر عظمت کے لحاظ سے قرآن مجید کی سب سے بڑی سورۃ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے ۔ اب کوثر ملنے کی خوشی اور شکرانے میں تم اپنے رب کی نماز پڑھو اور قربانی ادا کرو ۔ اللہ نے فرمایا ہے بے شک بکنے والے آپ کا دشمن ابتر جائیگا ۔ بے نشان جائیگا ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے چار بیٹیاں اور دو بیٹے عطا فرمائے ۔ حضور کی بیٹیاں تو جوان ہوئیں مگر بیٹے چھوٹی عمر میں وصال فرما گئے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا وصال ہوا تو کفار مکہ نے میٹنگ بلالی ۔ کافروں کا چوہدری اس کا نام تھا عاص بن وائل ۔ اپنی برادری میں کھڑا ہو کر کہنے لگا ۔ کہ اب محمد کو مارنا چھوڑ دو ۔ کوئی اب محمد کو پتھر نہ مارے ۔ نہ تنگ کرو ۔ نہ اس کا راہ روکو ۔ اسے کلمے کی تبلیغ کرنے دو ۔ کفار نے پوچھا کہ وجہ کیا ہے ۔ تو عاص بن وائل کہنے لگا ۔ کہ محمد کا بیٹا زندہ ہی نہیں ہے ۔ اس کے منہ سے الفاظ نکلے کہ محمد معاذ اللہ ابتر ہو گئے ہیں ۔ تو جس کی اولاد نہ ہو لوگ اس کو کہتے ہیں کہ یہ اوتر ہے ۔ عربی میں یہ لفظ ابتر ہے کہ تو جس کا بیٹا ہی نہ ہو اس کی نسل کیسے جاری ہو سکتی ہے ۔ محمد تو وہ ہے نبی بڑے دکھائی ہیں ۔ اب اس کو تنگ نہ کرو ۔ اس کا بیٹا ہی نہیں اس کی نسل ہی نہیں ہے

اس کے بعد اس کا ذکر کوئی نہ کرے گا۔ یہ چند دن کی محمد ص کی تبلیغ ہے۔ جس دن محمد ص بھی رخصت
دنیا سے پردہ فرمایا۔ محمد کے بعد کسی نے محمد کا نام نہیں لے گا۔ لہٰذا اب محمد کو کوئی شک
نہ کرے۔ عاص بن وائل نے مجمع میں بیٹھ کر جو کہا۔ کی جب سرکار تک یہ باتیں پہنچیں تو پھر
نبی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ رو کر آسمان کی طرف دیکھ کر عرض کی یا اللہ ایک تو
میرے بیٹے کا وصال ہو گیا۔ اور دوسرے کافر طعنے دے رہے ہیں۔ اے اللہ وہ مجھے ابتر کہہ رہے ہیں۔
اور کہہ رہے ہیں کہ محمد کا ذکر نہ ہو گا۔ الٰہی مجھے ابتر کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو فرمایا
اے جبرائیل میرے محبوب کی طرف قرآن لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا انا اعطینک۔ اللہ نے فرمایا اے محبوب کیا ہوا جو ہم
نے آپ کے بیٹے واپس لے لئے ہیں۔ اے کملی والے محبوب ہم نے آپ کو کوثر دے دیا ہے
اللہ نے فرمایا کملی والے آپ کا دشمن ہی ابتر جائے گا۔ تیرے دشمن ہی مٹ جائیں گے۔ عرض کی
کی یا اللہ جس کا بیٹا ہی نہ ہو اس کا ذکر مٹ جاتا ہے۔ یا اللہ میرے بعد میرا ذکر کون کرے گا۔
یا اللہ میرے چرچے کون کرے گا۔ اللہ نے فرمایا محبوب آپ کو غلام ہم اتنے دیں گے۔ جگہ جگہ
ذکر تیرے کریں گے۔ تو اب بھی ذکر تیرا کریں گے۔ عرض کی یا اللہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ تو میری
نسل کیسے چلے گی۔ فرمایا اے کملی والے محبوب فکر نہ کر۔ کافر کہتے ہیں کہ محمد کی نسل نہیں چلے گی
فرمایا محبوب آپ کی اولاد میں نے علی کے صلب میں رکھ دی ہے۔ فرمایا محبوب ہر شہر میں سید
ہوں ہوں گے گلی گلی سید ہوں گے۔ بادشاہ مٹ جاتے ہیں۔ قیامت تک لوگ سیدوں کو دیکھ
کر کہیں گے کہ یہ سید اولاد علی کی ہیں آل نبی کی ہیں۔ (19—49) اللہ فرمایا محبوب جتنی
اولاد ہم نے آپ کو عطا فرمائی ہے اتنی ہم کسی کو نہ دیں گے۔ اسی لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تمام انبیاء کی نسل بیٹوں سے جاری ہوئی ہے اور میں وہ ہوں جس کی نسل میری
بیٹی فاطمہ سے جاری ہو گی۔ فرمایا فاطمہ کی اولاد کو زمانہ دیکھ کر کہے گا۔ اولاد علی کی
ہیں اور آل نبی کی ہیں۔ عارف کھڑی فرماتے ہوں۔

؎ آل نبی اولاد علی دی صورت شکل اوہناں دی
نام لیندیاں لکھ پاپ ہٹسن اسہ ستے میل اندر دی جاندی

اللہ نے فرمایا انا اعطینک الکوثر۔ فرمایا کملی والے محبوب ہم آپ کو کوثر اولاد عطا فرماویں گے
کثرت سے بڑی تعداد کو کہا جاتا ہے۔ کثیر سے زیادہ کو کہا جاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا نہ کثرت نہ
کثیر فرمایا کوثر عطا فرمایا ہے۔ یا اللہ اس کا مطلب کیا ہے۔ فرمایا کثرت بھی گنا جا سکتا

کثیر بھی گنا جا سکتا ہے۔ اور کوثر اس کو کہتے ہیں گنتی ختم ہو جائے۔ محبوب آپ کی اولاد
نہ گنی جا سکے۔ اللہ نے تین آیات میں کافروں کی ساری باتوں کا جواب دے دیا۔
محبوب کو بھی راضی کر دیا۔ بیٹوں کی نسل ہوتی ہے۔ اور بیٹی کی اولاد نسل نہیں ہوتی۔
بیٹی کی اولاد اپنے باپ کی نسل ہوتی ہے۔ بیٹوں کے بیٹے پوتے نسل ہوتے ہیں۔
نواسے نسل نہیں ہوتے۔ ایک امام حسنین رض قیامت تک ہم نے دائمی سید بھی
کی نسل اور آل اور نبی کی اولاد ذریت کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی کے بیٹے کے بیٹے نہیں
نبی کی بیٹی کے بیٹے ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی کے ذہن میں سوال آ جائے۔ ویسے تو ابناءنا
وابناءکم۔ بھی اس کی دلیل ہے۔ مگر آؤ میں قرآن سے ایک اور دلیل بھی پیش کروں۔
حفاظ اور علماء شریف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب قرآن مجید میں آدم کی نسل اور ذریت
کا ذکر فرمایا۔ ومن ذریتہ۔ حضرت آدم کی ذریت میں حضرت نوح علیہ السلام
کو بھی پیدا فرمایا۔ آدم کی اولاد حضرت ابراہیم کو بھی پیدا فرمایا۔ آدم کی نسل میں
حضرت اسماعیل کو بھی پیدا فرمایا۔ حضرت آدم کی نسل میں ایوب کو بھی پیدا فرمایا
حضرت الیاس۔ وذکریا ویحییٰ وعیسیٰ کل من الصالحین ط۔ عرض کی یا اللہ سارے
نبی حضرت آدم کی نسل واولاد ہیں۔ حضرت مریم کی یا اللہ حضرت عیسیٰ کا تو باپ ہی نہیں
ہے۔ اللہ نے فرمایا سارے نبی باپ کی طرف سے آدم کی اولاد ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ اپنی
ماں کی طرف سے آدم کی نسل ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مریم کا بیٹا عیسیٰ ماں کی طرف
آدم کا بیٹا ہو سکتا ہے تو حسنین بھی ماں کی طرف سے نبی پاک کا بیٹا ہو سکتا
نسل ہو سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کی طرف سے حضرت آدم کے نواسے
لگتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کا تو باپ ہی نہیں ہے۔ اس حساب سے تو عیسیٰ حضرت آدم
کے نواسے لگتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا ومن ذریتہ۔ یہ سارے حضرت آدم کی نسل ہیں۔
(۳۰-۲۷) ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کی طرف آدم علیہ السلام کی نسل ہو
سکتے ہیں تو ثابت ہوا حضرت امام حسن حسین اور تمام سید بھی نبی کی نسل ہو سکتے ہیں
یہ جو کربلا میں آئے ہیں یہ امام حسین ہیں۔ بیٹے محمد کے ہیں۔ یہ اولاد نبی کی ہے۔ یہ آل اور
نسل حضور رسول اللہ کی ہے۔ مت کوئی سمجھے کہ یہ علی کی اولاد ہیں۔ بلکہ نبی نے گود میں بٹھا
کر فرمایا۔ لوگو۔ یہ میری بیٹی فاطمہ کے بھی بیٹے ہیں اور میں محمد کے بھی بیٹے ہیں۔ اس لیے عارف
کھڑی فرماتے ہیں آل واولاد نبی دی دا منگتا میں کنگال زبانی
خیر پاویں محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی

اللہ نے فرمایا آپ محمد ﷺ انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ـــــ کملی والے محبوب ہم نے
آپ کی نسل مٹنے نہیں دیں گے۔ کملی والے ہم چاہیں تو بیٹوں سے نسل جاری کر دیں۔
اگر چاہیں تو بیٹیوں سے نسل جاری کر دیں۔ تمام نبیوں کی نسلوں کو بیٹوں سے جاری کیں
اور جب نبی کی باری آئی تو اللہ نے اپنے محبوب کی نسل بیٹی کی بیٹی فاطمہ سے جاری
فرما دی ـــ حاضرین گرامی یہ جو سید ہیں یہ نبی کی آل ہیں۔ بیٹے ہیں ہمارے نبی کے۔ یہ نسل
ہیں ہمارے نبی کی ـــ یہ اولاد ہیں ہمارے رسول کی۔ ان کا ادب کرو کہ اس طرح گویا کہ جیسے
نبی کا ادب کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ رسول کا خون ہے۔ ہم خون رسول کا ادب کر رہے ہیں
ہم احسان نہیں دا سکتے نبی اور نبی کی آل کا ـــ اور یہ نبی کے بیٹے ہیں۔ صرف میں
اور تم ہی نہیں بلکہ زمانہ جانتا ہے۔ کہ یہ بیٹے ہیں نبی کے۔

محرم الحرام کے دنوں میں لوگ یا حسین یا حسین کرتے ہیں۔ یا حسن کیوں نہیں
کرتے ـــ پوچھا کرو ظالمو ـــ کیا وہ نبی کا نواسہ نہیں ہے۔ کیا وہ زہراء کا لال نہیں
ہے۔ وہ علی کے گھر کی رونق نہیں ہے۔ کیا وہ محمد ﷺ کے کاندھوں پہ نہیں کھیلا
کرتا تھا۔ کیا وجہ ہے کہ یہ ذکر حسین تو کرتے ہیں مگر ذکر حسن کیوں نہیں کرتے۔
کیا وہ شہید نہیں ہے ـــ تو آؤ میں عرض کروں ـــ ہم سنی ذکر حسین
بھی کرتے ہیں۔ اور ذکر حسن بھی کرتے ہیں۔ امام حسن کو لوگ اس بات کی سزا
دیتے ہیں۔ کہ امام حسن نے حضرت امیر معاویہ کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ مگر امام حسن
نے خود اپنے آپ تو صلح نہیں کی تھی ـــ جب امام حسن ماں والدہ کی گود میں
آئے تو عرض کی اے محبوب اللہ نے نواسہ دیا ہے۔ تو میرے نبی نے گودی میں لے کر
پہلی جو بات فرمائی۔ حضور نے فرمایا۔ اے فاطمہ یہ میرا بیٹا سید ہے۔ اس کی وجہ سے
اللہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا ـــ اگر کربلا میں حسین نے
اپنی گردن کٹا کر گلہ ذبح کروا کے اپنے نانا کا فرمان پورا کیا ہے۔ تو امام حسن نے بھی
امیر معاویہ کے ساتھ صلح کر کے فرمان محمد کا بھی پورا فرمایا ہے ـــ لوگ تو اس بات
کی سزا دے رہے ہیں اس بات کی امام حسن کو کہ مولا علی کے بیٹے نے امیر معاویہ یزید پلید
کے والد کے ساتھ صلح کیوں کی تھی ـــ اگر یزید لعین امیر معاویہ کا بیٹا برا تھا۔ ظالم تھا۔ تو
اس میں امیر معاویہ کا کیا قصور ہے۔ حضرت امیر معاویہ صحابی رسول ہیں۔ کاتب وحی ہیں

پوری امت مصطفےٰ کے سامنے کھلتے ہیں، کیونکہ امیر معاویہ کی بیعت میرے نبیؐ کے گھر میں آئے
امیر معاویہ کے ساتھ صلح فرمائی امام حسن رضہ نے۔ اللہ نہ کرے جب کسی کے دو چوہدریوں کی لڑائی ہو
جائے۔ تو بعد میں چوہدری کی کسی اولاد صلح کرلے۔ تو جب گاؤں کا مراثی اکٹھے کر دیتے ہیں نہیں
مانتا۔ تو اس نے چوہدریوں سے جا رکھائی ہے ـــ تو چوہدری کا بیٹا کہتا اے ظالم لڑائی
ہماری صلح ہم نے کی۔ تو اے مراثی آپ کو کون سی تکلیف ہے ـــ تو اے ظالم علی
کے بیٹوں نے صلح کر لی ہے تو اے مراثی تجھے کیا تکلیف ہے۔ (33—42) کس چیز کی
سزا دے رہا ہے ہو امام حسن کو کیوں نہیں ذکر کرتے امام حسن کا ـــ تو امام حسن نے
صلح کی جو نبی کا فرمان پورا کیا ہے۔ فرمان پورا کیا ہے رسول عربی کا ـــ اور تاریخ
گواہ ہے ـــ امام حسن کی صلح نے اسلام کو۔ پوری کائنات کو کیسے کیسے فائدے
دیئے امام حسن رضہ تو میں آپ کو امام حسین کے ذکر کے ساتھ ساتھ امام حسن کا ذکر
بھی سناؤں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ذکر حسین ہی ضروری نہیں بلکہ ذکر امام حسن بھی ضروری ہے
ایک دن سرور کائنات ﷺ تشریف فرما تو جبرائیل میرے نبی کی بارگاہ میں ایک ریشمی کپڑا
لے کر آئے ـــ کپڑا کھولا تو اس میں ایک بچے کی خوبصورت تصویر ہے۔ تو آپ نے فرمایا اے
جبرائیل یہ میرے بچے حسن کی تصویر کیسے آ گئی ـــ تو جبرائیل نے عرض کی اے کملی والے
محبوب یہ تصویر آپ کی حسن کی ہے۔ حضور نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ تو میرے جیسا ہی لگتا ہے
جبرائیل امین نے عرض کی حضور یہ تصویر آپ کے حسن کی ہے۔ میرے آقا نے فرمایا اے جبرائیل یہ کس
کا بچہ ہے جو محمد جیسا ہے ـــ یہ بچہ میں دیکھنا چاہتا ہوں ـــ عرض کی اے کملی والے
علی کے گھر میں چلے جاؤ۔ ادھر امام حسن آیا ہے ـــ کملی والے فرما رہے چلتے ہیں۔ تو سیدہ
کے گھر میں تشریف لائے۔ کملی والے نے فرمایا اے بیٹی لاؤ محمد کا لخت جگر محمد کی گود میں دے
دو ـــ امام حسن رضہ کو میرے نبی نے سینے کے ساتھ لگا لیا سینے لگا کر ماتھا کو بوسہ دیا
میرے نبی رو رہے ہیں تو سیدہ کا پہلا بیٹا ہوا ہے۔ بیٹے کے آنے پر نبی کریم کو تو خوش
ہونا چاہیے تھا ـــ فرمایا بیٹا مجھے تو میری ماں آمنہ یاد آ رہی ہے۔ فرمایا بیٹا میں
اس کی زلفوں کو دیکھتا ہوں تو میری آمنہ معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی آنکھوں ـــ
لب ـــ اپنے پوچھے کے ہونٹ لگتے ہیں۔ اس کا سینہ تو اپنا الم نشرح کا سینہ لگتا ہے
(36 — 37)

فرمایا بیٹی فاطمہ میرے بیٹے کو دیکھ کر اپنا بچپن یاد کرتی
فرمایا بیٹی فاطمہ اگر تمہاری والدہ ہوتی تو میرے بیٹے کو دیکھ کر اپنے بیٹے محمد کا بچپن یاد کرتی۔ حضرت
مولا علی فرماتے ہیں سر سے لے کر ناف تک میرے بیٹے حسن کا وجود محمد جیسا ہے۔ اور ناف سے
لے کر ناخن مبارک تک امام حسین کا وجود بھی نبی جیسا ہے۔ جب حضور علیہ السلام
نے وصال فرمایا تو صحابہ کو کبھی کبھی حضور کے بعد دل بھر آتا — جب اداس ہو جاتے تو ان
کو دیکھنے کی تمنا ہوتی — تو لوگوں نے مولا علی کے دروازے پر عرض کی کہ یا علی ذرا اپنے
بیٹے امام حسن اور امام حسین کو باہر لے آنا — ہم نے محمد کی تصویر دیکھنی ہے۔ ویسے تو
اللہ نے نبی جیسا دوسرا نہیں بنایا لیکن علی کے دونوں بیٹے جب اکٹھے کھڑے ہوتے ہیں
تو تصویر مصطفیٰ کی بنتی ہے۔ یہ وہ حسن ہے جو نانے کی دستار پہن کر۔ جب نانے کے گھر
سے باہر نکلتے ہیں تو لوگوں کو ایسے لگتا ہے۔ جیسے آمنہ کے گھر سے محمد آ رہے ہیں۔
ایسے لگتا ہے جیسے مکے کے پہاڑوں سے نبوت کا چاند آ رہا ہے۔ یہ وہ حسن ہے جس
کی صورت نبی کے سرکار ملتی ہے۔ نبی کریم نے گود میں لے کر اس کی قدر کیا عظمت بیان
کروں۔ جس نے دنیا میں آتے ہی نبی کی گود کو حاصل کر لیا ہے۔ (49 — 38) ہ میں اس کی
کیا شان بیان کروں جس کا ماتھا نبی چوم رہے ہیں۔ اس حسن کی کیا شان ہوگی۔ میرے
نبی رو رہے ہیں۔ اکثر محبوب اکرم نے امام حسن کے چہرے پر بوسہ دیتے تھے۔ اور امام حسین کی
گردن کو بوسہ دیتا — ایک دن والدہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول — بڑی بار غور کیا ہے
کہ حسن کو بھی چومتے ہیں۔ لیکن چہرے پر بوسہ دیتے ہو۔ لیکن حسین کو گلے پر بوسہ دیتے ہیں۔ پھر کہا
آقا علیہ السلام نے فرمایا بیٹی یہ راز ہے۔ یہ امام حسن کا منہ زہر کا پیالہ یاد ہے۔ اس کو زہر دے
کر شہید کیا جائے گا۔ اور امام حسین کا کربلا کے میدان میں خنجر و تلوار سے شہید نظر آ رہا ہے
اس کو کربلا کے میدان میں سر تن سے جدا کر کے شہید کیا جائے گا۔ سیدہ زہرا پاک اور رو رہی
عرض کی اے بابا جان۔ جب ان پر ظلم ہوں گے۔ اس وقت میں کہاں ہوں گی۔ تو بابا اس وقت آپ کہاں
ہوں گے۔ اس وقت شیر خدا کہاں ہوں گے۔ جب لوگ میرے بیٹوں پر ظلم کر رہے ہوں گے۔ پھر آقا نے ارشاد

ے نہ میں ہوواں گا تے نہ توں ہوویں گی تے نہ ہووے گا شہر خدا دا

اک ہووے گی زینب اونوں جدوں ویکھے گی حال بھرا دا ۔

امام حسن گود میں آئے تو حضور نبی نے گھٹی اپنی زبان عطا فرمائی ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ کبھی کبھی حضور نے اپنی زبان ان کے منہ میں رکھ دیتے ۔ اور کبھی کبھی ان کی زبان اپنے منہ میں رکھ دیتے ۔ ایسا نانا کہیں دیکھا ہے ۔ کملی والے محبوب نے اپنی زبان امام حسن کے منہ میں رکھی ۔ ہمارے بچوں کو پوچھا دادا یا ماموں گھٹی دیتا تو حالانکہ کہتے ہیں کہ ہر دادا پر ہے یا چچے پر ہے یا ماموں پر جاتے ۔ اور جن کو گھٹی مصطفیٰ نے عطا فرمائی ہو ۔ انہوں نے محمد کی سیرت پر عمل نہیں کرنا تھا تو اور کس کی سیرت پر عمل کرتے ۔ جس طرح امام حسین حضور کے کاندھوں پر کھیلتے اسی طرح امام حسن بھی کھیلتے تھے جو جو فضائل امام حسین کے احادیث میں ہیں وہی فضائل امام حسن کے بھی ہیں ۔ کم و بیش [illegible] امام حسن والے بھی ہیں ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کوئی بیان نہ کرے ۔ مگر احادیث اٹھا کے دیکھو گے اما دیوان(؟) والا اللہ ربہ امام حسن کے فضائل ہیں ۔ امام حسن بھی نبی کا نواسہ ہے ۔ ذکر حسن نہ کرنے والے ظالموں ۔ حسین کا ذکر کرو لیکن لکھ بار کرو ۔ مگر حسن کا بھی کرو ۔ جو حسین کا بڑا بھائی ہے ۔

جو حسین سے بھی بڑا ہے ۔ اور ذکر حسن کرنا ہر اہلسنت کا بھی حق ہے ۔

امام حسن کو گھٹی حضور نبی نے عطا فرمائی تو اس کا اثر کیا ہوا ۔ امام حسن ایک دن تشریف فرما ہیں تو آپ کا ایک مرید پاس بیٹھا ہے ۔ تو ایک بندے نے امام حسن سے اولاد کا سوال کیا ۔ کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں ۔ یہ حسن ہے جو علی کا بیٹا ہے اور زہرہ کے جگر دل کا چین ہے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ استغفار کیا کرو ۔ دوسرے آدمی نے سوال کیا ۔ بیماری سے شفا ۔ تیسرے نے سوال کیا ۔ رزق فضل کے بارے دیا بارش کے بارے میں سوال ۔ کہ ملک کی برکت نہیں ہے ۔ سب کو ایک وظیفہ ارشاد فرمایا ۔ اس مرید نے عرض کیا ۔ سب کو ایک وظیفہ ارشاد فرمایا ۔ تو امام حسن نے فرمایا یہ وظیفہ میں نے اپنے پاس سے نہیں بتایا ۔ قرآن سے ارشاد فرمایا ہے ۔ اس نے عرض کیا حضور قرآن نے کیا ارشاد فرمایا ہے ۔ اِستغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء ــــــ انھار کا (سورۃ نوح) اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور آپ کی شان ہے کہ ہر بات کا جواب قرآن سے دیتے

46-25

ہیں - فرمایا یہ جواب قرآن سے کیوں نہ دوں۔ اس کو زبان کو بوسہ دیا ہے جس کے دل پر قرآن کا نزول ہوا ہے۔
- یہ تو آپ کی گنگھ کا کمال ہے۔ ہم اہلسنت حسینی ہیں۔ یہ حال ہے کہ اس سال ہو گئے مسجدوں کو بنا ہوا
ہیں مگر کس مسجد سے حسین کے ذکر کی آواز آتی ہے۔ ہم ذکر حسین کر رہے ہیں۔ نبی کی آل کا ذکر کرتے
والے ہیں۔ جو یزید کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اُن کو ذکر حسین اچھا نہیں لگتا۔ مگر ہم الحمد للہ حسینی
ہیں - اللہ کرے جو یزید والے ہیں۔ قیامت میں یزید کے ساتھ ہی جائیں۔ اور جو حسین والے
ہیں اُن کو حسین اپنے ساتھ لے جائے۔

ہاتھ اس لئے کھڑے کروا رہا ہوں کہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے۔ وتکلمنا ایدیھم - اللہ فرماتا ہے کہ قیامت کو
زبانیں بند ہو جائیں گی۔ مگر ہاتھ بولیں گے۔ اور قیامت میں اللہ تمہارے ہاتھوں کو پوچھے گا۔ اور ہاتھ کہے گا
کہ یا اللہ جب بھی حسین کا نام آیا ہے میں بلند ہو ہو کر یا حسین کہتا رہا ہوں۔ یہ ہاتھ ہی بخشش کا ذریعہ
بن جائیگا ۔۔۔

اللہ اللہ نبی کا گھرانہ بڑا گھرانہ ہے بڑا عظمت والا ہے۔ اس میں حسین ہیں فاطمہ ہے اس گھرانے میں شکل کس کی ہے
اللہ نے ارشاد فرمایا ہے یا بنی اسرائیل اذکرو ——— العالمین ——— اللہ نے فرمایا اے بنی اسرائیل تم
میری نعمتوں کو یاد کرو۔ جو نعمتیں میں نے تم پر کی ہے۔ اور فرمایا وانی فضلتکم۔ اللہ نے فرمایا میں نے
تم سب کو سارے عالمین پر فضیلت عطا کی ہیں۔ عرض کی یا اللہ بنی اسرائیل نے کیا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ان پر نعمتوں کو نازل فرمایا ہے۔ ان میں نبی بھی بھیجے ہیں۔ ان میں بادشاہ بھی ہو گئے۔ معلوم ہوا
کہ جن میں بادشاہ اور نبی آئیں۔ ان کو فضیلت ملتی ہیں۔ ان کو کتنا مان ہوگا۔ جن کے گھر میں
علی بھی ہو۔ نبی بھی ہو۔ اللہ فرماتا بنی اسرائیل والو ناز کرو کہ تم میں نبی بھیجے بادشاہ بھی بھیجے میں
اور جن میں نبی آئیں وہ تو ناز کریں۔ اور جن میں نبیوں کا امام آ جائے۔ اس خاندان کو اپنے آپ پر کتنا
ناز ہوگا۔ امام حسن ایک دن تشریف فرما تھے۔ کہ آپ کی لونڈی پیالے میں سالن لے کر آ رہی
تھی۔ اچانک لونڈی کو ٹھوکر لگی۔ اور سالن کا پیالہ امام حسن کے کپڑوں پر گر گیا۔ تو امام حسن نے بڑے
جلال و غصے میں دیکھا۔ لونڈی کی طرف دیکھا تو لونڈی نے قرآن پڑھا ——— والکاظمین الغیظ ———
کہنے لگی کہ مومنوں کی علامت ہے کہ غصہ پی جاتے ہیں۔ امام حسن نے فرمایا کہ میں نے غصہ پی گیا۔ اس کے ساتھ [illegible]

والعافین عن الناس - اور مومنوں کی نشانی ہے کہ وہ معاف کر دیتے ہیں۔ امام حسن فرماتے ہیں کہ میں نے
معاف کیا۔ اس نے سنا تو اگلے الفاظ پڑھے - واللہ یحب المحسنین - کہ اللہ احسان کرنے والوں سے
بہت پیار کرتا ہے - امام حسن نے فرمایا کہ میں غصہ پی گیا، تجھے معاف بھی کیا، اور احسان بھی کیا ہے کہ تجھے
آزاد بھی کر دیا ـــ جن کے غلاموں کو اتنا قرآن آتا ہے - جن کے گھر میں نازل ہوتا رہا ہے ان کو کتنا
قرآن آتا ہوگا ـــ (۱۰۶ ـــ ۵۳) جن کے نوکروں کو اتنا قرآن آتا ہے تو مالکوں کی تلاوت کا کیا عالم ہوگا!
قرآن پڑھنے والے بھی وہی تھے - اور قرآن کی حفاظت کرنے والے بھی وہی تھے - انہوں نے نیزے کی
نوک پر چڑھ کے قرآن کی تلاوت کر کے بتایا - فرمایا لوگو ـــ اگر قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا ہے تو
حفاظت قرآن کی ہم ہی جانتے ہیں ـــ جب نوک پر قرآن پڑھ کے ملی ہو - لہذا ہر بات کا جواب
قرآن سے دیتے ہیں ـــ جن کے گھروں میں کام کرنے والوں کو بھی اتنا قرآن آوے - صورت
میں نبی کی مثل اللہ سے بھی نبی کی طرح -

امام حسن ایک دن تشریف فرما تھے۔ کہ دروازے پہ دستک ہوئی فرمایا کون ہے - باہر سے
آواز آئی کہ حضور میں ایک سوالی ہوں - امام حسن نے فرمایا ٹھہر جا تھوڑی دیر میں آرہا ہوں - میں دیکھوں
کہ میرے گھر میں کچھ دینے کو ہے - آپ نے چادر میں تمام درہم و دینار کو اکٹھا کیا ۔ ایک کتاب میں میں نے
پڑھا کہ 50 ہزار درہم تھے - اور سوالی کو فرمایا یہ اٹھاؤ اور سارے کے سارے درہم لے جاؤ - سوالی
گٹھڑی اٹھا رہا تھا - اور اس سے اٹھائی نہ گئی - یہ عادت نانا جان کی تھی - جو امام حسن میں آگئی -
میرے آقا علیہ السلام ایک دن تشریف لے جا رہے تھے - اور دس ۱۰ ہزار بکریاں میرے نبی کو
مال سے ملی - یہودی طعنہ دے کر کہا کہ محمد ص بڑا امیر ہو گیا ہے بس سرکار نے فرمایا کہ کیسے پتہ لگا کہ
دس ہزار بکریاں ۔ راہ جاتے مل گئی ہیں - بڑا امیر ہو گیا ہے۔ بس سرکار نے ہنس کر
مسکرا کے فرمایا۔ اے بے وقوف تو نے محمد کی امیری ابھی تک دیکھی ہی نہیں - کہنے لگا - اس کے علاوہ
کیا امیری ہے میرے نبی ص نے فرمایا کہ میری امیری یہ نہیں ہے۔ کہ مجھے دس ہزار بکریاں ملی ہیں - فرمایا محمد
کی امیری یہ ہے - کہ محمد ص نے سب بکریاں تجھے دے دی ہیں ـــ وہ بڑا حیران کہ دس ہزار بکریاں سارا جا کر
جا رہا تھا - اور کہہ بھی رہا تھا - کہ محمد کا کلمہ پڑھ لو ـــ کہ محمد اتنا دیتے ہیں ۔ کہ غریبی کا خوف ہی

یہ عادات نبی والی تھیں۔ اور نواسہ اس نبی کا اور بیٹا اس علی کا۔ —— حضرت علی ایک سفر سے تھک کر واپس آئے دوپہر کا وقت تھا۔ ابھی آپ آرام فرمانے لگے تھے۔ یہ ساری عمر حضرت علی کا خادم رہا۔ قنبر۔ آپ کے پاس آئے اور عرض کی حضور باہر ایک منگت سوالی آیا ہے۔ مولا علی فرمایا کیا مانگتا ہے۔ حضور وہ روٹی مانگ رہا ہے۔ اور مولا علی نے فرمایا اے قنبر میری ساری عمر سائلوں کو گزر گئی ہے اور تجھے معلوم نہیں ہے۔ میری عادت کا۔ جاؤ اس کو اونٹنی دے دو۔ اور قنبر بھی مزاج شناس تھا اپنے مرشد کا۔ عرض کی حضور میں سفر سے آپ کے ساتھ تھا۔ میں تھک کے آیا ہوں۔ وہ روٹیوں والا طباق میں نے اونٹ سے نہیں اتارا۔ مولا علی فرمایا اے قنبر اس کو سارا طباق دے دو۔ قنبر پیچھے کھڑا ہے۔ مولا علی نے فرمایا جاتا کیوں نہیں۔ عرض کی حضور چلا تو جاؤں۔ ۷۰ روٹیوں والا طباق ہے تو —— وہ میں نے اونٹ کے کجاوہ پر بندھا ہے۔ مولا علی نے فرمایا اس طرح کرو۔ کہ وہ کجاوہ ہی دے دو قنبر ابھی تک وہیں کھڑا ہے۔ فرمایا جاتا کیوں نہیں۔ عرض کی حضور کجاوہ تو ابھی اونٹ پر پڑا ہے مولا علی خفا ہو کر چل اس کو اونٹ ہی دے دو۔ قنبر پھر کھڑا ہے۔ تو مولا علی نے فرمایا اب جاتا کیوں نہیں عرض کی حضور جو اونٹ کھڑا ہے وہ بستہ اونٹ کے درمیان کھڑا ہے۔ تو مولا علی نے فرمایا کہ اے قنبر اس کو سارا اونٹوں کی قطار ہی دے دو۔ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ پہلے اونٹ کی مہار قنبر کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس کو چھوڑ کر دوڑ کر دور جا کے کھڑا ہو گیا۔ فرمایا تجھے کیا ہوا ہے۔ عرض کی حضور آپ کی سخاوت دیکھ کر ڈر گیا ہوں کہ کہیں مجھے ہی نہ دے دیں —— میاں صاحب نے فرمایا۔

سے مالاں والے ایہہ سخی نہیں ہوندے سخیاں مال نہیں ہوندے
اپنے اوتھے دوہیں جہانیں سخی کنگال نہیں ہوندے۔ (۵۹ —— ۵۹) :

ـہ امام حسن کی بارگاہ میں سوالی آیا تو فرمایا دس ہزار دینار کی گٹھڑی بنا کر فرمایا اسے لے جا۔ سوالی سے بوجھ اٹھایا گیا۔ امام حسن فرمانے لگے کہ تھیلا رکھ دو۔ جا بازار سے غلام لے کے آ کر تھیلا اٹھا کر جیسے گھر میں چھوڑ آئے۔ منگتا بازار سے غلام لے کے آیا۔ غلام کاندھوں پہ دینار اٹھا کے چلا —— جب دروازے کے پاس گیا۔ امام حسن نے فرمایا۔ اس کو مزدوری نہ دینا۔ اس کی مزدوری کا بھی میں ہی دوں گا۔ جب سوالی دروازے کے پاس گیا۔ تو امام حسن نے فرمایا معافی دے دو۔ اس نے عرض کی کیا حضور معافی تو وہ مانگتا ہے جو کچھ نہ دے۔ اتنا دے کر معافی کیوں مانگتے ہیں۔ فرمایا نبی کا نواسہ ہوں۔ جد اتنی دیر کھڑا کر کے رکھا ہے۔ اس کی معافی مانگ رہا ہوں۔ جو عادت ہمارے نانا جان کی ہیں

وہی عادات ہماری ہو گئی ہیں ۔ ان کی صورت و سیرت نبی کی مثل ہے ۔ مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف دونوں بھائی حضرت امام حسن امام حسین حج کرنے جا رہے ہیں ۔ امام حسن نے اپنی زندگی میں ۲۵ بار حج کیے ہیں ۔ کئی حج پیدل مدینے سے کیے ۔ راستے میں بھوک لگی ۔ امام حسن نے فرمایا کہ اے بھائی حسین بھوک لگی ہے چلو ادھر کی ۔ حضور وہ جھونپڑی نظر آ رہی ہے ۔ کہ کچھ کھانے کے لیے پوچھیں ۔ جب دروازے پہ دستک دی تو بوڑھی مائی باہر آئی ۔ امام حسن نے فرمایا کہ اے ماں ہم مدینے کے مسافر ہیں ۔ اور حج کرنے جا رہے ہیں ۔ اگر کچھ کھانے کو مل جائے ۔ مائی نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا اے اللہ اگر اتنا غریب نہ بناتا تو آج حسین و جمیل مہمان کبھی واپس نہ جاتے ۔ جن کی صورت نبی کے ساتھ ملتی ہو ۔ سبحان اللہ ۔ مائی نے امام حسن سے عرض کی کیا کروں میرے پاس کچھ نہیں ہے ۔ امام حسن نے فرمایا کہ اے ماں ہم نے خالی نہیں جانا ۔ ایک پانی کا پیالہ پلا دو ۔ مائی نے کہا اے حسن و جمال کے پیکر ٹھہر جاؤ میں دودھ کا پیالہ لے کر آتی ہوں ۔ مائی دودھ لے کر آئی تو آدھا امام حسن نے پی لیا ۔ اور آدھا امام حسین نے پی لیا ۔ دونوں بھائی دودھ پی کر چلے تو ۔ مائی نے کہا اے حسین و جمال والے بیٹو بتا کے جاؤ کہ آپ کون ہیں آپ کا والد کون ہے ۔ والدہ کون ہے ۔ کبھی دوبارہ ملنے کو جی چاہے تو کہاں آؤں ۔ امام حسن نے پیچھے مڑ کے دیکھا ۔ کبھی ملنے کو جی چاہے تو مدینے آ جاؤ ۔ ادھر ادھر نہ جانا ۔ محمد کا گھر پوچھ کے آ جانا ۔ ہمارا پتہ ہے کہ ہم محمد کے گھر والے ہیں ۔ دونوں بھائی حج کر کے واپس مدینے آ گئے ۔ وقت گزرا تو ایک دن امام حسن نے اس مائی کو مدینے کی گلیوں میں دیکھا ۔ وہ مائی بھکاری ہو گئی تو اس نے نہ پہچانا ۔ مگر آپ پہچان کے گھر لے آئے ۔ بڑے دن مائی کی خدمت کرتے رہے ۔ ایک دن مائی نے کہا ۔ اب بیٹے مجھے میرے گھر بھی جانے دو ۔ امام حسن نے اس کو تین ہزار درہم اور ہزار بکری عطا فرمائی ۔ تو امام حسن نے فرمایا اے مائی یہ تو میرا حصہ ہے آدھا پیالہ تو حسین نے بھی پیا تھا ۔ امام حسن اس مائی کو امام حسین کے گھر میں لے کے آئے ۔ آپ بھی پہچان گئے ۔ بہت دن امام حسین مائی کی خدمت کرتے رہے تو اس نے کہا کہ مجھے اپنے گھر جانے دو ۔ جب وہ جانے لگی تو مائی کو امام حسین نے بھی (1000) ہزار درہم اور ایک (1000) ہزار بکری عطا فرمائی ۔ لو علی کے گھر والو ۔ آپ کی عظمت پہ قربان جاؤں ۔ ۔ خود کو بھی بھوکا اور لوگوں کو کھلا دیتے ہیں ۔ ویطعمون الطعام ۔ ولا شکورا ۔ بڑے سخی ہیں محمد کے گھرانے والے ۔ (01-06-20)

ہ خود تو رہے بھوکے اوروں کو کھلا دیتے ہیں ۔ بڑے سخی داتا ہیں محمد کے گھرانے والے
اس مائی نے دو ہزار بکریاں ڈالے کر جب مدینے سے باہر جانے لگی تو کہنے لگی آپ اتنے دن خدمت
کرتے ڈالو ۔ میں نے پہچان نہیں کی کہ تم کون ہو ۔ امام حسن رونے لگ گئے ۔ رو کے فرمایا آپ بکری
ماں ۔ تو دودھ کا پیالہ پلا کر ہمیں بھول گئی ہو ۔ ہم نواسے محمد کے ہیں ۔ قیامت آنے دو ہم
تو وہاں بھی نہ بھولنے والے ہیں ۔ یہ ہے حسن صورت بھی نبی کی شکل اور سیرت بھی نبی کی شکل
اگر کربلا میں امام حسین کا بڑا حصہ ہے ۔ اور حصہ حسن کا بھی بڑا ہے ۔ اگرچہ امام حسن واقعہ
کربلا سے پہلے شہید ہو گئے ہیں ۔ مگر کربلا میں امام حسن کا بھی بڑا حصہ ہے ۔ وہ حصہ کیسے ہے ۔
امام قاسم بیٹا ہے امام حسن کا ۔ جہاں محرم الحرام میں امام حسین کا ذکر کیا جاتا ہے ۔
وہاں ذکر حسن کرنا بھی بنتا ہے ۔ اس کا بھی ذکر کرو حسین کا کربلا میں حصہ ہے ۔ امام قاسم امام
حسن کا بیٹا ماں کا نام ام فروہ بنت امراؤالقیس تھی تو حضرت امام قاسم کربلا
کے میدان میں آپ کی عمر مبارک 15 سال سے زیادہ تھی ۔ بیٹا حسن کا تھا ۔ حضور کا
تو تھا نواسہ نبی کا ۔ پوتا علی کا ۔ جو زہرہ پاک کے دل کا قرار ہے ۔ جب امام قاسم پیدا
ہوئے تو امام حسن نے اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھا ۔ کیونکہ امام حسن کا ماموں تھا نبی کا بیٹا تھا قاسم
جو بچپن میں وصال کر گئے ۔ اپنے ماموں کی یاد تازہ کرنے کیلئے حسن نے بیٹے کا نام قاسم رکھا ۔ نبی والے
کے بیٹے قاسم کی وجہ سے حضور علیہ السلام کا نام ابوالقاسم کہا جاتا ہے ۔ ایک دن امام قاسم
کی والدہ ام فروہ ۔ چھوٹے قاسم کو لے کر امام حسین کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ۔ عرض کی حضور آج
قاسم صبح کا دودھ نہیں پی رہا ۔ امام حسین نے ارشاد فرمایا ، شام کو پی لے گا ۔ شام ہوئی تو
واقعی امام قاسم نے دودھ پی لیا ۔ والدہ نے پوچھا حضور اس نے سارا دن دودھ نہ پیا اور اب
کو دودھ پی لیا ۔ تو آپ کو کیسے معلوم تھا ۔ امام حسین نے فرمایا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ آج
دس محرم کا دن ہے ۔ ام فروہ نے عرض کی حضور کہ آج دس محرم ہے تو دودھ نہ پینے کی کیا وجہ
ہے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا ام فروہ ۔ تیرا بیٹا قاسم کربلا کے دن دس محرم کو شہید ہو
گا ۔ میں تو دنیا نہ ہوں گا ۔ اس کو حسین کے ساتھ شہید کرا دینا ۔ جتنا ثواب اسماعیل
کی والدہ ہاجرہ کو نہ ملے گا جتنا تجھے ثواب ملے گا شہادت کا ۔ یہ وہ ام فروہ ہے ۔ جو کربلا
کے میدان حضرت امام قاسم کی ماں امام حسن کی بیوی موجود ہے ۔ مگر جب واقعہ کربلا گزر گیا ۔ ام فروہ

ام فروہ سیدہ زینب جب مدینہ واپس آئیں۔ سیدہ ام فروہ نے میدان کربلا کے بعد کبھی کسی سائے میں نہ
بیٹھیں ــ دھوپ پر بیٹھیں۔ جب سوال کیا جاتی کہ وجہ کیا ہے۔ رو کے ارشاد فرماتی ہیں۔
پیاسوں کو دھوپ میں شہید ہوتا دیکھا ہے۔ بس اُس لمحہ سایہ میں نہ بیٹھیں۔ جیسا کہ امام
زین العابدین واقعہ کربلا کے بعد مسکراتے ہوئے کبھی نہ دیکھا۔ میدان سے پوچھو جو کربلا سے
بچ کے واپس آئے ہیں۔ ان کو کربلا کی یادوں نے کیسے ستایا ــ امام قاسم امام حسن کا بیٹا
ہے۔ آپ جب قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ تو مدینہ کی گلیوں رونق آ جاتی تھی۔ لوگ امام قاسم
سے قرآن مجید سماعت فرماتے ــ وہ قاسم جو جوانی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ابھی چار سال عمر ہے تو امام
حسن شہید ہو گئے۔ تو امام قاسم کے پالنے کی ذمہ داری ادھر ماں کی ہے اور ادھر حضرت عباس کی
ہے۔ جنگ کے سارے طریقے حضرت عباس نے سکھائے ــ حضرت عباس چچا اور استاد لگتے ہیں
حضرت قاسم کی والدہ کو ایک دن خواب آیا۔ کہ ایک گلاب کا سرخ پھول ہے۔ جب ہوا چلی
تو اس گلاب کے پھول کی پتیاں بکھر گئیں ــ فرماتی ہیں کہ میں خواب میں اکٹھی کر رہی تھی۔ مگر جمع
نہ ہو رہی تھیں۔ بیدار ہو کر صبح خواب سیدہ زینب کو سنایا۔ سیدہ نے بھائی کو ساتھ لے کر
امام حسین کے پاس آ گئیں ــ خواب سن کر امام حسین رونے لگ گئے۔ اور رو کر ارشاد فرمایا
اے ام فروہ ــ وہ وقت ایسا بھی آئے گا کہ جب مدینہ کے پھول کی پتیاں بکھر جائیں گی۔ اے ام فروہ اس
وقت صبر کرنا ــ جب امام قاسم پروان چڑھ رہے تھے۔ کرب و بلا کے میدان کا وقت آیا۔ امام حسین
کربلا کی طرف جاتے جاتے مدینے سے مکے کی طرف آ گئے۔ ادھر بڑی عید کے دن آ رہے تھے۔ جب امام
حسین مدینے کے قافلے کو لے کر آئے تھے۔ مکے والے سمجھ رہے تھے۔ امام حسین ہر سال حج (30-15-01)
کرنے کیلئے مکہ شریف آتے تھے۔ اس سال بھی حج کرنے آئے ہیں تو مکے والوں نے پوچھا امام حسین
پہلے جب بھی لاتے تھے۔ بڑی عید کی قربانیاں اپنے ساتھ لاتے رہے ہیں۔ اس سال مکے آئے ہو۔ قربانیاں
اپنے ساتھ لے کے نہیں آئے۔ امام حسین نے فرمایا علی اکبر ادھر آؤ۔ قاسم ادھر آؤ۔ دونوں بیٹے
آ گئے۔ تو آپ نے آگے کھڑا کر کے فرمایا۔ دو قربانیاں لے کے آیا ہوں۔ فرق یہ ہے کہ پہلے قربانیاں مکے
کرتا رہا ہوں۔ اب قربانیاں کربلا میں کرنی ہیں۔ یہ دیکھ لو قربانیاں لے کر آیا ہوں۔ گرامی قدر حضرات
کربلا میں اپنے اپنے حصے ڈال رہے تھے۔ امام قاسم جب مدینہ سے چلے کربلا کی طرف۔ تو آپ کی
عادت تھی کہ اپنی مکان کی چھت پر ایک پیالہ رکھا تھا۔ اور اس میں ہر روز پانی ڈالتے تھے۔ پوچھا گیا۔

دیا کہ پرندے بھوکے پیاسے جب آتے ہیں۔ میرے دروازے سے کوئی پرندہ بھی خالی نہ جائے۔ پانی پلایا جائے اور دانے کھلائے جائے۔ اور پھر پرندوں نے بڑی رونق سے صبح بھی آتے اور شام بھی آتے۔ جب امام قاسم چلے مدینہ سے کربلا کی طرف تو آپ نے اپنے چچا محمد بن حنفیہ سے فرمایا۔ کہ آپ یہاں تو مدینہ میں رہنا ہے اور میرا ایک کام کرتے رہنا۔ وہ چھت پر پیالہ رکھا ہے۔ اس پیالے میں روزانہ پانی ڈالنا ہے۔ اور پھر دانے رکھوا جلا ہوا اس میں سے ڈالتے رہنا۔ اتنا کہہ دیا کہ امام قاسم چلے گئے۔ محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پانی اور دانہ ڈالنا مگر پرندے نہ آتے۔ نہ صبح آتے نہ شام آتے۔ اور پھر پرندے بھی کہتے ہیں کہ وہ تو سے کہ مر گئے ہیں دلدار دلاروے وطنوں چک مہاراں اجڑی بستی نظریں آوے کنڈ دتی جد یاراں۔

جب کربلا کا میدان آیا۔ نوجوان کربلا میں اپنی اپنی شہادت پیش کر رہے تھے۔ دس محرم الحرام کے دن جب جیسے شہادتیں بڑھتی جا رہی تھی۔ ویسے ویسے صبر حسین بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ وقت بھی آیا جب امام قاسم مولا حسین کے آگے پیچھے ہو رہے تھے۔ اور امام حسین کی بارگاہ میں آکر درخواست پیش کر دی۔ کہ شہادت قبول ہو جائے۔ امام حسین نے فرمایا۔ اے قاسم آپ میرے بھائی امام حسن کی نشانی ہو۔ مجھے دیکھ کر بھائی یاد آتا ہے۔ آپ کے لیے اجازت نہیں ہے۔

امام قاسم کے گلے میں ایک تعویذ جو امام حسن نے ڈالا تھا۔ اور فرمایا تھا جب کبھی زندگی میں مشکل وقت آئے تو اس کو کھول کر پڑھنا۔ امام قاسم نے سوچا کہ اس سے مشکل اور بڑی کیا ہو سکتی ہے۔ امام قاسم نے امام حسین کے سامنے جب تعویذ اتارا۔ جب پڑھا تو لکھا تھا۔ اے بیٹے قاسم جب کربلا کا میدان آئے تو اپنے چچا امام حسین کا ساتھ دینا۔ اور میرے بھائی کو میری کمی محسوس نہ ہونے دینا۔ امام قاسم نے وہ خط امام حسن کا امام حسین کی بارگاہ میں پیش کیا تو امام حسین نے پڑھا۔ تو اجازت عطا فرمائی اور فرمایا اے قاسم جا میں نے تجھے نانا جان کے سپرد کیا۔ اور اپنی امی جان کی خدمت میں سلام کیا۔ وہاں سے اجازت مل گئی۔ اس ماں کا حوصلہ دیکھو کہ فرشتے چیخیں مار رہے تھے۔ کہ رب ہمیں کیا معلوم تھا۔ کہ قیامت تک لوگ اس طرح کے لوگ بھی پیدا کریں گا۔ اور امام قاسم کی شہادت ہوگی۔ اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

عباس و قاسم دا کدی نہ سہرا ڈولیا۔ شہزادیاں شکوں دا سہرے الٹوں وار دیا۔

Rahmat [signature]
۲۰۲۲ - ۷ -
۲۵ ۲۵ - ۰۱۲ - ۱۴۴۳ ۱۲ — ۵۳ — PM پیر وار

۴۳ - مقامِ فریدؒ (دیپالپور)

۲۴۳، ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین ؕ ۔۔۔

ہ منگتوں پہ کرم اے گنجِ شکر آباد رہے تیرا پاکپتن اے خواجہ قطب کے نورِ نظر

تیری دید کو ترسے عید کہیں سب آ کے تجھ کو فرید کہیں

دیتے ہیں صدا خواجہ ملیر آباد رہے تیرا پاکپتن : (خادم عاشق)

آج کا موضوع ہے فرد واحد فرد فرید زبدۃ الانبیاء امام چشتیاں خواجہ خواجگان حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ آپ کی سیرت کے چند گوشے عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ومن یطع اللہ والرسول فرمایا جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی فاولٰئک مع الذین انعم اللہ میں ان لوگوں کا ساتھ عطا کروں گا جن پر میں نے اپنی انعامات کا نزول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار گروہ ہیں۔ پہلا گروہ من النبیین دوسرا والصدیقین تیسرا والشھداء چوتھا والصالحین ؕ خالق کائنات نے ان لوگوں کے انعام کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سچے وفادار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم ان لوگوں کو انعام میں ان لوگوں کا ساتھ عطا فرمائیں گے۔ جن پر ہم نے انعام فرمایا۔ شرط یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت گزار اور فرمانبردار بن جاؤ ـــــ فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیوں ضروری ہے۔ جب کونین کے والی و حالات نے فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور مکہ معظمہ کے بڑے بڑے سردار حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اکٹھے ہو کر آئے اور عرض کی یا محمدؐ ہم آپ کا رشتہ دار ہیں۔ ہم جھگڑالو نہیں ہیں۔ آؤ مل جل کر کام کریں۔ کبھی آپ ہمارے بتوں کو سجدہ کر دیا کریں کبھی ہم تیرے خدا کی عبادت کر لیں گے۔ لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رو کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اور عرض کی مولا یہ میرے رشتہ دار ہیں۔ جو خون والے آئے ہیں۔ یا اللہ یہ تیرا اور میرا رشتہ توڑنے آئے ہیں۔ مگر مجھے تیری عزت و جلال کی قسم ہے۔ جو تیرا نہیں وہ میرا بھی نہیں۔ اگرچہ میرا سگا چچا ہی کیوں نہ ہو۔ ادھر سے خالق نے آواز دی حارثؓ کے یتیموں والے محبوبؐ اگر آپ نے میرے پیچھے چھوڑ دیئے ہیں۔ پھر مجھے آپ کی عظمت کی قسم ہے۔ اک بات سن لیجئے سب دن رات عبادت کرتا رہے۔ جو تیرا نہیں ہے۔ اس کو ہم کبھی بھی اپنا نہیں بنائیں گے۔ ہم تو اس کو اپنا بنائیں گے

جو تیرے رنگ میں رنگ کے آئے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسے ملکی والے جو تیری فرمانبرداری اور
اطاعت نہ کرے گا ۔ لاکھ عبادات کرے ہم بھی کبھی اس کو قرب عطا کر دیں گے ۔ اے محبوب
جو آپ کا رنگ چڑھا کے آئے گا ۔ ہم اس کو اپنا رنگ دے دیں گے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے
مسلمان جب تو فرمانبردار بن جائیگا رسول اللہ ﷺ کا تو ہم تجھے انعام عطا فرمائیں گے ۔ یا اللہ
انعام کیا ہے فرمایا میں تجھے نبیوں کا ساتھ دوں گا تجھے صدیقین کا ساتھ دوں گا ۔ تجھے
میں شہیدوں کا ساتھ دوں گا ۔ والصالحین تجھے ولیوں کا ساتھ دوں گا ۔ یا اللہ یہ ساتھ
جن کا ملے گا یہ کون ہیں ۔ ان کا تعارف کیا ہے ۔ تو خالق کائنات نے ان چار گروہوں
کا تعارف فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وحسن اولٰئک رفیقا ۔ یہ چاروں
اچھے ساتھی ہیں ۔ فرمایا نبی بڑے اچھے ساتھی ہیں ۔ صدیق بڑے اچھے ۔ شہید ۔
ولی ۔ آج کسی بزرگ سے پوچھیں کہ اچھا ساتھی کون ہوتا ہے ۔ اچھا ساتھی وہ
ہوتا ہے جو مشکل وقت کام دے ۔ عرض کی یا اللہ یہ کیسے اچھے ساتھی ہیں ۔ فرمایا
اچھا ساتھی وہ ہوتا ہے جو مشکل وقت کام آ جائے ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
کہ دنیا کا ساتھی بڑا اچھا بھی ہو ۔ وہ کہتا ہے کہ قبر تک ساتھ نبھاؤں گا ۔ فرمایا
ساتھ ہمیشہ دوستو کو بنالو ۔ جہاں دنیا کے ساتھی کا ساتھ ختم ہو جاتا ہے ۔ وہاں سے
میرے دوست کی یاری کا شروع ہوتی ہے ۔ (18 — 18) وحسن اولٰئک رفیقا
اللہ نے ولیوں کی کتنی خوبصورت پہچان ارشاد فرمائی ۔ فرمایا یہ بڑے اچھے ساتھی ہیں ۔
اللہ نے فرمایا قیامت کے دن سارے دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے ۔ فرمایا الا
المتقین ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کی دوستی اللہ والوں کے ساتھ لگ جائے گی ۔ فرمایا دنیا کا
دوست دشمن بھی بن جائیگا ۔ یہاں دھوبی اور غوث پاک کا واقعہ ۔
جس کو مولوی اشرف علی تھانوی نے ۔ اللہ نے فرمایا اس کو جواب نہیں آیا اللہ
نے فرمایا پھر بھی جنت میں لے جاؤ ۔ ساری عمر شیخ عبدالقادر کے کپڑے دھوتا رہا ہے ۔
میں تا در اس کا دل دھو رہا تھا ۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے یہاں وضاحت کر کے
لکھتے ہیں ۔ کہ جواب اس نے ٹھیک دیا تھا ۔ جب فرشتوں نے پوچھا کہ تیرا رب
کون ہے تھا ۔ تو اس نے تینوں سوالات کے جواب میں کہا تھا کہ میں غوث پاک کا
دھوبی ہوں ۔ اس کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ فرشتو ۔ جو غوث پاک کے کپڑے ساری

دھونڈ رہا ہے ساری عمر کیا اس کو نہیں معلوم ہے کہ رب کون ہے اور رب کی کون نشانی ہے۔ اور اس جواب کا مطلب ـــــ سلطان باہو فرماتے ہیں ـــ ان کے نام بھی قبروں میں کام آتے ہیں۔ یہ بڑے اچھے ساتھی ہیں۔

نہ رب عرش معلی اُتے نہ رب خانے کعبے ہو۔
نہ رب علم کتابیں لبھیا نہ رب وچ محراب ہو۔

گنگا تیرتھ مول نہ ملیا ناحق پینڈے بے حساب ہو
جد دا مرشد ایہہ ملیا میرا کامل باہو چھٹ گئے کل عذاب ہو۔

یہ ساتھی دنیا میں بھی کام آتے ہیں۔ اور قبر میں مشکل وقت آ جائے تب بھی کام آتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام قبر کے سوالات کے احوال ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق نے اٹھ کے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ جو قبر کے احوال سنا رہے ہیں آپ۔ کیا میری قبر میں بھی ایسے ہی ہوگا۔ کیا میری قبر میں بھی منکر نکیر ایسے آ کر سوالات کریں گے۔ سرکار نے فرمایا اے عمر ہاں وہ تو تمام کی قبور میں آئیں گے اور سوالات کریں گے۔ یا اللہ اس وقت میرا کیا حالت کیا ہوگی۔ کیا اس وقت میں مومن ہونگا ـــ حضور نے فرمایا اے عمر آپ اس وقت بھی مومن ہی ہوں گے عرض کی مدینے کے تاجدار قبر میں بھی غلام ہی ہونگا۔ تو آنے دو فرشتوں کو صحابہ کرام نے عرض کیا عمر فاروق تم کیا کرو گے۔ آپ نے فرمایا ایک بار آنے تو دو۔ حضور نے فرمایا اے عمر تم ہو تو تمہاری قبر کا حال میں ابھی سنا دوں ـــ عمر فاروق نے عرض کی آپ مجھے جب فرشتوں نے آنا ہے ـــ

ـــ قبر وچ کھلو پچھیا نکیراں میں فٹ بولنا مصطفٰے دا منقدر آں ـــ

اے عمر جب تیری قبر میں نکیروں نے سوال کرنا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو تم جواب دو گے۔ کہ میرا رب تو اللہ ہے اور تمہارا رب کون ہے ـــــــــــــ

تو فرشتے کہیں گے کہ یا اللہ یہ کس طرح کا بندہ آیا ہے کہ ہم ان کا امتحان لینے گئے ہیں یا وہ ہمارا امتحان لینے آیا ہے۔ یہ حال ہوگا محبوب کے غلاموں کی قبر میں ـــ حشر قیامت میں ہاتھ بھی گواہی دیں گے ـــــ تو آج میں صف اولیاء میں سے اس ولی کامل کا ذکر خیر کرنے لگا ہوں۔ زبدۃ الانبیاء ۔ فرد واحد ۔ امام چشتیاں ۔ اپنے مرشد اور اپنے دادا مرشد سے اکٹھا فیض لینے

والے - حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکرؒ پاکپتن کی نگری کا تاجدار آپ پیدائشی
ولی ہیں ۔ حضرت شاہ جمال الدینؒ حضرت عمر فاروقؓ کی نسل میں سے ہیں والدہ
کا نام مریم بی بی - اللہ کریم نے جس خاندان میں پیدا فرمایا - وہ سارا نسل در نسل ولیوں
کا گھرانہ ماں بھی ولیہ - باپ بھی ولی - ماں شب گزار رات مصلی پر گزارنے والی ساری
رات اپنے مالک کی یاد کرنے والی - ماں کیسی وہ ہے جو قرآن کی تلاوت کرتے پرورش کرنے والی
ایسی ماؤں کی گود میں ایسے لعل ہی پلتے ہیں - اس طرح کی والدہ ہو تو بیٹا فرید جیسا ہی ہوتا
ہے - جس وقت کی مائیں ننگے سر والی اور آدھی کلائی تک قمیص پہننے والی آگئیں ہیں تو بیٹے بھی
ڈاکو پیدا ہونے لگے - اور جب مائیں کھدر کی چادر لے کر نماز پڑھتی تھیں - اور دودھ پلاتے
وقت درود سلام پڑھتی تھیں - تو بیٹے فرید جیسے پیدا ہوتے تھے - اور آج بھی ماں ایسی
آجائے - تو فرید تو نہیں آئے - مگر فرید کا غلام تو آئے گا -

والدہ مریم بی بی شکم اطہر کے اندر جو بیٹا ہے - وہ پیدائشی ولی ہے - حضرت مریم
بی بی فرماتی ہیں کہ جس وقت فرید میرے بطن میں تھے - (بیری کا پودا) واقعہ
(2) ایک دن والدہ نفل پڑھ رہی تھی تو گھر میں چور آگیا - نابینا ہو جاتا تھا -
یہ والدہ کی کرامت ہے ۔ والدہ کی دعا سے بینا ہو گیا - دوسرے دن
وہی چور آیا - معافی مانگی مسلمان ہو گیا - ظاہر کی آنکھیں رات کو ملی تھیں اور باطن
کی بینائی اب مل گئی ہے - (3) میاں محمد بخش فرماتے ہیں -

قلب میرے تے جندرا وجیا کنجی سائیاں ہتھ تیرے
نام خدا دے کھولیں جندرے تے لو لگے دل میرے -

ماں اس طرح کی پالنے والی ہو تو ماں شب گزار ہو ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا کہ والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما ط اللہ فرماتا ہے تمہاری راتیں
اور طرح گزرتی ہیں - اور جو میرے دوست ہیں ان کی راتیں میری یاد میں گزرتی ہیں - والدہ
اتنی پرہیزگار اور تربیت کرنے والی - ہم لاکھوں روپے اس لیے اولاد پر لگاتے ہیں کہ اولاد
میری فرمانبردار ہو جائے - بابا فرید کا ذکر سن کر چلے نہ جانا - لیکن اپنی زندگی پر
فریدالدین کا رنگ بھی چڑھاؤ - صبح اٹھو - اور شب بیداری دیکھ کر لوگ کہنے لگیں کہ رات
تجھے کیا ہوا ہے - اور جواب دینا کہ میں نے بابا فرید کا ذکر سنا ہے - اور مجھ پر بابا فرید کا

کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ رنگ چڑھالو اپنی زندگی و حیات پر اولیاء کرام کا۔ ذکر سننے کا
مقصد کیا ہے۔ اپنی اولاد کو فرمانبردار بنانے کیلئے ہم انگلش سکول میں داخل کراتے ہیں۔
تاکہ میرا بیٹا زیادہ پڑھے اور بڑا فرمانبردار ہو۔ میں ممبر رسول پر بیٹھ کر میں عرض کرتا ہوں کہ
تم اپنے بچے بڑے سکولوں میں پڑھا کے بھی تم گارنٹی نہیں دے سکتے۔ کہ بیٹا تمہارا فرمانبردار ہوگا۔
آؤ میں تمہیں اولاد کو فرمانبردار کرنے کا اصول اور ضابطہ عرض کر دوں۔ اپنی اولاد کو آمنہ کے لال کا
فرمانبردار بنا دے۔ یہ خود فرمانبردار ہو جائیگا۔ اگر تم اپنے فرمانبردار کرنے کیلئے کوشش کرتے رہو گے۔
کبھی بھی اولاد فرمانبردار ہو سکتی۔ اپنی اولاد کو مدارس میں داخل کراؤ۔ قرآن کریم کی تعلیم دو تاکہ
تمہاری اولاد کو معلوم ہو کہ قرآن و اسلام میں والدین کی قدر و شان کیا ہے۔ پھر اولاد قدر
کرے گی۔

حضرت بابا فرید کی والدہ تربیت کیسے کرتی ہے۔ کہ بیٹا نماز پڑھا کرو۔ جی ماں جی نماز
پڑھیں تو کیا ملتا ہے۔ امی جان نے فرمایا کہ بیٹا نماز پڑھیں تو اللہ شکر دیتا ہے
ـــ میں نے جتنے اولیاء کی سیرت کا ذکر کیا ہے۔ تو ہر ولی کی تربیت کے پیچھے ماں
کی دعا نظر آتی ہے۔ ولی تو ولی ماں کی دعا سے بنتے ہیں سارے کے سارے۔ میں جس کا
بھی ذکر کر کے دیکھ لوں۔ پیچھے ماں کی تربیت اور دعائیں تھیں۔ ـــــــ
ماں نے سوچا کہ ابھی نماز پڑھنے کی عمر نہیں ہے مگر جب یہ اپنی عمر کو پہنچے گا تو یہ پکا نمازی بن
جائیگا ـــ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا
کہا کرو۔ اگر دس سال کا ہو کر بھی نہ پڑھے تو پھر مار کے بھی نماز پڑھاؤ ـــ بابا فرید کی والدہ
تربیت کر رہی ہیں کہ بیٹا نماز پڑھیں تو اللہ شکر دیتا ہے۔ والدہ وضو کر رہی ہے اور
بیٹا بھی ماں کی طرف دیکھ دیکھ کر وضو کر رہا ہے۔ والدہ نے اپنا مصلیٰ بھی بچھایا اور فرید
کا مصلیٰ بھی بچھا کر نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیں ـــ مصلے کے نیچے دریا شکر
کا چل رہا ہے ـــ بابا فرید کو والدہ نے بچپن سے نماز کا شوق لگایا۔ ایسا عبادت
کا شوق لگایا۔ پھر وہ فرید ہے کہ جو عبادت کرتا ہے تو فرشتے ناز کرتے ہیں اور فرید کو دیکھنے
کیلئے آتے ہیں ـــ کوئی عبادت کرتا ہے تو فرشتوں کو وہ بات یاد آتی ہے۔ کہ ہم نے اللہ کو
یہ عرض کیا تھا کہ بندہ نہ بنا تو اللہ نے فرمایا تھا کہ انی اعلم ما لا تعلمون ـــ جو میں جانتا ہوں وہ تم
نہیں جانتے۔ اس وقت فرشتوں نے پوچھا تھا کہ یا اللہ تو کیا جانتا ہے اور ہم کیا نہیں جانتے

اللہ نے بابا کو اے فرشتو تم کیا جانتے ہو۔ تو فرشتوں نے کہا تھا۔ کہ من یفسد فیہا ویسفک الدماء
یہ خون ریزیاں کرے گا۔ یہ فساد کرے گا۔ اس کو نہ بنانا — جب فرید نے مسجد گرا کر
دکھائے۔ اللہ نے فرمایا اے فرشتو میں یہ جانتا تھا۔ کچھ فساد کریں گے۔ اور کچھ مسجد میں میری یاد
کریں گے — اتنا یاد کرنے والا فرید — کہ والدہ نے مسجد کے راستے دکھا دیئے۔ ماں بھی
کاملہ اور باپ بھی کامل۔ اور مرشد ہے ہی کامل — اور مرشد کون ہے اور مرشد کی تربیت
بھی والدہ کر رہی ہے۔

خواجہ خواجگان امام تاجدار ولایت حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا رح
نے ملفوظات میں فرماتے ہیں۔ حضرت بختیار کاکیؒ کی عمر مبارک جب چار سال چار مہینے کی ہوئی۔
اور چار دن ہوئی تو آج بھی صوفیا کا معمول ہے کہ بچے کی عمر حیات جب چار سال چار ماہ
اور چار دن کی ہو تو اس کی رسم بسم اللہ کرواتے ہیں۔ بس اللہ کے ولی اور عالم دین کو
بلا کے بچے کو بسم اللہ پڑھا کے قرآن پاک شروع کرواتے ہیں۔ خواجہ بختیار کاکیؒ نے بھی
خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کو بلایا۔ کہ میرے بختیار کو قرآن پڑھاؤ۔ ماں نے رسم بسم اللہ
رکھی۔ اعلیٰ حضرت نے لکھا کہ جب خواجہ حمید الدین ناگوری تشریف لائے تو خواجہ معین الدین
اجمیریؒ روحانی طور پر بھی تشریف لے کر آئے۔ تو استاد نے فرمایا کہ بیٹا پڑھو بسم
اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اور خواجہ بختیار کاکی نے بسم اللہ پڑھی اور پندرہ پارے زبانی سنا دیئے۔
تو خواجہ حمید ناگوری فرماتے ہیں کہ میں تو بسم اللہ پڑھانے آیا ہوں۔ اور آپ نے پندرہ
پارے زبانی سنا دیئے کہاں — یاد کیے ہیں۔ تو خواجہ بختیار کاکی فرماتے ہیں کہ حضور میری
والدہ پندرہ سپاروں کی حافظہ ہیں۔ جس دن کا ماں کے شکم میں آیا ہوں۔ تو والدہ روز
پندرہ پاروں کی تلاوت کرتی ہیں۔ سن سن کے مجھے یاد ہو گئے ہیں۔ جب مائیں اس
طرح کی ہوں تو بیٹے بھی ایسے ہوتے ہیں۔ بابا فرید کی تربیت بھی والدہ نے فرمائی۔
اور مرشد بھی کامل ملا — عبادت اور زہد اکٹھے کر رہے ہیں۔

خواجہ بختیار کاکی جب آپ کی تربیت میں آئے تو بارہ سال دن رات
مرشد کی خدمت کی — سات دن کا روزہ — الٹا لٹک کر بابا فرید کی تربیت کی
جاری ہے۔ مجاہدات ریاضات کثرت کا کیا جا رہا ہے۔ بڑی طویل فہرست ہے۔
بابا جی کی عبادات کی — بارہ سال جب خدمت کر لی تو جب آخری رات آئی تو

جب آخری رات آئی تو مرشد نے بابا اٹھو فریدا آدھی رات کے وقت فرمان جاری کیا۔

سے اٹھو فریدا ستیا تے خلقت ویکھن جا۔

مت کوئی مل جائے بخشیا تے وی بخشیا جا۔

فرید اٹھو خود بھی وضو کرو، اور مجھے بھی وضو کراؤ۔ مل کر تہجد پڑھیں — حضرت بابا فرید رح
جن کو بارہ سال گزر گئے مرشد کی خدمت کرتے کرتے۔ اٹھے تو پانی کے لوٹے کو ہاتھ لگایا تو سردی
کی وجہ سے سخت ٹھنڈا تھا — یہ سلوک کی منازل ہیں سلوک والے
ہی جانتے ہیں۔ بابا نے آنکھ نکال کر دی اور پانی گرم کر لیا — اور آگئے مرشد کی بارگاہ
میں تو خواجہ بختیار کاکیؒ وضو فرما رہے تھے۔ اور فرید کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ آنکھ پر پٹی
کیوں باندھی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ اے فرید آنکھ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ نے عرض کی بابا جی میری
آنکھ آئی ہوئی ہے۔ میری آنکھ خراب ہے۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا اے فریدا آنکھ سے
پٹی اتارو آنکھ آئی ہوئی ہے۔ بابا جی نے آنکھ سے پٹی اتاری تو واقعی آنکھ روشن ہے۔
اور آج ۲۰ بارہ سال ہو گئے ہیں — (۲۸ ـ ۵۴) خواجہ بختیار کاکی نے ظاہر کی آنکھ بھی
دے دی اور باطن کی آنکھ بھی دے دی بابا جا مو جان کر — حضرت میاں محمد بخش رح۔

سے مالی بانی دی کارا کھی کردا پھل لگے ہوں یا پکے

پیر مریداں دے سر تے اپنے نیشوں ہونلے سچے

حضرت بابا فرید رح کو آپ کے پیر و مرشد حضرت بختیار کاکی اور خواجہ معین الدین رحمۃ
اکٹھا فیض عطا فرمایا۔ جب ولایت کا پرچم کھل لیا۔ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے
فیض و برکات کے سے تھا۔ ایک دن پیر و مرشد نے فرمایا کہ بیٹا طے کا روزہ رکھو۔
یعنی تین دن کا روزہ رکھو۔ فرمایا تین روز کے بعد رب تجھے غیبی رزق عطا فرمائے گا پھر
روزہ کھولنا ہے۔ بابا جی نے تین دن کا روزہ رکھا تو کسی آدمی نے روٹیاں بھیجیں تو
آپ کو ایسے لگا کہ غائب سے ملا ہے۔ تو آپ نے روٹی کھالی تو تھوڑی دیر کے بعد پیٹ
میں درد اور قے آگئی — آپ کا معدہ خالی ہو گیا۔ آپ پیر و مرشد کی بارگاہ میں گئے
تو عرض کی میں نے تو سمجھا تھا کہ رب نے غیب سے مجھے روزہ افطار کروایا ہے۔ روٹی کھائی ہے
اور مجھے تکلیف بھی ہے۔ اور قے بھی آگئی ہے۔ سارا معدہ خالی ہو گیا ہے۔ پیر و مرشد فرمانے
لگے۔ فرید اگر شرابی کے گھر کی ہو اور فرید کو ہضم کیسے ہو گی۔ فرمایا تین دن کا پھر روزہ

رکھو۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تین دن کا روزہ رکھ لیا۔ جسم میں نقاہت اور کمزوری آگئی تو خیال آیا کہ غیب سے روزہ کھولنے کا انتظام ہوگا۔ جب رات کو لیٹے تو جسم میں کمزوری نقاہت محسوس ہوئی

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تقدیر کبھی کبھی نہیں بدلتی مگر کسی اللہ والے کی دعا ہو جائے تو تقدیر بدل بھی جاتی ہے۔ حضرت بابا فرید کے پاس سے ایک قافلہ گزرا سوداگروں کا۔ انہوں نے اپنے اونٹوں پر شکر رکھی ہوئی تھی ــــ اس نے کہا کہ بڑے کمال والے ہیں بابا۔ میں شکر کو نمک بنا رہا ہے۔ اور نمک کو شکر بنا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ کی عطا کردہ توفیق سے شکر کو نمک اور نمک کو شکر بنا سکتا ہے وہ تمہاری بگڑی قسمت کو بھی سنوار سکتا ہے۔

بندہ رب کے نظر کرم سے تقدیر بدل دیتے ہیں : انڈیا کا شہر احمد آباد حضور قطب عالمؒ تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے آپ اٹھے اندھیرا تھا۔ جب آپ گھر سے مسجد جا رہے تھے۔ تو آپ کو کسی چیز سے ٹھوکر لگی۔ تو حضور قطب عالمؒ نے فرمایا۔ پتہ نہیں یہ کوئی پتھر ہے۔ یا لوہا ہے۔ یا لکڑی ہے۔ پتہ نہیں کیا ہے۔ چار الفاظ بابا جی نے بولے۔ صبح اٹھ کر جب لوگوں نے دیکھا تو جس چیز سے بابا جی کو ٹھوکر لگی۔ اس کی ایک طرف لکڑی ہے۔ ایک طرف پتھر ہے۔ ایک طرف لوہا ہے۔ اور ایک طرف لوگ دیکھ کے کہتے ہیں یہ پتہ نہیں کیا ہے۔ تو آج بھی قطب عالمؒ کے مزار پر حاضری دیا کر دیکھو۔ اور زیارت کرتے ہیں۔ اس کو کاٹ کے انگوٹھی بنا لی گئی میں لگ گئے۔ انگریزوں نے بھی کہا۔ یہی کہا۔ جو قطب عالم نے فرمایا تھا (01-02-~~07~~)

حضور خواجہ خواجگان تاجدار سہروردیاں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں تین آدمی گئے۔ ایک بابا جی زکریا ملتانیؒ ــــ دوسرے بابا فرید ــــ اور ایک نجم الدین صغریؒ۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم فلاں کے مرید ہو۔ تینوں کو فرمایا ــــ بابا فرید کو فرمایا یہ تیرا حصہ بختیار کاکی کا ہے۔ کھانے کا انتظام کیا گیا تو خواجہ شہاب الدین سہروردی کی نوکرانی ایک برتن میں پانی لا کر تینوں کے ہاتھ دھلا رہی ہے۔ بابا فرید کی پہلے باری آگئی تو آپ جیسے ہاتھ دھونے لگے۔ دھوتے رہے سارا لوٹا ختم ہو گیا ــــ پیر شیوخ بابا فرید کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ لوٹے پر ایک سے تو دھو دھو کے پانی ختم کر دیا ــــ جب پوچھا گیا تو فرمایا جب اس نے میرے ہاتھ دھلائے تو میں نے لوح محفوظ پر دیکھا۔ تو میں نے دیکھا کہ لونڈی تو

دوزخی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لوح محفوظ سے دوزخی مٹا دیا ہے۔ اور جنتی
لکھ دیا ہے۔ فرمایا میں یہاں نہیں ڈھونڈ رہا تھا۔ میں تو وہاں سے ڈھونڈ رہا تھا —

بندے رب کی نظر کرم سے تقدیر بدل دیتے ہیں۔ لکھی ہوئی قلم والی تحریر بدل دیتے
بابا فرید نے ایک دروازہ بنا دیا ہے۔ فرمایا گزرتے رہو اور تقدیر بدلتے رہو۔ بابا جی نے بہشتی
دروازہ پاکپتن میں بنا دیا ہے۔ آج کی مثال کے انداز سے۔ کہتے ہیں کہ دیکھو جی جنت تو سات
آسمانوں سے بھی اوپر ہے۔ جنت کا دروازہ پاکپتن میں کیسے آگیا ہے۔ سرکار نے
ارشاد فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ الجنۃ تحت اقدام الامہات۔ اور جب
باری آئی والد کی۔ تو پھر کہ ہم آقا علیہ السلام نے فرمایا جس نے جنت کا درمیانی دروازہ
دیکھنا ہو صبح اٹھ کر اپنے والد کا ماتھا دیکھا کرے۔ وہ سمجھے میں نے جنت کا درمیانی دیکھا ہے۔
مدینے کے تاجدار نے فرمایا۔ مجھے ایک بہشتی دروازہ نہیں کھٹکا ہونے دیتا۔ میں نے ہر گھر میں
جنت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ رسول کریم نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ بہشتی دروازہ ہیں۔
اور اگر شہر کے گھر میں بہشتی دروازہ آسکتا ہے۔ اور بابا فرید کے دربار پر نہیں آسکتا۔ یہ
ایسا بہشتی دروازہ ہے کہ ہم سنیوں کا عقیدہ اور ایمان ہے۔ چاہے کوئی چشتی ہے نقشبندی ہے
قادری ہے سہروردی ہے۔ یا کسی بھی سلسلے کا مرید ہے۔ ہم تمام کا عقیدہ ہے کہ واقعی بابا جی
بہشتی دروازہ بنایا ہے۔ اور یہ آج کے نہیں بڑے بڑے ہیں ان لوگ میں جو نہیں مانتے۔

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کو کسی نے عرض کی حضور بابا فرید نے دنیا میں بہشتی
دروازہ کیسے بنایا کیوں بنایا ہے کب بنایا ہے۔ فرمایا ادھر آؤ میں بتاؤں۔ جب بہشتی دروازہ
کھلے گا تو ساتویں محرم الحرام کی درمیانی رات اس وقت میرے پاس آنا۔ جب دروازہ
کھول دیا گیا تو وہ آدمی حضرت تونسوی کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو فرمایا دیکھو کتنے لوگ اکٹھے
دروازے سے گزر رہے ہیں۔ ان کی طرف دیکھو۔ جب لوگوں کی طرف دیکھا تو کچھ شکل
نورانی۔ کچھ انسانی شکل جانوروں کی طرح نظر آئیں — خواجہ صاحب نے فرمایا کہ کیا دیکھ
رہا ہے عرض کرنے لگا۔ کچھ انسان نورانی لگ رہے کچھ جانوروں کی طرح۔ فرمایا دیکھتے جا۔ جو جو بندہ
سور والا بہشتی دروازے سے اندر گزرتا ہے۔ ادھر سے جب نکلتا ہے تو اس
کی صورت شکل ایسے چمکدار ہوتی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔
سے ری صورت دکھا کے تونسوی نے فرمایا کہ اب کیا سمجھا ہے۔ کہنے لگا بس یہی سمجھا ہوں

کہ ادھر شکلیں اور تھیں۔ دروازے سے گزر کر شکلیں اور تھیں۔ اندر سمجھا دو۔ فرمایا ظاہری
شکلیں تو تھیں۔ انسانوں کی باطن کی شکلیں تھیں۔ جن کا اندر گندا ابھی ہو۔ جن کا نفس
امارہ اسے ساری زندگی گناہوں پر مجبور کرتا رہے انسانیت ختم کر دی ہو تو۔ اور بابا جی
کے بہشتی دروازے سے گزر جائے۔ تو بابا جی اُسے ایسا غسل کرواتے ہیں نا۔ فرمایا اندر بھی
روشن اور باہر بھی روشن یہ بہشتی دروازہ بنا کیسے ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی رح بابا فرید کو فرمایا کہ ہم نے اپنے مرشد اپنے مرشد کے مرشد خواجہ عثمان ہارونی کی نیاز دینی
ہے۔ جا شیرینی لے کر آؤ۔ بابا فرید بازار گئے تو شیرینی سر پر اٹھا کے آ رہے تھے۔ ادھر
شیخ نجم الدین بڑی عالم شکر کے اندر ہیں۔ آپ نے اعلان فرما دیا کہ اے لوگو۔ آج جو مجھے
دیکھے گا۔ جنت میں جائیگا مجھے دیکھتے جاؤ جنتی بنتے جاؤ۔ لوگوں کا بازار میں رش ہے لوگ۔
نجم الدین کبریٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ رش زیادہ ہو گیا۔ آپ ایک ٹوکری میں کھڑے ہیں۔ بابا فرید نے
سنا کہ جو نجم الدین کو دیکھے گا جنت میں جائیگا۔ جس وقت نجم الدین صغریٰ نزدیک آئے۔
تو بابا فرید نے پردہ کر لیا۔ شیخ نجم الدین جب گزر گئے تو آپ بابا فرید مرشد کے دربار پر
پہنچے پر پوچھا آپ نے فرمایا فرید یہ کیا حالت بنائی ہے۔ مرشد کی لجپالا۔ شیخ نجم الدین
کی حالت میں اس نے آج اعلان کیا ہے۔ جو مجھے دیکھے گا جنت میں جائیگا۔ ساری
دنیا اُسے دیکھ رہی ہے۔ میں نے اُسے دیکھا نہیں پردہ کر لیا ہے۔ فرمایا فرید آپ نے
کیوں نہیں دیکھا۔ مرشد کی آنکھیں لجپال اب آپ کو دیکھ لیا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں دیکھنا۔
مرشد کو خیال آیا۔ اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔ فرمایا نجم الدین کو جو دیکھ لے وہ جنت میں جاتا
ہے۔ جو تیرے دروازے سے گزر جائیگا۔ وہ بھی جنت میں جائیگا۔

یہ در مرشد دا خانہ کعبہ جے مرید کوئی کر سکے۔ تھوڑی اکھ محبوباں والا تے چل دوارہ مکے
بابا بلھے شاہ دا باب۔ یہ پہلی پوڑی عشق تیرے دی پل صراط دا ڈیرا۔
کدی جے مکے نوں جاندے ساتے میں مکھ ویکھاں تیرا۔
عشق جنہاں دی ہڈی رچیا بھید نہیں اس نے جانا۔
سوہنے لکھاں لوں ملن ہزاراں اساں نہیں یار وٹانا ں۔

مرشد کی آنکھیں سوہنے محبوب مرشد میں نے آپ کو دیکھ لیا ہے۔ اب دوسرے کو کیوں دیکھوں۔
بابا فرید رح آپ کے مرید نے زمین کا ایک ٹکڑا نذرانہ پیش کیا۔ قبضہ کرنے والوں نے کہا کہ زمین

بیماری ہے تو بابا فرید نے فرمایا کہ زمین تو فرید کی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ بابا جی ہم قاضی کی عدالت میں مقدمہ کریں گے ۔ جب مقدمہ ہو گیا ۔ تو قاضی نے جب بابا جی کو بلا کر پوچھا کہ بابا جی یہ زمین کس کی ہے تو بابا جی نے فرمایا کہ قرآن تو کہتا ہے ۔ ان الارض یرثھا ۔ زمین تو فرید کی ہے ۔ زمین تو ولیوں کی وراثت ہے ۔ قاضی کہنے لگا کہ بابا جی کوئی کاغذات کوئی قانون کوئی گارنٹی ہو تو بابا جی نے فرمایا کہ مجھے تو مریدوں نے نذرانہ تحفہ عطا دیا گیا ۔ گارنٹی نہیں ہے مصروف دین ہے استعمال نہیں ہے ۔ تو قاضی کہنے لگا کہ بابا جی زمین تو آپ کی نہ ہوئی پھر ۔ تو بابا جی ارشاد فرمانے لگے کہ بے وقوف تجھے گارنٹی چاہیے ۔ تو آؤ زمین سے پوچھ لیتے ہیں کہ تو کس کی ہے ۔ قاضی کہنے لگا کہ بابا جی کبھی زمینیں بھی بولتی ہیں ۔ فرمایا لوگوں کی زمین نہیں بولتی ۔ فرید کی زمین بولتی ہے ۔ وقت مقرر ہو گیا ۔ قاضی پیمانے کر آیا ۔ بابا جی مریدوں کے ساتھ آ گئے ۔ زمین کے پاس کھڑے ہو گئے ۔ فرمایا قاضی پوچھ زمین کس کی ہے ۔ قاضی زمین کی طرف دیکھ کر کہنے لگا ۔ اے زمین کس کی ہے ۔ زمین کے اندر سے آواز آئی اے قاضی مجھ میں نہ رہنا دنیا کی زمین بھی فرید کی ہے ۔ اور جنت کی زمین بھی فرید کی ہے ۔ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو اپنی زمین دیتے ہیں ۔ اور میں نے اپنے ولیوں کو اپنی زمین دی ہے ۔

ایک قوال تھا جس کا نام تھا حسن قوال ۔ حضرت بابا فرید کو آ کر عرض کی حضور صبح میری بیٹی کی شادی ہے ۔ کچھ عنایت فرمائیے ۔ آپ نے فرمایا کہ میں خود فقیر بندہ ہوں ۔ کہنے لگا ۔ بابا جی اگر آپ اجازت دیں تو یہ مٹی کا ڈھیلا اٹھا لوں ۔ بابا جی نے فرمایا کہ شرط یہ ہے کہ یہ ہی اٹھانا ہے ۔ اس نے اٹھایا تو وہ سونے کا بن گیا ۔ پھر کہنے لگا ۔ بابا جی اگر آپ کہیں تو یہ بھی اٹھا لوں ۔ دیکھیں چار مرتبہ ایسے ہی کیا ۔ آپ کی لفظیں اور مقابلہ جوگی والا ۔ —

—٥—

Abbas

۳۰ — ۷ — ۲۰۲۲

۳۰ — ۱۲ — ۱۴۴۳

بروز ہفتہ

۵ — ۱۲ PM

۴۴۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار

خوش نصیب وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک ﷺ کے میلاد شریف منانے کا شوق عطا فرمائے گا۔

کیسے سمجھیں گے تیری شان زمانے والے۔
خود مٹیں گے تیرا نام مٹانے والے

سب سے اعلیٰ تیرے آقا کے گھرانے والے
پوری امت کو وہ فتنوں سے بچانے والے۔

کیا ضرورت ہے کہ ہم چاند جلوہ دیکھیں
کھڑے دیکھو کہ وہ ہیں زلف ہٹانے والے۔

خاک ہو جائیں گے خاک وہ بنانے والے
خود مٹیں گے وہ تیرا نام مٹانے والے۔

(۱) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (2) ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (3)۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔ میں نے ان عاشقانِ رسول کا ذکر کرنا ہے جو عاشقانِ رسول ہیں۔ جنہوں نے اپنے تن من دھن کو مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر قربان کر دیا۔ اور آج اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ ان شخصیات کا ذکر کیا جائے۔ تاکہ آج کے مسلمان کو خبر ہو جائے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ ان لوگوں کا ذکر سن کر ان لوگوں کے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو سن کر ہمارے دلوں میں بھی لگن پیدا ہو جائے گی۔ کہ ہم اپنے محبوب کریم علیہ السلام سے کس طرح محبت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا۔ مکمل والے آقا علیہ السلام کی ذات پر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ اللہ کریم نے ختم فرمایا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا نبی بعدی۔ فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سرکار کے بعد نبوت کا سلسلہ بند فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے نبی آئے۔ ہیں وہ بھی اللہ کے نبی اور رسول علیہم السلام مگر جب باری آئی حسین رضی اللہ عنہ کے نانا جان کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد اللہ کے رسول ہیں۔ کونین کے والی سے جتنے بھی رسول آئے۔ وہ بھی اللہ کے رسول ہیں۔ کملی والے کی عظمت و شان دیکھو۔ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو۔ وہ بھی عظمت والے رسول اور یہ بھی عظمت والے رسول ہیں مگر خالق کائنات نے اپنے محبوب کی رسالت عامہ کا ذکر فرمایا۔ فرمایا کہ محمد رسول اللہ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام۔ جو ایک نبی کا بھی انکار کرے۔ بندہ مومن نہیں رہتا۔ ان نبیوں میں سے کوئی نبی محمد کا انکار کرے۔ تو وہ نبی نہیں رہتا۔

وہ عاشق محمد لوگ اس طرح کا کونین کے والی سے محبت کر گئے۔ ہم بھی ان کو ماننے والے کہ ہم بھی ان کے پیار کے دلدادہ ہیں۔ ہمیں بھی اس کا رسیا ہو اس طرح کا پیار کرنا چاہیے۔ ہم جس راستے سے گزر جائیں تو لوگ اشارہ کرتے ہیں کہ وہ دیکھو کہ عاشق رسول جا رہا ہے۔ کہ وہ محمد کا غلام جا رہا ہے۔ (قیامت میں ہاتھوں کی گواہی)

کونین کے والی نے جب اعلان نبوت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم ——— اللہ نے فرمایا کملی والے محبوب آپ اپنی زبان رسالت سے اعلان فرما دیں۔ فرمایا کہ میں سب کی طرف رسول بن کے آیا ہوں۔ کوئی نبی کسی بستی کا نبی بن کے آیا شہر — علاقے — برادری — ملک — جب کملی والے کی باری آئی اللہ فرمایا کملی والے محبوب آپ اعلان فرما دیں کہ میں سب کی طرف رسول بن کے آیا ہوں۔ جب میری باری آئی تو میں اعلان کروں گا — محمد رسول اللہ۔ محمد وہ محبوب ہیں۔ جو جگ کے بھی رسول ہیں۔ رب کے بھی رسول ہیں — میرا نبی نبیوں کا بھی نبی ہے۔ اللہ فرمایا محمد رسول اللہ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ دیگر اور دیگر رسول تو ہیں ہی ہے۔ اس کی عظمت دیکھو جس کو اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرا بھی رسول ہیں — سے یوں تو سارے نبی ہیں محترم — رحمت دو جہاں ایک بڑی ذات ہے —
ویسے تو آدم صفی اللہ ہیں۔ نوح نجی اللہ ہیں۔ ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ اسماعیل ذبیح اللہ ہیں موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ عیسیٰ روح اللہ ہیں۔ داؤد خلیفۃ اللہ ہیں۔ سلیمان نبی اللہ ہیں۔ سب برابر کے حصے دار ہے ——— اللہ نے فرمایا محمد رسول اللہ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ والذین معہ میں ان شخصیات کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ جو نبی کے ساتھ ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو بچپن میں بھی نبی کے ساتھ ہے — جوانی میں بھی نبی کے ساتھ ہے۔ جو بڑھاپے میں بھی نبی کے ساتھ ہے جو مرنے میں بھی نبی کے ساتھ ہے۔ مکے — ہجرت کی رات — بازار — گلی — مزار — جوانی —

بڑھاپے — بدر — احد - خندق - حنین - ہر میدان میں نبی کے ساتھ رہے۔ نوجوانوں
دلچسپ تو نبی کا ساتھ ہی نہیں ہے۔ جو سب سے پہلے نبی کے ساری عمر ساتھ رہا ہے۔ اُسے ابوبکر صدیقؓ
کے نام سے یاد کرتے ہیں — اور جو نبی کے ساتھ ہو۔ جب نبی اکرمؐ ہجرت کر کے مدینے آئے چند دن
بعد نبی کریمؐ نے فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ آؤ مدینے کے باہر چلیں مہاجرین اور انصار کو ساتھ لے کر کملی والے مدینے
کے باہر آئے۔ حضور نے فرمایا کہ مہاجرین تم ایک طرف ہو جاؤ۔ اور انصار صحابہ ایک طرف ہو جاؤ۔
مدینے والو تم نے تیر مارنے ہیں اور مکے والو تم نے ڈھال کے ساتھ تیر روکنے ہیں۔ اور مکے والو
تم نے تیر مارنے ہیں۔ اور مدینے والو تم نے ڈھال کے ساتھ تیر روکنے ہیں۔ میرے نبی اب صحابہ کو
جنگ سکھانے لگے۔ کونین کے والی اتنا فرما کر مکے والوں میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ حضور نے
فرمایا مدینے والو میں مکے والوں کے ساتھ ہوں۔ نبی پاک نے فرمایا۔ مدینے والوں نے تیر
مارے۔ اب مدینے والے تیر نہیں مارتے۔ دوسری بار میرے آقا نے فرمایا کہ تیر مارو۔ مدینے والے
پھر تیر نہیں مارتے۔ تیسری بار میرے آقا نے فرمایا تیر مارو۔ مدینے والے صحابہ نے عرض کی کملی والے
محبوب اب تیر نہیں چلاتے میرے آقا نے فرمایا وجہ کیا ہے۔ عرض کی کملی والے محبوب آپ فرما رہے
ہو کہ میں مکے والوں کے ساتھ ہوں — اے محبوب جن کے ساتھ آپ ہو جائیں۔ ان کو کون
مار سکتا ہے — اللہ فرمایا والذین معہ وہ جو نبی کے ساتھ ہیں —
میں آپ کے سامنے جن کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ وہ کملی والے کے محبوب ہیں — تمام کے
تمام کملی والے کے محبوب کونین کے والی نے جب اعلان نبوت فرمایا۔ سرور کائنات کو جب
کافروں نے ستایا تو اللہ کریم نے فرمایا۔ محبوب ہجرت کر جاؤ — چلو مدینے کی طرف محبوبؐ۔
سرکار کائناتؐ نے ہجرت کی رات مولا علی شیر خدا کو بلا لیا۔ اے علی جی محبوبؐ۔ فرمایا میرے
بستر پر لیٹ جاؤ۔ جب شیر خدا لیٹنے لگے تو سرکار نے فرمایا۔ میں تو جا رہا ہوں مولا علی نے
عرض کی یارسول اللہ میں نے نہیں جانا۔ فرمایا دیکھو گھر میں ہیں کافروں کی امانتیں ہیں۔ صبح
کافروں کی امانتیں دے کر مدینے آ جانا — واہ مدینے کے تاجدار میں آپ کی امانت داری پر صدقے
جاؤں — نوجوانو — اپنے مقدر پر ناز کرو کہ اللہ نے نبی کی غلامی عطا فرمائی ہے۔ کافر ننگی تلواریں لے کر
اس نبی کو مارنے کیلئے آئے ہیں۔ کہ امانتیں بھی اسی نبی کے گھر میں رکھی ہیں۔ کافروں نے کہا کہ دشمن
اپنی جگہ پر ہے مگر امانت دار ہے۔ میرے آقا نے فرمایا علی امانتیں دے کر صبح مدینے آ جانا۔ شیر خدا
جب نبی اکرم کے بستر پر لیٹنے لگے تو فرمایا ذرا ٹھہر جا۔ فرمایا جب لیٹنے لگو گے اس طرح کر کے لیٹنا۔ جی ٹھیک

فرمایا جب رات کو کمبل اوڑھنا تو اس طرح کرے جی یا رسول اللہ۔ فرمایا جب رات کو کروٹ
بدلنا ہے تو اس طرح ۔ اس ادا سے تو بدلنا ۔ مولا علی نے ہاتھ باندھ لیے۔ تو عرض کی
یا رسول اللہ آپ اتنی تلقین فرما رہے ہو۔ میں نے کوئی پہلی مرتبہ سونا تھا ہے۔ پھر آقا نے فرمایا کہ پہلی
بار تو نہیں سونے لگا۔ مگر آج اپنے بستر پر نہیں ہے محمد کا بستر ہے ۔ (۴۱-۱۹)
فرمایا میرے بستر پر سونے لگے ہو۔ کافر ننگی تلواریں لے کر کھڑے ہوئے ہوں گے ۔ آج اس طرح سونا ہے ۔
سویا ہوا علی ہو اور نظر نبی اکرم ہو۔ اس ادا سے تو سونا ہے۔ مولا علی فرماتے ہیں اس طرح
سویا تھا کہ میری نیند میں دوبارہ زندگی میں وہ سکون نہیں آیا ۔ اس کے بعد ہر رات
جاگ کے گزری ہی ہے۔ مولا علی فرماتے ہیں جب میں رات کو لیٹتا ہوں۔ اور خیال آتا تھا۔
کہ اے علی اٹھو کہیں آج رات آخری رات نہ ہو۔ کہیں نیند میں نہ گزر جائے۔ اللہ کی یاد کریں۔
ساری رات یاد الہی میں گزر جاتی ۔ آج ننگی تلواریں لے کر کافر کھڑے ہیں ۔ اور مولا علی فرماتے
ہیں ۔ میں میٹھی نیند سوئے کیسے تو مولا علی نے فرمایا ۔ کہ مجھے موت کا یقین نہ تھا ۔ اور آج تو
یقین ہے کہ موت آئے گی ضرور۔ کافر ننگی تلواریں لے کر کھڑے ہیں ۔ مولا علی نے فرمایا لوگو۔ آج
پکا یقین ہے ۔ آج میں نے مرنا نہیں ہے ۔ اس واسطے آج رات نیند میں گزار دی ہے عرض
کی آپ کا کیا پالا ۔ آج تو دشمن بھی ننگی تلوار لے کر کھڑا ہے ۔ شیر خدا نے فرمایا لوگو۔ آج کہ مجھے موت
نہ آئے گی ۔ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے ۔ صبح امانتیں دے کر مدینے آ جانا ۔ فرمایا میرا ایمان ہے ۔ جب تک
مدینے نہ جاؤں اب موت بھی نہیں مار سکتی ۔ (۲۴-۳۶) اے لے پالا آج دشمن بھی
ننگی تلواریں لے کر سرہانے کھڑا ہے ۔ آج میں نہ مروں گا ۔ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے ۔ صبح
امانتیں دے کر مدینے آ جانا ۔ فرمایا میرا ایمان ہے ۔ جب تک مدینے نہ جاؤں اب موت
بھی نہیں مار سکتی ۔ کیونکہ سرکار نے فرمایا امانتیں دے کر صبح مدینے آ جانا ۔ علی شیر خدا
نبی کے بستر پر لیٹ گئے ۔ حفیظ جالندھری نے کیا کہا تھا ۔

حماقت سورۃ یسین کی کرتا ہوا نکلا

نعت خوان مولا علی کا ذکر بڑا کرتے ہیں ۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ علی کا ذکر کرنا عبادت
ہے ۔ اب سیدنا صدیق اکبر کا بھی ذکر کریں کیونکہ تیرہ پیروں کا پیر علی ہے اور صدیق علی
کا بھی پیر ہے ۔ کیونکہ مولا علی نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس
لیے صدیق کا ذکر کریں تو رب بڑا دیتا ہے ۔ جیسے نبی نے سورۃ یسین کی تلاوت کرتے

کافروں کو کنکریوں سے مارتے ہوئے۔ کافر سو گئے میرے نبی درمیان سے گزر گئے۔ ہجرت کی
رات سیدنا صدیق اکبر حضور کے پیچھے پیچھے چلتے چلتے آگے اچانک چلنا شروع کر دیتے۔ تھوڑی دیر چلنے
کے بعد صدیق اکبر سرکار کے دائیں طرف چلنا شروع کر دیتے۔ کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے
اور صدیق نبی کے گرد اس طرح چل رہے ہیں جیسے لوگ کعبے کا طواف کرتے ہیں۔ کونین کے
والی نے فرمایا اے ابوبکر کیا کر رہے ہو۔ عرض کی کملی والے محبوب پیچھے چلتے چلتے خیال آیا۔
کوئی دشمن میرے نبی کے آگے سے حملہ نہ کر دے۔ اے محبوب میں آپ کے آگے آگے چلنا شروع کر دیا۔
پھر خیال آیا کوئی دائیں طرف سے نہ آ جائے ——— سرکار نے فرمایا۔ اے ابوبکر آپ کو میری
فکر ہے اور خود کی فکر نہیں ہے۔ اے محبوب اپنی کیا فکر کروں میرے جیسے لاکھوں پیدا ہو جائیں
اور آپ سا جیسا تو اللہ نے کوئی دوسرا پیدا ہی نہیں کیا۔ میرے آقا نے سینے لگا لیا۔ فرمایا
اگر صدیق آپ کا عقیدہ ہے۔ کہ اگر میرے جیسا کوئی نہیں ہے۔ اے صدیق جا تیرے جیسا دنیا میں میرے
جیسا بھی کوئی نہیں ہے۔ افضل الخلق بعد الانبیاء خلیفہ بلا فصل۔ اگر نبیوں کے بعد
جس کا درجہ ہے وہ سیدنا صدیق اکبر ہے ——— اور چودہ سو سال کا سنیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبیوں
کے بعد اگر جس کا عقیدہ ہے وہ ابوبکر صدیق ہے۔ جب سیدنا صدیق اکبر نبی کو لے کے چلے تو۔
مکے کے بعد غار ثور آ گئی جب صدیق نے غار ثور کی طرف دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ ذرا میرے
کاندھوں پر تشریف لائیں۔ میرے نبی پاک جلدی جلدی صدیق کے کاندھوں پر تشریف
لے گئے۔ میرے نبی نے صدیق کو پیچھے سے سینے لگا لیا۔ کتنا حسین وجمیل نقشہ بنا۔
کہ سینہ نبی کا اور کندھا صدیق کی۔ اور سینہ صدیق کا اور ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ادھر
کندھا نبی کے سینے سے لگا ہے۔ اور سینہ صدیق کا نبی کے ہاتھوں سے لگا ہے۔ تب ہی میرے
نبی نے مدینے آ کر فرمایا۔ یہ ابوبکر ہنس رہا ہے۔ جو سینے میں تھا فرمایا اس کی کنجی مدینے کے
سرکار کے سینے کے ساتھ لگ چکی ہے۔ جو اللہ نے میرے سینے میں رکھا تھا۔ وہ میں نے صدیق کے
سینے میں رکھ دیا ہے۔ یہ وہ سلسلہ بٹا ہے۔ میرے نبی صدیق اکبر پر سوار ہو کر جب غار ثور کی
طرف چلے اور آج بھی غار ثور اور غار حرا کی طرف جاتے جاتے بڑے بڑے نوجوانوں کے چھکے پانی
پانی ہو جاتے ہیں ——— اور پانی کی بوتلیں ساتھ لے جا کر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پانی پیتے ہیں ——— اور
صدیق نبی کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر دوڑتے جا رہے ہیں۔ ادھر سرکار غار ثور کی طرف چلے اور
آ ادھر ابوجہل اپنی آنکھوں کو ملتے ملتے رہ گیا۔ تمام کافروں کو جگایا کہ کہیں محمد چلے تو نہیں گئے۔ (۲۸-۲۹)

ایک کہنے لگا کہ نہیں چوہدری صاحب وہ دیکھو اندر سو رہے ہیں ۔ ابوجہل تھوڑی دیر رکنے
کے بعد کہنے لگا ۔ اتنی دیر بھی سوئے تو نہیں ۔ یہ تو اٹھ کے تہجد کی نماز پڑھتے ہیں ۔ اچھا آدھی
رات ڈھل گئی ۔ ابھی تک اٹھے کیوں نہیں ۔ جاؤ جگا کے دیکھو جب جگایا تو ابوجہل دیکھ کر حیران
ہو گیا ۔ کہ سویا نبی تھا اور اٹھے علی رہے ہیں ۔ مولا علی کو بڑا غصے سے کہنے لگا کہ نبی کہاں ہیں ۔
تو مولا علی نے فرمایا کہ پہرہ تو تم دے رہے تھے ۔ اور پوچھ مجھ سے رہے ہو ۔ میں تو تم سے پوچھتا
ہوں کہ بتاؤ میرا نبی کہاں ہے ۔ ابوجہل کی دوڑیں لگ گئیں ۔ کھوجی آ گیا ۔ ابوجہل کہتا ہے
کہ محمد کو تلاش کرنا ہے جتنے پیسے لے گا انہیں دیں گے ۔ اس نے کہا یہ تو بات ہی کوئی نہیں ہے ۔ یہ
دروازے سے قدموں کے نشان جا رہے ہیں ۔ ابھی میں تلاش کر دیتا ہوں ۔ ابوجہل کہتا ہے ۔
کہ جلدی ڈھونڈ تھوڑی دور گئے تو کھوجی سر پکڑ کے بیٹھ گیا ۔ ابوجہل کہنے لگا کیا بات ہے ۔
کہنے لگا ۔ محمد سے ایک نکلا ہے ۔ یہاں دو ہو گئے ہیں ۔ ابوجہل کہتا ہے کہ چلو دونوں کو تلاش
کرو ۔ تھوڑا دور آئے تو وہ جہاں ابوبکر صدیق بھی کے اندر گھر رہے تھے ۔ وہاں آ کر کھوجی پھر
بیٹھ گیا ۔ ابوجہل نے کہا اب کیا ہوا ۔ پہلے ایک چلا تھا ۔ وہاں دو تھے ۔ اور اب یہاں ایک ہے ۔
ابوجہل کہنے لگا کہ چلو سارے تلاش کرو ۔ وہاں گئے جہاں ابوبکر صدیق نے نبی کو کاندھوں پر
اٹھا لیا ۔ کھوجی وہاں پھر بیٹھ گیا ۔ ابوجہل نے پوچھا کہ اب کیا ہوا ہے ۔ کہنے لگا ۔ محمد سے ایک نکلا ۔
پھر دو ہو گئے ۔ آگے کم ہو گئے یہاں پھر ایک رہ گیا ۔ ابوجہل کہنے لگا کہ چلو ایک ہی تلاش
کر دے ۔ تھوڑا سا پہاڑ پر چڑھے تو کھوجی پھر بیٹھ گیا ۔ ابوجہل نے کہا کہ اب کیا ہوا ۔ یہاں ایک
بھی نہیں ہے ۔ وہاں کھوجی بیٹھ گیا کہ ایک پھر کہاں گیا ۔ نبی میرا نبی نور ہے ۔ اور نور بڑا لطیف
ہوتا ہے ۔ دیکھو ہماری آنکھ میں نور ہے ۔ میں چشمہ اتار دوں آنکھ میں پھر بھی نور ہے بتاؤ اگر
ہے مگر جب میں نے چشمہ لگا لیا ۔ اور آنکھ کا نور اس شیشے میں سے گزر گیا ۔ ٹوٹا بھی
نہیں ۔ معلوم ہوا کہ آنکھ کا نور اتنا لطیف ہے کہ شیشے میں سے بھی گزر گیا ۔ اس
کو توڑتا نہیں ہے ۔ اگر انسانوں کی آنکھ کا نور اتنا لطیف ہے ۔ تو جو اللہ کا نور ہو ۔ وہ
کتنا لطیف ہو گا ۔ (طہ ـ 33) سب ہی صحابہ کیا فرماتے ہیں ۔ کہ جب نبی اکرم پتھر
پر چلتے ہیں تو قدموں کے نشان پتھر پر پڑ جاتے ہیں ۔ مگر جب ریت پر چلتے ہیں تو
پھر نشان نہیں پڑتے ۔ حالانکہ ریت پر نشان بننے چاہئیں لیکن پتھر پر نشان نہیں
بننے ۔ مگر حضور جب پتھر پر قدم رکھتے تھے تو پتھر پگھل جاتا ہے ۔ اور درمیان میں قدموں کے نشان

بن جاتے ہیں۔ جب ریت پر چلتے ہیں۔ تو حضور کے قدم شریف اتنے نازک ہیں۔ کہ ریت پر نشان نہیں بنتے۔ اتنا لطیف ہے میرا نبی ﷺ۔ کہ سورج اور چاند کی شعاعیں میرے نبی کے وجود میں سے گزر جاتی ہیں۔ تب ہی تو نبی کا سایہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ محبوب لطیف ہے نا۔ نور ہے نا۔ مگر جب حضرت ابوبکر صدیق نے نبی کو اٹھا لیا کاندھوں پر اس طرح جب نبی کے ساتھ صدیق لگے۔ تو صدیق بھی اتنے لطیف ہو گئے کہ محمد کو اٹھا کے چلتے ہیں۔ کہ قدموں کے نشان ہی نہیں بنتے۔ کھوجی بگڑ گیا کہنے لگا کہ یہاں تو ایک بھی نہیں ہے۔ اب غار کے دروازے کے آگے آ گئے۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں جو نبی کے ساتھ ہے۔ صدیق اکبر نے صفائی کی غار کی۔ اس کے اندر بڑا سانپ ہے۔ ایمان داری سے بتاؤں کہ سانپ اتنا پرانا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تقریر فرمائی، ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ﷺ۔ کہ اے لوگو جو میرے بعد جو نبی آنے والا ہے اس کا نام احمد ہوگا۔ یہ سانپ بھی سن رہا تھا۔ اس سانپ نے عرض کی یا اللہ مجھے اتنی دیر موت نہ آئے جب تک اس احمد کی زیارت نہ کر لوں۔ اللہ فرمایا کہ مکے کے پہاڑوں میں جا کر آرام کر ایک دن میرا محبوب آئے گا۔ اس سانپ کو ساڑھے پانچ سو سال ہو گئے۔ اس نے غار میں جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے دروازے بنا کر رکھے ہیں۔ اگر ایک بند ہو جائے۔ تو دوسرا دروازہ کھلا ہے۔ دوسرا بند ہو جائے تو تیسرا کھلا ہے۔ مگر وہاں ابوبکر صدیق ہے تجھ پر قربان جاؤں۔ تمام دروازے بند کر دیئے۔ اپنی قمیض اتار کر سوراخ بند کرتے کرتے قمیض ختم ہو گئی۔ دو سوراخ بچ گئے۔ دو سوراخوں پر اپنی ایڑیاں رکھ دیں۔ اس طرح کر کے گود کی بنا لی عرض کی یا رسول اللہ اندر تشریف لائیں۔ میرے آقا تشریف لا کر گود میں آرام فرما رہے ہیں۔

اور صدیق نے اپنی آنکھیں محبوب کے چہرے پر رکھ دیں۔

دے رج رج ویکھو اکھیو جے مڑ آ جانا قسمت دا۔ وہ جو سانپ ہے۔ جو اودر لدا غار سے نکل کر کبھی مکے کی طرف کبھی مدینے کی طرف منہ کرتا ہے۔ لیکن سانپ اور اور

کر کہتا ہے کہ سے کہ صدیوں بہت جدائی گزری یار نہیں مکھ دکھایا۔

مولا میرا یار ملن دا اجے ویلا خبر کیوں نہیں آیا۔ اب سانپ اور انتظار کرنے والا۔ آج جب دیکھا کہ سارے سوراخ بند ہو گئے۔ اس کی سانسوں میں نبی کی خوشبو آ رہی تھی۔ سانپ ہر سوراخ پر جاتا ہے۔ ہر سوراخ بند ہے۔ جب ابوبکر کی ایڑی

والی جگہ پر آ گیا اس نے آ کر اپنے لب لگائے۔ نرم جگہ نظر آئی سانپ نے ڈنگ لگایا۔ لوگ کہتے ہیں
کہ ڈنگ مارا ـــ مگر عاشق لوگ کہتے ہیں کہ سانپ کی کیا جرأت ہے کہ صدیق کو ڈنگ
لگائے۔ اس نے جب صدیق کا قدم دیکھا اور سانپ نے اپنے لب صدیق کے قدموں سے
سے لگائے۔ اس نے صدیق کے قدم کو بوسہ دیا ـــ اور بوسہ دے کر کہنے لگا کہ قدم ہٹاؤ۔
میں نے بھی نبی کی زیارت کرنی ہے۔ صدیق کے قدم چوم کر سانپ نے بتایا ہے۔ جب تک
صدیق کے قدم کو بوسہ نہیں دوں گا۔ مجھ کو زیارت نہیں ہو سکتی۔ (۳۴-۳۷) ؟
سانپ نے قدم کو بوسہ دیا ـــ ابوجہل غار کے باہر کھڑا ہے۔ جالا بھی تن دیا گیا اور
کبوتری نے انڈے بھی دیا دیئے ـــ

جب آئے غار کے دروازے کے پاس تو ابو بکر صدیق گھبرا گئے اور عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں ـــ آج تو پکڑے گئے۔ اور میرے نبی نے جواب ارشاد فرمایا۔ تو
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے صدیق فکر نہ کر۔ لا تحزن ان اللہ معنا۔
اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آؤ ہزاروں سال پیچھے چلو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
اپنی قوم کو مصر سے لے کر نکلے تو فرعون اپنا لشکر لے کر پیچھے آ گیا۔ آدھی رات ڈھل
چکی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکلے تو آگے سامنے دریائے نیل ہے
اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے۔ اللہ کے نبی موسیٰ کی امت گھبرا گئی۔ اور کہنے لگی اے موسیٰ
ہم پکڑے گئے۔ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا میری
قوم فکر نہ کرو۔ ان ربی معی ـــ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا گھبراؤ نہ میرا
اللہ میرے ساتھ ہے۔ جب سیدنا صدیق نے عرض کی کہ پکڑے گئے تو میرے آقا نے فرمایا
ان اللہ معنا ـــ فرمایا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ موسیٰ ہزاروں میں کھڑے ہو کر اللہ میرے
ساتھ ہے۔ نبی اکرم اکیلے صدیق کے ساتھ ہو کر فرما رہے ہیں کہ اللہ ہمارے ساتھ
ہے ـــ میرے کملی والے نے ارشاد فرمایا۔ صدیق فکر نہ کر جو میرے ساتھ ہو جاتا ہے۔
اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے ـــ (نقطہ)

موسیٰ ہزاروں میں کھڑے ہو کر فرما رہا ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ ان معی ربی ـــ پہلے اپنی بات
فرمائی پھر اللہ کی ـــ واہ مدینے کے تاجدار ـــ ان اللہ معنا ـــ اللہ ہمارے ساتھ ہے پہلے
اللہ پھر اپنی ـــ موسیٰ نے پہلے اپنی بات پھر اللہ کی ـــ میرے نبی نے پہلے اللہ کی پھر

اپنی بات ارشاد فرمائی ـــ ان اللہ معنا ۔ کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔ پھر کفار کو
معلوم ہوا کہ محمد جس کے ساتھ ہو اللہ اس کے ساتھ ہے ۔ والی دو جہان اور جو نبی کے
ساتھ ہو اللہ اس کا بھی ساتھی ہو جاتا ہے ۔ تو آئیے سنو ـــ میرے آقا غار سے نکلے ۔
تین دن اور تین رات صدیق نبی کی دل کھول کر زیارت کی ۔ نبی پاک غار سے
نکل کر مدینے کی طرف چلے ۔ ادھر مدینے والوں کو خبر ہو گئی کہ حضور تشریف لا رہے ہیں ۔
17 دن ہو گئے مدینے والوں کو نبی آخر الزماں کا انتظار کرتے ۔ ہر روز مدینہ طیبہ
سے کئی میل باہر آ کر لوگ اس راہ کی طرف دیکھتے ہیں جو راستہ مکے سے مدینے کی طرف
آتا ہے ۔ اور یوں کہتے ہیں ـــ

سے کر دیاں انتظار بڑی دیر ہو گئی   آ وی جا ہن تے یار بڑی دیر ہو گئی ۔
آ شہسوارا شہر یار راہواں تے ہاں کھڑے   ہنجواں دے لے کے ہار بڑی دیر ہو گئی ۔

راستے میں ایک عورت کے گھر گئے ۔ اس کا نام حضرت ام معبد ہے ۔ اس کی بکری کا دودھ
نہیں آ رہا تھا ۔ بوڑھی بکری کو میرے آقا نے دستِ رسالت لگا دیے ۔ اتنا بکری نے دودھ
دیا ۔ کہ عورت کے برتن ختم ہو گئے ۔ بکری کا دودھ ختم نہ ہوا ۔ میرے آقا نے خود بھی
نوش فرمایا اور ابو بکر کو بھی پلایا ۔ عورت کے برتن بھر گئے اور مدینے والے محبوب مدینے چلے
گئے ۔ عورت شام تک محبوب کی چال دیکھتی رہ گئی ـــ شام کو ابو معبد آئے ۔

سے اوہدے دند موتیاں دیاں ہین لڑیاں   اوہدے راہواں وچ حوراں رہن کھڑیاں ۔
اکھاں وچ ڈوری کالے سرمے دی دلداری   دلاں نوں انج کٹھدی محبوبی کٹاری ۔
جگر دل بند اے مائی آمنہ دا   بابل ہے اوہ پیاری فاطمہ دا ۔
قدمی شہنشاہ عالی گھرانہ   حسین و حسن دا لجپال نانا
زلیخا جے اوس نوں دیکھ لیندی   کدی نہ تکدی یوسف شاہی دے حسن تا ۔
سر دن منگل اوہ اپڑدا وچ مدینے   جھوٹے وڈے سارے میرے نبی نوں تکنے
مدینے شہر دا وچ رہن والا   خدا دے عرش تے جاون والا ۔

حضور علیہ السلام کے ایک صحابی تھے ۔ جب سفر پہ جانے لگے تو بیوی نے کہا ۔ کہ بکری کا دودھ
کون دوہے گا ۔ اس نے کہا کہ جب شام کا وقت آئے تو ڈول اور بکری حضور کی بارگاہ میں بھیج
دینا ۔ جب بیوی بکری اور ڈول حضور کی بارگاہ میں لے کر گئی تو میرے نبی نے ڈول بھر دیا ۔ اگلے دن

دوسرے دن دو۔ تیسرے دن تین۔ چوتھے دن چار۔ پانچویں دن پانچ ڈول بھر گئے۔ جب صحابی رسول ﷺ
اپنے گھر واپس آئے تو بکری کا دودھ دوہنے لگے تو ایک ڈول بھی نہ بھرا — حدیث پاک میں
ہے کہ بیوی قریب کھڑی ہو کر بڑے غصے سے کہنے لگی۔ کہ ہماری بکری کا خراب کر دیا ہے۔ صحابی نے
کہا کہ کیسے بیوی کہنے لگی کہ حضور تو روزانہ اپنے ڈول بھرتے تھے۔ اور تم سے تو ایک بھی نہ بھرا۔
تو صحابی نے جواب دیا۔ اللہ کے لئے ہاتھ بیوی کے سامنے فرمانے لگے۔ کہ میرے ہاتھ تو کوئی محمد
کے ہاتھوں جیسے ہیں — اور آج لوگ تو نبی جیسے بنتے ہیں نا — صحابی کا عقیدہ دیکھو۔
کہ بیوی کے سامنے ہاتھ کر کے کہنے لگے۔ کہ میرے ہاتھ کوئی نبی کے ہاتھوں جیسے ہیں —

سے اور پیارے محبوب اپنے ہتھ اگے — ہووے کافر جیہڑا وکھ آکھے —

عزیزان گرامی جب میرے نبی مدینہ طیبہ کے قریب آئے تو مدینے خبر ہو گئی کہ کملی والے تشریف لا
رہے ہیں۔ تو مدینے والوں نے اپنی اپنی گلیوں کو سجا لیا سب نے اپنے محلوں کو سجا لیا گھروں
کو سجا لیا۔ کہ آج کملی والے تشریف لا رہے ہیں — لوگ اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر
حدیث پاک میں آتا ہے۔ مدینے کی گلیوں میں رونقیں لگ گئیں — ہر سردار مدینے کا۔
بچی کہہ رہی اور معصوموں کی بانگ پکڑ رہا ہے۔ اور عرض کر رہے ہیں۔ بچی کا ایک دوڑ کے بچوں نے
مبارک باد دی کہ دیکھو ہمارا کملی والا آ گیا۔ ادھر کملی والے مدینے کی گلیوں میں آئے۔ اور تمام مدینے
والے سردار باری باری عرض کرتے ہیں کہ اے محبوب آج میرا مہمان بن جا۔ اے محبوب میری حویلی حاضر
ہے۔ میری کوٹھی حاضر ہے۔ میری زمینیں حاضر ہیں۔ اے محبوب آپ اور آپ کے غلام میرے گھر کی زینت بن
جائیں۔ اے محبوب جتنے جانور ہیں میرا گھر حاضر ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کا یقین ہے۔ کہ یہ محبوب جس کے
گھر میں آ گئے تو فرشتوں نے اس کے گھر میں ڈیرہ لگا دینا ہے۔ اور فرشتے ہمیں جھک جھک کر
سجدہ کریں گے۔ میرے آقا محلوں سے گزر رہے ہیں۔ لوگ کہہ رہے ہیں سے

سے کدی آؤ نمانیاں دے ویہڑے یا رسول اللہ ﷺ

اور یقین ہے کہ ہم حضور کا تبسم کیا ہی اکھا رہے ہیں۔ واللہ المعطی وانما انا قاسم کے تحت میرے شیخ پیر و
مرشد تاجدار گولڑہ شریف فرماتے ہیں۔ کہ بھٹ پیا وہ سونا جو کناں نوں کھاوے۔ اور کیا کرنی
ہے وہ زبان جو کھائے محمد کا اور محمد کی نعت نہ پڑھے۔

سے کدی آؤ نمانیاں دے ویہڑے یا رسول اللہ ... گنہگاراں نے تیرے راہ ملے یا رسول اللہ ﷺ۔

کملی والے مدینہ طیبہ کی گلیوں سے گزر رہے ہیں۔ آسمان والو۔ یہ میرا یثرب ہے۔ جہاں میرے نبی کے قدم

لگ گئے۔ اتنی بڑی بستی یثرب کی مدینۃ المنورہ بن گئی۔ جہاں نبی کے قدم لگ جائیں یثرب بھی مدینہ منورہ بن جاتا ہے۔ جیسا وہی نبی کا قدم ایمان والے کی قبر میں لگ گیا۔ تو قبر کتنی منور ہو جائے گی۔ میرے آقا مدینے کی گلیوں سے گزر رہے ہیں۔ جس محلے سے میرے آقا گزر جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے چہرے مرجھا جاتے ہیں۔ کملی والے ہمارے مہمان نہیں بنے — اور میرے آقا فرما رہے ہیں کہ میری سواری کو چھوڑ دو۔ یہ مامورہ من اللہ ہے۔ اس کو اللہ کا حکم ہے کہ کہاں جا کر بیٹھنا ہے۔ میرے آقا کی سواری چلتی جا رہی ہے۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ کدی آؤ ہمارے یہاں دے محلے یا رسول اللہ۔ فرق تو یہ بھی ہے۔ کہ یہ الفاظ وہ نہیں کہہ رہا — اس نے اپنے گھر کا کونے میں سر رکھا ہوا ہے۔ علامہ کاشفی فرماتے ہیں — اور رو کر کہہ رہا تھا — کہ میرے گھر دی کدی آؤ یا رسول اللہ — میرا گھر روشن ہووے۔ وہ اپنے گھر کے کونے میں سجدے میں پڑا ہے۔ کہتا ہے کہ اے محبوب صدیق ابوبکر جیسا نہیں ہے۔ عدل عمر فاروق جیسا نہیں ہے۔ حیا عثمان والی نہیں — میرے پاس شجاعت علی والی نہیں — میرا عشق بھی بلال جیسا نہیں ہے۔ میرا انتظار اویس والا نہیں ہے — میرے گھر دی آؤ میرا گھر روشن ہووے۔ وچھا دلوں میں دل اپنا ہے آمد آپ دی ہووے

میاں محمد بخش فرماتے ہیں —

آویں آویں نہ چر لاویں تے میں جان تیرے توں واری

توں ایں جان ایمان دے تن دا بن میں کس کاری —

یہ سجدے میں رو رہا ہے۔ بنو نجار کا محلہ میرے نبی کے ننھیال کا محلہ ہے۔ میرے آقا کی سواری چلتی چلتی جب بنو نجار کے محلے میں آئی سرکار کی اونٹنی قصویٰ آگے ابوایوب الانصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی — لوگوں نے دروازہ پر دستک دی — ابوایوب باہر آؤ۔ نبی محبوب مہمان بن کے آئے ہیں۔ جس کے گھر نئی گاڑی آ جائے — اس کو کتنی خوشی ہوتی ہے۔ اور جس کے گھر میں نبی آ جائے — اور جس کو معلوم ہو جائے کہ میرے گھر کملی والے آئے ہیں — گھر میں رشتہ دار آ جائے تو کتنی خوشی ہوتی ہے۔ اور اگر کملی والا آ جائے — وہ اندر کمرے میں رو رہا ہے — میرے گھر دی کدی آوے —

محبوب سائیں میرے آجا ہو روکے نہ مر جاواں — جب ہنجواں دے وچ چلیا توں آویں تے تر جاواں —

اے ابوایوب باہر آؤ نبی آئے ہیں — اس کی دوڑیں لگ گئی۔ جب ابوایوب نے دیکھا کہ نبی کریم قصویٰ پر تشریف فرما ہیں۔ نبی کا سامان اٹھا کر دوڑ گئے — سرداران مدینہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ ہمارے گھر تشریف لاؤ۔ تو میرے نبی پاک نے فرمایا — کہ مسافر ادھر ہی جاتا ہے جدھر اس کا سامان جاتا ہے۔ میرے نبی نے سب کی آوازوں کو بند کر دیا — کہ میں تو ابوایوب الانصاری کا مہمان ہوں۔

جب گھر آئے تو ڈبل سٹوری مکان تھا آپ کا ۔ دو منزلہ ۔ جب رات ہوئی تو دونوں میاں بیوی حضور کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اوپر والی منزل میں چلے جائیں اور ہم نیچے والی منزل میں رہتے ہیں ۔ حضور ؐ نے فرمایا تمہاری محبت اپنی جگہ مگر لوگ مجھ سے ملاقات کو آتے ہیں زیارت کرنے آتے ہیں ۔ تمہیں بھی تکلیف ہوگی اور مجھے بھی تکلیف ہوگی ۔ اور آنے والوں کو بھی ۔ اس لئے ہم نیچے والی جگہ منزل میں ٹھیک ہیں ۔ اور تم اوپر ہی رہو گے ۔ الامر فوق الادب کہ ادب سے حکم اوپر ہوتا ہے ۔ اب ادب کو تھا ۔ مگر جب حضور نے حکم ارشاد فرمایا تو میاں بیوی اوپر والی منزل پر چلے گئے ۔ اور نبی کریم ؐ نیچے والی منزل میں رہنے لگے ۔ ہر وقت یہی خیال ہے کہ کملی والے نیچے ہیں اور ہم اوپر ہیں ۔ پہلی رات آئی تو دونوں میاں بیوی بیٹھے ہیں ۔ اچانک پانی کا گھڑا گر کر ٹوٹ گیا ۔ پانی بہہ رہا ہے دونوں میاں بیوی نے پانی کی طرف دیکھا ۔ سردی کی رات تھی ۔ صرف ایک رضائی گھر کے اندر ہے ۔ ابو ایوب نے دوڑ کر رضائی اٹھائی ۔ اس پانی پر رکھ دی ۔ رضائی نے سارا پانی جذب کر لیا ۔ ساری رات میاں بیوی نے کمرے کے کونے میں رات گزاری ۔ کہ کہیں پانی نیچے نہ چلا جائے ۔ نبی کریم ؐ کو تکلیف نہ ہوگی ۔

ادب بنی تھیں مومن ہوئے بے ادب سداون کمینے ۔

باجھ ادب دے بخشش ناہیں کھالو بھن ہم سیے وچ مسد بنے ۔

ساری رات سردی میں گزار دی ۔ کھانا بنا کر ام ایوب نے حضور کی بارگاہ میں ۔ تو حضور نے جتنا کھانا کھانا تھا ۔ کھا کر بھیج دیا واپس ۔ ابو ایوب اور بیوی اور ان کے بچے وہاں وہاں سے کھاتے ہیں جہاں جہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے ۔ ایک دن گھر آئے تو بیوی بڑی پریشان بیٹھی ہے فرماتے ہیں کیا بات ہے ۔ تو بیوی نے عرض کی کہ حضور ؐ آج کھانا نہیں کھایا ۔ بڑے پریشان حضور کی بارگاہ میں دوڑ کر آئے ۔ کہ یا رسول اللہ کوئی غلطی ہو گئی ہے ۔ اور روتے عرض کی یا رسول اللہ کون سا گناہ ہو گیا ہے ۔ نبی پاک ؐ نے فرمایا ابو ایوب کیا ہوا ۔ عرض کی یا رسول اللہ آج آپ نے کھانا نہیں کھایا ۔ میرے آقا نے فرمایا کہ آپ نے سالن میں لہسن ڈالا ہے ۔ میں لہسن نہیں کھاتا ۔ عرض کی یا رسول اللہ کیا لہسن حرام ہے ۔ فرمایا حرام نہیں لہسن میں سے بو آتی ہے ۔ اس لئے میرے پاس فرشتے آتے ہیں ۔ انہیں لہسن کی مہک نہ آئے ۔ عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ کو پسند نہیں ہے تو ہمیں بھی پسند نہیں ہے ۔ انگوٹھی سونے کی پہن کر ایک صحابی آ کر نبی کے قریب بیٹھے ہیں ۔ کملی والے بار بار

انگوٹھی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور نبی پاک کا چہرہ اقدس غصے سے سرخ ہو گیا۔ سونے
کی انگوٹھی صحابی نے پہنی ہے کیونکہ سونا مرد پر حرام ہے۔ آج کل نوجوان سونے کی انگوٹھیاں بڑے
شوق سے پہنتے ہیں۔ اور گلے میں چین ڈالتے ہیں۔ نبی پاک نے لوہا، سونا، پیتل وغیرہ
پہننا منع فرمایا ہے۔ اور چاندی کی خاص مقدار میں حلال ہے اور حضور نے فرمایا کہ دوزخیوں کا زیور
ہے۔ اور ہم بڑے شوق سے کڑے پہنتے ہو کر میں داتا صاحب سے شہباز قلندر سے منگوایا ہے
اور مدینے سے بھی آئے تو نہیں پہننا ہے کیونکہ مدینے والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار
دیا ہے۔ داتا صاحب کے دربار سے کڑا پہننا اس سے نجات نہ ہوگی۔ بلکہ نجات اس وقت
ہوگی جب داتا علی ہجویری کی سنت پر عمل ہوگا۔

میرے نبی نے سونے کی انگوٹھی صحابی کے ہاتھ میں دیکھی تو غصے کے آثار ہیں۔ صحابی نے انگوٹھی
اتار کر دور پھینک دی۔ سیمیں نبی خوش ہو گئے۔ سرکار جب چلے گئے تو دوسرے صحابی اٹھ کر چلے گئے۔
دوسرے صحابی نے کہا کہ اسے پکڑ لو یہ سونے کی ہے۔ اس کو فروخت کر کے کوئی اور چیز لے لو۔ انگوٹھی
کی طرف نہ دیکھا۔ فرمایا محبوب کو پسند نہیں ہے تو مجھے کیوں پسند ہے۔

میرے نبی مدینے کی گلی سے گزرے تو ڈبل منزلہ مکان بن رہا تھا۔ سرکار نے دیکھ کر فرمایا یہ کس کا ہے
عرض کی یہ فلاں صحابی کا ہے۔ سرکار بڑے غصے میں ہیں کہ صحابہ دنیا دار ہو رہے ہیں۔ اس
لئے مکان بنا رہے ہیں۔ کسی نے صحابی کو خبر دی کہ کملی والے محبوب مکان کو دیکھ کر ناراض ہو رہے ہیں۔
وہ صحابی اپنے مکان کے قریب آئے۔ اور ان مستریوں سے فرمایا کہ اسے گرا دو۔ انہوں نے عرض کی
حضور اپنے شوق سے ڈبل منزلہ مکان بنوایا ہے۔ فرمایا میرے محبوب کو پسند نہیں ہے تو ایسے
اگر کوئی اپنا بھلا چاہتا ہے۔ آپ سے چاہے جس کو خدا چاہتا ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری کا اصل نام خالد بن زید ہے۔ جان کا ہند بھی کہتا ہے۔ زبیر ادیب ہے۔
حضرت ابو ایوب انصاری وہ شخصیت ہیں کہ اللہ کے رسول کا مہمان ان کے گھر میں پانچ یا چھ
ماہ رہے ہیں۔ اور ان لوگوں نے حق مہمان نوازی کا ادا کر دیا۔ نبی کریم کا مہمان آیا تو سرکار نے فرمایا
میرے صحابہ میرے مہمان کو کون کھانا کھلائے گا۔ سارے صحابہ کے چہرے غم زدہ ہو گئے۔ کیونکہ کسی کے گھر میں
کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ صحابی ابو طلحہ اٹھ کے کھڑے ہو گئے۔ ان کے گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی
نہیں ہے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کا مہمان آج میرا مہمان ہوگا۔ گھر لے گئے۔ اور بیوی کو جا کر
فرمایا کہ کچھ کھانے کے لئے ہے کہنے لگی ایک بندے کا کھانا ہے۔ میں نے ابھی نہیں کھایا آپ نے بھی نہیں کھایا اور دو بچوں کا

نے بھی نہیں کھایا۔ آپ نے فرمایا بچوں کا خیر ہے۔ یہ نبی پاک ﷺ کا مہمان ہے۔ مہمان کو بٹھا کر کھانا دسترخوان میں رکھ دیا۔ میاں بیوی بھی قریب بیٹھ گئے۔ جب کھانا شروع کیا۔ تو صاحب نے بیوی کو اشارہ کیا۔ کہ چراغ کو بجھا دو۔ بیوی نے چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجھا دیا۔ مہمان کھانا کھا رہا تھا۔ حضرت ابو طلحہ اس طرح کی ادائیں کر رہے تھے۔ کہ مہمان کو ایسے لگ رہا تھا۔ کہ یہ بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ اور کھانا کھایا نہیں۔ سب سے بعد سارا کھانا مہمان نے کھایا ہے۔ بیوی نے چراغ جلا دیا۔ صبح اٹھ کے جب حضور کی بارگاہ میں آئے۔ تو نبی پاک نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ رات تم نے وہ ادا کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عرش اس ادا پر اتنا خوش ہے۔ کہ تم زمین پر اس طرح کی ادا کر رہا تھا۔ اور اللہ عرش پر تجھ پر ناز کر رہا تھا۔ تو نوجوانوں جو صاحب نبی کے مہمان کا اتنا خیال رکھتے ہیں۔ اور جس کا مہمان بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گا۔

والذین معہ للہ جو نبی کے ساتھ ہو گئے۔

نال کسنگی سنگ نہ کریئے کل نوں لاج نہ لائیے ہو

تمے کوڑی تے بوز نہیں کھندے بھانویں توڑ مکے لے جائیے ہو۔

کانواں دے بچے کدی ہنس نہیں تھیندے بھانویں موتیاں چوگ چگائیے ہو۔

کوڑے کھوہ کدی مٹھے نہیں تھیندے بھانویں سے منا کھنڈ پائیے ہو۔

جس کے ساتھ دوستی نہیں کرنی چاہیئے۔ والذین معہ کے اچھے بندے کے ساتھ ہو جا۔ حالئے فروخت کرنے والا فروخت کر رہا تھا۔ اور اس نے آواز لگائی۔ سنگترے لے لو۔ اللہ والے کے کانوں میں آواز آئی۔ چیخ مار کے بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں کو کہا کہ جاؤ اسے تلاش کرو۔ جو سنگترے فروخت کر رہا تھا۔ جب وہ آیا تو اس کو بلا کر فرمایا۔ وہی بولی بول جو بول رہا تھا۔ اس نے عرض کی کہ میں تو کہہ رہا تھا کہ سنگترے لے لو۔ آپ پھر بے ہوش ہو گئے۔ مریدوں نے عرض کی۔ کہ وہ کہہ رہا ہے سنگترے لے لو۔ فرمایا اس کی بات پر بھی غور کرو۔ کہ سنگ تر لے لو۔ کہ جو کسی کے ساتھ ہو جاتے ہیں وہی تر جاتے ہیں۔ والذین معہ وہ جو سنگ لگ گئے۔ وہ جو نبی کے ساتھ ہو گئے۔ ان میں ایک امیر حمزہ بھی ہیں۔ ابھی ایمان نہیں لائے۔ شکار کا بڑا شوقین تھے۔ نبی کریم کے چچا ہیں۔ حضور کی خالہ کے بیٹے بھائی بھی لگتے ہیں۔ کیونکہ حضرت آمنہ کے چچے کی بیٹی کی شادی حضرت عبدالمطلب کے ساتھ ہوئی تھی اور ثوبیہ نے حضور کو دودھ بھی پلایا ہے۔ اور امیر حمزہ کو بھی دودھ پلایا ہے۔ اس طرح امیر حمزہ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی لگتے ہیں (14-15-01)

کو دین کے والی نے جب اعلان نبوت فرمایا۔ ابھی حمزہ نے کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ ابو جہل نے

سرکار کو بہت مارا ــــــ جب حضرت حمزہؓ نے اعلان کیا کہ اب میں نے محمد کا کلمہ پڑھ لیا

ہے۔ میں اس کے ساتھ کا ہو گیا ہوں۔ اور کہیے ــــــ آواز آئی اگر آپ محمد کے ساتھ ہو گئے ہیں

تو ہم آپ کے ساتھ ہو گئے ہیں ــــــ فرشتے

حضرت خدیجہؓ الکبریٰ نے 25 سال گزارے سرکار کے ساتھ۔ اور آخری وقت

کی وصیت سرکار کی بارگاہ میں۔ (1) آخری بار زیارت لینا۔ (2) بخشش کی دعا.

کرنا۔ شہادت کو تبدیل کرنا (3) 25 سال کی خدمت میں کمی ــــــ (4) حضرت فاطمہ کی

وصیت کی ــــــ (5) اپنی چادر عطا فرمانا ــــــ

۲۰۲۲
۱۱-۸
۱۲-۱-۱۴۴۴ بروز جمعرات
(۴-۲۹-pm)

۴۵۔ سیدنا صدیق اکبر تاجدار صداقت رضی

۲۸۶ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار ——— حضور تاجدار صداقت

خلیفہ بلافصل امیر المومنین اسلام کے پودے پر جب پہلی بہار آئی اور اسلام کے پودے کا جو پہلا پھول کھلا۔ اس کا نام ابو بکر تھا۔ اس آیت کریمہ کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا محمد رسول اللہ۔ والذین معہ۔ وہ جو میرے نبی کے ساتھ ہیں۔ اشداء علی الکفار کفار پر بڑے سخت ہیں۔ رحماء بینھم آپس میں بڑے رحمدل ہیں۔ تراھم رکعا سجدا۔ جب بھی دیکھو گے۔ ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہیں۔ یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ اپنے رب کی رضا اور فضل کی تلاش میں ہیں ——— یہ آیت پاک صحابہ کرام کی فضیلت پر جامع آیت ہے۔ ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا محمد رسول اللہ ——— اللہ نے اپنے محبوب کا اسم گرامی اتنا حسین و جمیل رکھا ہے۔ حضور علیہ السلام کے اسم گرامی میں پہلی میم ہے۔ اور آخر میں دال ہے۔ معلوم کیا بار اللہ اپنے محبوب کا اسم گرامی محمد کیوں رکھا۔ فرمایا اوپر میم اور نیچے دال ہے۔ کائنات کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کی میم مولا سے ملی ہے۔ دال دنیا سے ملی ہے۔ یہ وہ محمد ہے جو مولا سے لیتا ہے اور دنیا کو تقسیم کرتا ہے۔ فرمایا محمد رسول اللہ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ وہی جملہ ہے جو کلمہ طیبہ کا ہے۔ دوسرا جملہ ہے ——— کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جب کلمہ طیبہ پڑھیں ادھر بھی اللہ ہے۔ اور آخر میں بھی اللہ ہے۔ درمیان میں محمد رسول یا اللہ رکھ دیا ہے فرمایا۔ کملی والے محبوب آپ کا دشمن ادھر سے آئے یا ادھر سے آئے۔ محبوب آپ تک نہیں پہنچے گا۔

محمد رسول اللہ۔ فرمایا محمد اللہ کے رسول ہیں۔ محمد۔ یہ اسم تفضیل کا اسم مفعول ہے۔ محمد کا معنیٰ ہے کہ محمد اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس کی جگہ بھی صفت کرے اور رب بھی صفت کرے۔ اللہ نے محبوب کے نام سے کر اس آیت کریمہ کا آغاز فرمایا ——— جس کے نام کی اتنی عظمتیں ہیں۔ اس کی ذات کی کتنی عظمتیں ہیں ——— جب اپنے محبوب کی باری آئی تو فرمایا محمد رسول اللہ۔ انبیاء تو اور بھی بڑے ہیں۔ رسول تو اور بھی بڑے ہیں ——— ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے۔ کوئی انسان مسلمان ایک نبی کا بھی انکار کرے۔ تو مسلمان نہیں رہتا وہ کافر ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی ایمان والا کسی نبی کا بھی انکار کرے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ایمان کے دائرے سے خارج ہو جاتا ہے۔ محمد رسول اللہ ہیں وہ رسول ہیں کہ رسولوں میں سے کوئی محمد کا انکار کرے تو وہ رسولوں سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ حضور نے جب فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر اعلان نبوت فرمایا ——— یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اے دنیا والو میں اللہ کا رسول ہوں ——— کوئی نبی ایسا نہیں جو اللہ کا نبی نہیں ہے۔ کوئی ایسا رسول نہیں جو اللہ کا رسول نہیں

جب آدم کی باری آئی۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آدم صفی اللہ ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں ——
دیگر انبیاء کا ذکر —— جب اللہ کے محبوب کی باری آئی تو اللہ نے فرمایا۔ محمد رسول اللہ۔ عرض کی
یا اللہ اپنے محبوب کی باری اس طرح کیوں ارشاد فرمایا۔ کونین کے تاجدار نے وضاحت فرمائی۔ کوئی
نبی کسی ملک کا نبی —— جب اللہ کے محبوب کی باری آئی تو اللہ نے فرمایا محمد رسول اللہ۔ فرمایا یہ
رسولوں میں سے وہ رسول ہے۔ جو ملک کا نبی رسول ہے اللہ رب کا نبی رسول ہے۔ اس کے بعد اللہ نے
ارشاد فرمایا۔ والذین معہ۔ وہ جو نبی کے ساتھ ہے۔ وہ کافروں پر سخت ہے۔ اس سے مراد عمر فاروق
ہے۔ فرمایا رحماء بینھم آپس میں رحم دل ہیں اس سے مراد عثمان غنی ہیں۔ تراھم رکعا سجدا۔
جن کے ماتھوں پر سجدوں کے نشان ہیں۔ اس سے مراد مولا علی ہے۔ نوجوانو کملی والا پہلے
رکھ لیا۔ ابوبکر عمر عثمان علی بعد میں رکھ لیے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نبی کے چار یار ہیں۔ ان
چاروں میں کملی والا آئے تو پنجتن بنتا ہے۔ لوگوں کے پاس ایک پنجتن پاک ہیں وہ بھی ہمارے ہیں۔
اور ہم کو رب نے دو پنجتن پاک عطا فرمائے ہیں۔ سیدہ فاطمہ۔ مولا علی۔ امام حسن امام حسین۔
ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی —— اللہ نے پہلے اپنے محبوب کا نام لیا پھر نبی کے چار یاروں کا نام لیا
یہ بھی یاد رکھو۔ کہ اللہ نے صرف ایک آیت پاک میں ہی بس ہے کہ اللہ نے اپنے چار یاروں کا ذکر فرمایا
ہے۔ تو آئیے دوسری آیت پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا والعصر ان
الانسان لفی خسر الا الذین امنوا —— بالصبر ۃ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب مجھے آپ کے زمانے کی
قسم ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کریم نے ارشاد فرمایا۔ ان الانسان لفی خسر ۃ۔ فرمایا بے شک انسان
نقصان میں ہے۔ علماء نے فرمایا۔ کہ زمانہ سے مراد کملی والے کا زمانہ ہے۔ وہ جو نقصان میں ہے اس
مراد ابوجہل ہے۔ الا الذین امنوا اس سے مراد ابوبکر صدیق ہے۔ وعملو الصلحت اس
مراد عمر فاروق ہے۔ وتواصوا بالحق اس سے مراد عثمان غنی ہے وتواصوا بالصبر اس سے مراد مولا علی
ہے۔ مقدم ہو گیا۔ کہ جو نبی کے ساتھ ہو جائے۔ اللہ اس کو پاک کر دیتا ہے۔ (۱۸-۲۶)
اللہ نے فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ۔ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ جو نبی کے ساتھ ہیں۔ جو
بچپن میں بھی نبی کے ساتھ ہے۔ جوانی۔ ہر مقام میں نبی کے ساتھ ہے۔ غار مزار میں نبی کے ساتھ ہے۔
حشر میں بھی نبی کے ساتھ ہے۔ ویسے تو نبی کا ساتھ بہتوں نے دیا ہے۔ جو جہاں سے ہر دین کے نبی کے ساتھ ہے
اس کا نام صدیق ہے۔ مولا علی کی کتنی شان ہے۔ حضرت عثمان غنی کی کتنی شان ہے۔ عثمان ہے جن
کے گھر میں نبی کی بیٹی ہے۔ علی وہ ہے جو دولہا بن کر نبی کے گھر میں آئے۔ تو عمر نے دل گرا کر اس کی کشتی

شان ہوگی۔ جو نبی کے گھر میں دولہا بن کے آئے۔ اور اس کی کشتی سے نہ ہوگی جس کے گھر میں
دولہا بن کے کملی والا آرہا ہے۔ جس کی بیٹیاں رسول اللہ کے گھر میں گھر کی زینت بن کے آئے۔
اللہ کے نبی محبوب کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حضرت یوسف بڑی شان کے مالک
ہیں۔ یہ کریم بن کریم بن کریم ہیں۔ چار پشتیں انبیاء کی۔ تو صدیق اکبر کی چار پشتیں
درجہ صحابیت میں ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کی جماعت میں اگر کوئی صدیق ہے
وہ آپ بھی نبی کا صحابی ہے۔ بیٹا بھی نبی کا صحابی ہے۔ پوتا بھی نبی کا صحابی ہے۔ پڑپوتا بھی نبی کا صحابی
ہے۔ کون صدیق جو نبی کے ساتھ ہے۔ کون صدیق جو حق پر ہے وہ سیرت میں بھی اعلیٰ ہے۔
صورت میں بھی اعلیٰ ہے۔ وہ سخاوت میں بھی اعلیٰ ہے۔ وہ عشق رسول میں بھی اعلیٰ ہے۔
حضرت ابوبکر صدیق کی والدہ فرماتی ہیں کہ اللہ نے اولاد تو مجھے بڑی عطا فرمائی۔ مگر چھوٹی عمر
میں ہی بیٹے فوت ہو جاتے رہے۔ والدہ آدھی رات کے وقت کعبے آگئی۔ اور ہر در کو پکڑ کر
دعا کی کہ یا اللہ بیٹے تو دیتے ہیں۔ مگر واپس لے لیتے ہیں۔ اے اللہ میں تو اور کچھ نہیں
مانگتی ہی مگر ایک بیٹا سا دیا۔ مگر لمبی عمر والا عطا کر دے۔ (۲۵ – ۲۴) تو آواز قدرت آئی
کہ مجھ سے مانگنے والی زندہ ایک لمبی عمر والا بچہ مانگ رہی ہے۔ تو ہم تمہیں ایک لمبی عمر والا بیٹا
دیں گے جس کا نام صدیق اکبر ہوگا۔ جب تک کائنات میں صبح رہے گا۔ اور اس وقت تک
صدیق سچا رہے گا۔ اور حضور علیہ السلام نے مزار میں اپنے ساتھ رکھ لیا۔ کہ اگر محمد
زندہ ہے تو ساتھ والا بھی زندہ ہے۔ وہ بھی زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے
ومن یطع اللہ والرسول ـــــ حسن اولئک رفیقا۔ اللہ تعالیٰ نے جب لوگوں کی عظمتوں کی
ترکیب بیان فرمائی ـــ من النبیین فرمایا پہلے انبیاء کا نمبر ہے۔ والصدیقین فرمایا دوسرا نمبر صدیق
کا ہے۔ تیسرا والشہداء۔ والصالحین۔ جب شہیدوں کی باری آئی تو اللہ نے فرمایا ولا تقولوا ـــ
لمن یقتل ـــ اللہ نے فرمایا کہ شہیدوں کو مردہ کہنا ـــ فرمایا شہید زندہ ہے۔ ایمان سے بتاؤ۔
جو تیسرے نمبر پر ہے وہ شہید زندہ ہے۔ اور جو پہلے نمبر پر ہے کہ دوسرے نمبر صدیق ہے۔ کیا وہ بھی زندہ ہے
معلوم ہوا کہ جب شہید زندہ ہے تو صدیق بدرجہ اولیٰ زندہ ہے۔ ابوبکر کی والدہ کو آواز دے کر فرمایا
کہ ہم آپ کو ایسا لعل دیں گے کہ نام اس کا صدیق ہوگا۔ جب تک صبح زندہ رہے گا۔ اور سچا بھی
زندہ رہے گا۔ عارف کھڑی نے فرمایا ہے

سک پتراں دی ڈاہڈی ہوندی آکھن لوک سیانے + ایہہ میوہ نصیباں والا لگیا کر کر عذر بہانے۔

رب هب لي من الصالحين ٥ ۔ جب ابوبکر صدیق اپنی ماں کی گود میں تشریف لائے ۔ تو
حضرت ابوبکر صدیق کے والد ابوقحافہ جب ایک دن بت خانے لے کر گئے ۔ تو کہنے لگے کہ اے بیٹا
یہ تیرا خدا ہے اس کو سجدہ کیا کرو ۔ جب تجھے کوئی چیز کی ضرورت ہو تو اس سے آ کر مانگ
لیا کر ۔ اتنا کہہ کر آپ کے والد بت خانے سے باہر گئے ۔ ابوبکر صدیق بت کے سامنے کھڑے
ہو گئے ۔ اور فرمایا اگر تو میرا خدا ہے ۔ تو مجھے بھوک لگی ہے کھانا کھلا ۔ مجھے کپڑا سا کر دے ۔
وہ بت جب نہ بولا تو ابوبکر نے زور سے تھپیڑ لگایا ۔ بت زمین پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ۔ والد نے
بت کے گرنے کی آواز سنی ۔ تھپیڑ مارا اور گھر لا کر ماں کی گود میں رکھا ۔ کہنے لگے اپنے بیٹے کو
سنبھال لے ۔ میرے معبود کو مارتا ہے والدہ کہنے لگی کہ اے ابوقحافہ اس کو مارنا نہیں ۔ یہ تو دنیا پر
آ گیا ہے ۔ میرے بیٹے نے کسی بت کو سجدہ نہیں کرنا ۔ اے ابوقحافہ جب یہ بیٹا میرے بطن میں تھا ۔
میں جب کسی بت کو سجدہ کرنے لگتی تھی ۔ یہ میرے پیٹ میں تکلیف کر دیتا تھا ۔ جو جب نہیں جھکنے دیتا
تھا ۔ خود کیسے جھک سکتا ہے

والذین معہ ــــ آقا علیہ السلام کا بچپن کا ساتھی ہے ۔ ایک دفعہ ابوبکر صدیق تجارت کرنے کیلئے ملک
شام جا رہے تھے ۔ تو دوران سفر رات کو دشت طوفان آندھی بارش ہے ۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے
اپنے غلام سے فرمایا کہ کہیں رات گزارنے کیلئے جگہ مل جائے ۔ تو اس غلام نے عرض کی حضور اس جنگل
کے کنارے پر عیسائیوں کا گرجا ہے ۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں چلتا ہوں ۔ آدھی رات کے وقت گرجے
کے دروازے پر دستک دی تو گرجے کا پادری باہر آیا ۔ اس نے کہا کہ کون ہو ۔ آپ نے فرمایا کہ ہم
مسافر ہیں ۔ رات بسر کرنا چاہتے ہیں ــــ ابوبکر صدیق کا غلام کہنے لگا کہ اس پادری کی عمر تین سو
سال کی ہے ۔ کہنے لگا کہ ساری رات یاد الہی کرتا ہوں مہمان کو رات بسر کرنے کی اجازت
نہیں دیتا ــــ فرمایا کیا وجہ ہے ۔ کہنے لگا کہ ایک دفعہ مسافر نے رات گرجے میں گزاری اور اس
نے گرجے میں گناہ کیا ۔ اور اس پادری کی عبادت میں فرق آیا ــــ اس دن سے پادری نے
نے کسی کو اجازت نہ دی ۔ لہذا تم جا سکتے ہو ۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا چلے تو جاتے ہیں ۔
اپنے پادری کو میرا پیغام ضرور دینا ــــ کہ تیرے پاس کیا ولایت ہے کہ باہر آنے والا گناہ اس کو
لے جاتا ہے ــــ اتنا کہہ کر اس غلام کو ابوبکر صدیق فرما کے جنگل میں چلے گئے ۔ پادری کے
غلام نے جا کر پادری کو بتایا کہ کوئی مسافر ہے ــــ میں نے اس کو رات گزارنے کی اجازت
نہ دی ــــ وہ پیغام دے گیا ہے ۔ کہ اپنے پادری کو بولو جینا کہ تیرے پاس کوئی گری ہے کہ

کہ یہ مسافر آنے والا گناہ کر چکا ہوتا ہے ۔۔۔ پادری نے جلدی سے اپنے غلام کو کہا کہ جلدی جاؤ اس
سے نام پوچھ کے آؤ ۔۔۔ غلام نے اللہ اس کو بہکے پوچھا ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ
میرے والدین نے میرا نام عبداللہ رکھا ہے ۔ ابو بکر میری کنیت ہے ۔ غلام نے دوڑ کر آ کے پادری
کو بتایا کہ اس کا نام عبداللہ ہے کنیت ابو بکر ہے ۔۔۔ پادری نے کہا کہ جا کر اس سے پوچھو
کہ کہاں سے آئے ہو ۔ فرمایا مکے سے آیا ہوں ۔۔۔ وہ مکہ جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے ۔ غلام
نے جا کر کہا کہ ہاں وہ کہتا ہے کہ میں اسی مکے سے آیا ہوں ۔ غلام نے کہا کہ آپ کہاں جا رہے
ہیں ۔ فرمایا میں ملک شام جا رہا ہوں ۔ غلام نے جا کر ابو بکر صدیق کو کہا کہ میرا پادری بلا رہا
ہے ۔۔۔ پادری نے ابو بکر کو کہا کہ تم وہی ہو ۔ اس نے نشانی دیکھی ۔ تو اس نے کہا اے ابو
بکر تیرا دوست محمد ہی ہے ۔۔۔ ابو بکر نے کہا اے پادری تم مجھے کیسے جانتے ہو اور میرے دوست
کو کیسے جانتے ہیں ۔۔۔ فرمایا تمہارا دوست ہے اس کا نام محمد ہے جو قریشیوں کا پوتا ہے ۔ اس کی
صورت اور سیرت خوبصورت ہے ۔ پادری کہنے لگا ۔ اے ابو بکر آپ کو کون نہیں جانتا
کہنے لگا میرا علم یہ کہتا ہے ۔ اللہ نے آسمان سے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ۔ جہاں انبیاء
کا ذکر بیان فرمایا ۔ وہاں اے ابو بکر تیرا ذکر بیان کیا ہے ۔

سرکار کا کلمہ پڑھا تو علم غیب دیکھ کر ۔۔۔ پادری والی بات افضل الخلق
بعد الانبیاء ابو بکر صدیق ۔ کہ نبیوں کے بعد جن کا سب سے اول درجہ ہے وہ ابو بکر صدیق ہے
قرآن و حدیث اور اسلام کا فیصلہ ہے کہ ابو بکر کا پہلا درجہ ہے ۔ ہم نقشبندیوں کا امام
ہی ابو بکر ہے ۔۔۔ (حضرت ابو بکر اور حضرت علی کی باہمی گفتگو ۔۔۔) جو سلام
پہلے کرتا ہے اس کو جنت کا محل ملتا ہے ۔ میں چاہتا ہوں ۔ کہ وہ محل جنت میں صدیق کا ہو جائے ،
اس لیے میں آج کے بعد ابو بکر کو سلام میں پہل نہیں کروں گا ۔۔۔ ابو بکر نے مبارک دی ۔
کہ علی جنت کی تلک تسلیم علی کر دیں گے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید ۔

تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا ۵ ۔۔۔ خالدون ۔۔۔ نزلاً منہ
سے علم ربانا ایہہ بیٹھو لسیاں دے ولی تکھن جو میں کھاوے
ولیاں نوں رب طاقت بخشی او تکیے لیکو مسا وے ۔

مولا علی فرماتا جنت کی ٹکٹوں پر مہر ابو بکر لگائے ۔۔۔ جو حشر میں جرأت کرے آئے گا وہ ٹکٹ
نہ دی جائے گی ۔۔۔ ۔ قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے ۔ من النبیین والصدیقین ۔ نبیوں کے

سرکار کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ قیامت میں سب سے پہلے حساب کس کا ہوگا۔ فرمایا سب سے پہلے مجھے آواز دی جائے گی۔ اور میرے بعد ابوبکر کو آواز دی جائے گی۔ تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمائے گا۔ کہ ابوبکر چلو جنت میں۔ مولا علی نے عرض کی یا رسول اللہ پھر اس کے بعد کس کی باری آئے گی۔ فرمایا عمر کی باری آئے گی ۔ علی نے عرض کی یا رسول اللہ عمر کے بعد کس کی باری آئے گی۔ سرکار نے فرمایا عمر کے بعد اے علی تیری باری آئے گی ۔ تو حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمر کے بعد باری عثمان کی نہ ہوگی ۔ یا رسول اللہ عثمان کدھر گئے ۔ سرکار نے فرمایا اے علی میں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی بار الٰہ۔ عثمان بڑی حیا والا ہے۔ قیامت میں ساری دنیا کے سامنے حساب نہ دے سکے گا۔ یا اللہ میرے عثمان کو معافی دے دے ۔ اے علی ساری کائنات حساب دے کر جنت میں جائے گی لیکن ایک ہی عثمان ہے جو بغیر حساب کے جنت میں جائیگا ۔ (20-08-01)

ابوبکر صدیق اگر خلیفہ اول ہے تو عظمت میں بھی اول ہے۔ عمر ۔ عثمان ۔ علی ۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت علی نبی کے بھائی لگتے ہیں اور باقی صحابہ باہر والے ہیں۔ علی نبی کے گھر والا ہے۔ اور علی کو پیچھے لگا رہے ہو۔ اور صحابہ کو آگے لگا رہے ہو ۔ ویسے تو علی بھی صحابی ہے ۔ اگر مسلمان کسی کے گھر میں مہمان آ جائے تو مہمان پہلے کھانا کھاتا ہے۔ اور گھر والا بعد میں کھاتا ہے۔ اور اگر بعد میں شان کم ہو جاتی ہے تو ہمارے پیارے نبی تو تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے ہیں۔

ایک اعرابی نے سرکار کو اونٹ بیچا اور قیمت کل دینے کا وعدہ کر لیا۔ راستے میں حضرت علی ملے۔ کیسے آنا ہوا کہنے لگے ملاقات کو آیا تھا۔ سرکار کو اونٹ پسند آ گیا اور قیمت کل دینے کا وعدہ ہوا ہے۔ حضرت علی نے اس کو واپس کیا پھر واپس جا کر عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر کل آپ نہ ہوئے تو پھر سرکار نے فرمایا کہ ابوبکر ۔ عمر بھی نہ ہوں ۔ اگر علی کی بھی نہ ملے تو اس سے لے لینا جو مجھے بار بار اللہ بھیج رہا ہے ۔ (59-12-01) علی تو ہمارا ہے ۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی کا منکر بے ایمان ہے تو حضرت ابوبکر کا منکر کب ایمان دار ہے ۔ اگر علی ولیوں کا امام ہے تو صدیق علی کا بھی امام ہے۔ کیا مولا علی نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہر لمحہ بہ لمحہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہے۔

ہجرت کی رات کفار محاصرہ کر کے کھڑے ۔ اور حضرت علی کو بستر پر سلا فرمایا ۔ اور کفار اپنی امانتیں بھی آپ کے پاس رکھتے تھے ۔ حضرت علی کو دیکھنا بھی عبادت بن گیا ۔ حضرت علی ساری رات عبادت کرتے ۔ لیکن اس رات بڑی گہری نیند سویا تھا ۔ موت کا ڈر تھا ۔ اور موت کا ڈر آ [illegible]

اور ابوبکر صدیق کے ساتھ ہجرت فرمائی ۔ پہلے بھی گزر چکا ہے ۔ تقریر نمبر 46 میں ہے ۔ نبی نے ان کی آنکھوں میں مٹی ڈالی تو کفار کو سکون آگیا۔ ارشاد فرمایا محبوب ان کفار کی آنکھوں میں مٹی گئی ہے اگر یہ بے سکون ہو گئے تو تیری رحمت اللعالمین کی چادر پر داغ آتا ہے ۔ ابوبکر نبی کے ساتھ ہے ۔ کبھی دائیں بائیں آگے پیچھے ۔ ہجرت کی تو سرکار نے فرمایا ابوبکر اپنی جان کی فکر نہیں ہے تو عرض کی یا رسول اللہ میرے جیسے تو لاکھوں ہو سکتے ہیں لیکن آپ جیسا تو کائنات میں نہیں ہے ۔ نبی نے سینے لگا کے فرمایا اگر محمد جیسا نہیں ہے تو سن لو آپ جیسا بھی کوئی نہیں ہے ۔ اگر میں وحدہ لا شریک ہوں حسن کی نگری کا اور صداقت کی نگری میں آپ لا شریک ہیں ۔

جب غار ثور آگیا ۔ تو ابوبکر صدیق نے نبی کو کاندھوں پر اٹھایا ۔ سرکار نے مدینے آکر فرمایا اے لوگو یہ وہ صدیق نہیں ہے جو مکے میں رہتا تھا ۔ یہ وہ ہے جس کی پشت نبی کے سینے سے لگ کے چمک چکی ہے ۔ جو خدا نے میرے سینے میں رکھا تھا ۔ وہ میں نے ابوبکر کے سینے میں رکھ دیا ہے ۔ غار ثور نیچے آگئی ۔ عاجز ہاتھ ساتھ ۔ غار صدیق کے قدموں میں آگئی ۔ صدیق کے کاندھے پر سرکار نے چہرہ رکھا ۔ تو چہرے کی روشنی میں ابوبکر چلتے رہے ۔ کافر تلاش کرتے کرتے غار ثور تک آئے ۔ آنکھ کا نور عینک کے شیشے سے گزر گیا ۔ کملی والا محبوب لیٹے لطیف ہو گئے ۔ صدیق کے پاؤں کو ڈسوانے کو دے دیا ۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو ساتھ لے کر چلے ۔ تو اللہ میرے ساتھ ہے ۔ (ے) ابوبکر صدیق کی انگوٹھی پر سرکار کا نام آیا ۔ جبرائیل نے انگوٹھی پر صدیق کا یار ۔ ابوبکر صدیق نے وصال نبوی کے بعد بے چین ہو گئے ۔

[illegible]
۲۱ - ۲ - ۱۴۴۸
۲۱ - ۸ - ۱
۲۳ - ۲۶ - ۱۰
اتوار
(PM)

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم کا - حمد وثناء - حضور علیہ السلام
کی والدہ کا صدقہ اللہ ہر مومنین کی قبروں کو منور فرمائے - ویسے تو سارا قرآن حضور علیہ السلام
کی نعت ہے - اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی نعت کو بیان فرمایا - اور ارشاد
فرمایا النبی اولیٰ فرمایا میرا نبی اولیٰ ہے - بالمومنین من انفسہم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ
وازواجہ امہاتہم اور جو نبی کی بیویاں ہیں وہ امت مصطفےٰ علیہ السلام کی مائیں ہیں - اللہ تعالیٰ
نے فرمایا النبی - الف لام نے بتایا کہ نبی تو اور بھی بہت سے ہیں مگر یہاں کسی خاص نبی کی بات ہو
رہی ہے - ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام ہیں - مگر اللہ رب العزت نے یہاں خاص
نبی کی بات کی ہے - آج اگر ہم یا رسول اللہ کا نعرہ لگائیں تو لوگ کہتے ہیں کہ رسول تو 313
ہیں - تو تم کس رسول کو آواز دے رہے ہو - قرآن پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا النبی - النبی
النبی اولیٰ ---- تو پوچھا جائے گا کہ نبی تو اور بھی بہت سے ہیں - یہ جو اللہ تعالیٰ نبی کے بارے میں فرما
رہے ہیں - تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی تو اور بھی بہت سے ہیں مگر میں اس نبی کی بات کر رہا ہوں -
کہ جو انبیاء میں سے بھی اس جیسا نبی نہیں ہے - اللہ نے فرمایا النبی - یہ جو میرا خاص
نبی ہے - امت مصطفےٰ کو کملی والے نے یہ پیغام بھی دیا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء
ہیں - مگر ہر نبی کی نبوت پر ایمان لانا - یہ ایمان والے پر فرض ہے - اگر کوئی ایک
ایمان دار بھی ایک نبی کا انکار کرے وہ ایمان والوں میں سے نہیں ہوگا - معلوم ہوا کہ ایمان والا
کسی نبی کا انکار کرے تو وہ ایمان والا نہیں رہتا - اور نبیوں میں سے کوئی بھی میرے محبوب
کا انکار کرے تو وہ تو نبی نہیں رہتا ----

یہ اس نبی کی بات ہے - جو سارے زمانے کا بھی نبی ہے اور نبیوں کا بھی نبی ہے
اللہ نے ارشاد فرمایا النبی اولیٰ میرا نبی اولیٰ ہے بالمومنین من انفسہم - ایمان والوں
کی جانوں سے بھی زیادہ - اولیٰ کے بڑے معانی ہیں - مگر میں نے اس موضوع پر بحث
نہیں کرنی - میرا عنوان ازواج امہاتہم - کہ نبی کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں -
معلوم ہوا کہ جو کالی کملی والے کو نبی سمجھتا ہے - اور جو نبی کی جان سے اولیٰ سمجھتا
ہے - وہ نبی کی بیویوں کو اپنی مائیں سمجھتا ہے - ایمان والا وہی ہے جو نبی کو نبی
سمجھے اور نبی کی بیویوں کو ماں سمجھے - خالق کائنات نے اس آیت مبارکہ کا پہلا
جملہ ارشاد فرمایا النبی اولیٰ بالمومنین ---- نبی تو ایمان والوں کی جانوں

سے اولیٰ ہے ۔ ترجمے تو اور بھی بہت سے ہیں ۔ مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے
جب اولیٰ کا ترجمہ فرمایا تو فرمایا اولیٰ یعنی اولیٰ ہے ۔
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ۔ آج ختم شریف ہے ایک ماں کا
اور میں نے ثابت کرنا ہے مومنوں کی ماں کی ۔ ماں کی شان بھی سنو اور خاوند
اور بیوی کا رشتہ بھی سنتے جاؤ ۔ اور آج ماں کی عظمت بھی سنو ۔ سب سے اولیٰ
اللہ بھی فرما رہا ہے ۔ النبی اولیٰ بالمومنین ۔ اعلیٰ حضرت بھی فرما رہے
آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں ۔ اسی طرح تمام نبیوں کا ذکر ہے ۔ اگر کوئی بھی نبی کا
انکار کرے تو بندہ نہیں رہتا ۔ بڑے بڑے نبی ہیں ۔ مگر سب سے اولیٰ اعلیٰ ہمارا نبی
معراج کی رات تمام انبیاء نے فرق بتایا ۔ کہ نبی تو ہم بھی ہیں ۔ مگر سب سے اولیٰ
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔ ملک کونین میں انبیاء تاجدار ہے
اولیٰ کا معنیٰ اقرب ہے ۔ نبی ایمان والوں کی جانوں سے بھی قریب ہے ۔
اللہ نے فرمایا ۔ میرے نبی کو تمہاری جانوں سے بھی پہلے تمہارا حال معلوم ہو جاتا
ہے (۴۰-۱۴)

آج لوگ کہتے ہیں کہ نبی اگر حاضر و ناظر ہے تو نظر کیوں نہیں آتے ۔ اللہ کے قرآن
نے فیصلہ فرمایا ہے ۔ اگر تیرے اندر جان ہے ۔ وہ تو نظر نہیں آتی ۔ مگر جو تیری
جان سے بھی قریب ہے وہ نظر کب آئے گا ۔ اولیٰ کا ایک اور بھی معنیٰ
ہے (مالک) اگر اولیٰ کا معنیٰ مالک کریں ۔ تو ترجمہ یہ بنتا ہے ۔ اللہ نے فرمایا
النبی اولیٰ ۔ اللہ نے فرمایا میرا نبی جو ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ
مالک ہے ۔ عرض کی آسان سمجھ نہیں آئی ۔ تیرے ہاتھوں کا مالک تیری
جان ہے ۔ پاؤں ۔ آنکھوں ۔ زبان ۔ کانوں ۔ تیرے سارے
وجود کی مالک تیری جان ہے ۔ اور تیری جان کا مالک مدینے والا محبوب ہے
اللہ نے فرمایا النبی اولیٰ ۔ امہاتھم ۔ اور جو نبی کی بیویاں ہیں ۔ وہ ایمان
والوں کی مائیں ہیں ۔ مومن ہونا ہی چاہتے ۔ جو نبی کی بیویوں کو ماں سمجھے ۔ اور جو نبی
کی بیوی کا گستاخ ہو ۔ وہ کبھی مومن ہو نہیں سکتا ۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے ۔
اور جو نبی کی بیوی کو ماں نہ جانے اور ایمان کا دعویٰ کرے ۔ وہ مومن نہیں

ہو سکتا ہے (۲۲-۱۷) اگر ایمان والے کی پہچان کرنی ہو تو ایک ہی کلیہ ہے۔
کہ وہ کسی نبی کی بیویوں کو ماں سمجھتا ہے کہ نہیں۔ اللہ نے فرمایا وازواجہ امھاتھم۔
نبی کی ازواج ایمان والوں کی مائیں ہیں — جب قرآن مجید نے نبی کی بیویوں
کی عظمت کو بیان فرمایا۔ ینساء النبی لستن کاحد من النساء — اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کائنات میں تمام عورتیں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اللہ نے فرمایا جو نبی
سے منسوب ہو جائے وہ بے مثال بن جاتی ہے۔ اور جس کے ساتھ لگ جاتا ہے اس
جیسا کون ہو سکتا ہے

حضور علیہ السلام کی نو یا گیارہ بیویاں ہیں۔ ایک ہی ایسی نبی کی
بیوی ایسی ہے۔ جو کنواری ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے۔
باقی حضور کی جتنی بیویاں ہیں۔ یا تو طلاق یافتہ ہیں یا بیوہ ہیں۔ یہ عورتیں
جب تک اور مرد کے گھر تھیں۔ ان کی مثال موجود ہے۔ مگر جب حضور کے گھر میں
آتی ہیں۔ تو قرآن نے فیصلہ فرمایا یا نساء النبی لستن — اب کائنات کی
کوئی عورت تم جیسی نہیں — اب بے مثال ہو۔ کیونکہ تم نبی کے ساتھ لگ گئی
ہو — جو نبی کے ساتھ لگ جائے وہ بے مثال ہے۔ اس محمد جیسا کون ہو سکتا ہے
کہ جو سے لگتا ہے تو نبی اس کو بے مثال بنا دیتا ہے۔ کوئی نہیں ہو سکتا تاجدار کی ادھر
تڑپ گئی — حضرت پیر مہر علی چشتی نظامی سیالوی کا ہے

؎ کوئی مثل نہ ڈھولن دی — چپ کر مہر علی ایتھے جا نہیں بولن دی۔

آج مومنوں کی مائیں جتنی ہیں۔ ان میں ایک ماں کا ذکر کروں گا —
ام المومنین حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ — حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا [illegible]
مکہ کی وادی کا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وہ عورت ہے۔ جس کو دور جاہلیت
میں لوگ طاہرہ کہتے ہیں۔ پاک عورت — یہ اس وقت تھا جب لوگ منڈی میں
بولی لگا کر فروخت کر دیے جاتے۔ جب بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اس دور
میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بڑی عزت ہے۔ لوگ طاہرہ کہتے ہیں۔ دولت اتنی
ہے کہ جتنی دولت مکے کے سارے لوگوں کے پاس ہے ان سب کی دولت اکٹھی کی جا سکے۔
ان سب سے زیادہ دولت حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی ہے۔ اس خدیجہ کو ملکہ مکہ کہا جاتا ہے

(۲۳ — ۳۸)

حضرت خدیجہؓ فرماتی ہیں کہ میری جوانی میں شادی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا فرمائے
آپ فرماتی ہیں کہ میرا خیال تھا کہ جس میں دولتمند رہوں۔ میرا خاوند مکے کا چوہدری کا بنے۔ قبیلے
کا سردار بنے۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ آپ کے پہلے خاوند کا جوانی میں انتقال ہو گیا۔ پہلے
خاوند سے اللہ نے تین بیٹے عطا فرمائے۔ اور آپ کے تین بیٹوں کو شرف حاصل ہے کہ
تینوں بیٹے میرے اور تمہارے نبی کے صحابی بنے۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ مکے کے سردار نے
نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے اس سے شادی کر لی۔ اس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جس کا
نام ہالہ ہے۔ میرے دوسرے خاوند کا بھی انتقال ہو گیا۔ ۲۵ سال کی جوانی میں تین دو مرتبہ
بیوہ ہو گئی۔ اور دور جاہلیت کا زمانہ ہے۔ حضرت خدیجہ دن رات پریشان رہا کرتی تھیں
اپنی اولاد کی تربیت کر رہی ہیں۔ آپ نے چچا کا بیٹا ہے جس کا نام ورقہ بن نوفل ہے۔ بڑا عالم ہے
دور جاہلیت میں جب لوگ بتوں کو سجدہ کر رہے تھے۔ اس نے مکے کے باہر ایک جھونپڑی بنا کر اللہ کی
یاد کر رہا تھا۔ آسمانی کتابوں کا عالم ہے بے انتہا علم رکھنے والا۔ آپ فرماتی ہیں کبھی کبھی ورقہ بن
نوفل کے پاس پریشانی کے عالم میں آتی تھی۔ اور ورقہ بن نوفل نے اکثر کھڑے ہو جاتا۔ کہ مکے کی ملکہ
آئی ہے۔ ورقہ بن نوفل نے کہا آپ کس کو گھبرائی ہو۔ آپ نے بتایا۔ آپ ورقہ جیسے اللہ کا کلام سنا دو جو اللہ
نے انبیاء پر نازل فرمایا ہے۔ ورقہ بن نوفل نے آسمانی کتابوں کو پڑھنا۔ اور خدیجہ اکثر کی سنتی تھیں
اور آپ کا دل کو قرار سکون مل جاتا تھا۔ ایک دن خدیجہؓ ورقہ کے پاس بیٹھی ہیں۔ تو ورقہ کہنے لگا
اے خدیجہ میرا علم یہ کہتا ہے۔ یہ جو سات دریا ہیں۔ ان کے درمیان جو مکہ شہر ہے اس
شہر میں کوئی اللہ کا نبی پیدا ہو گا۔ وہ نبی بڑی شان والا ہو گا۔

فرماتی ہیں ایک رات میں خواب میں دیکھا میرے مقدر جاگ گئے۔ میں نے دیکھا کہ آسمان کا سورج
اتر کر میری گود میں آ گیا ہے۔ فرماتی اتنی روشنی ہے مشرق و مغرب تک روشن ہو گیا۔ فرماتی
میں جب بیدار ہوئی۔ صبح ورقہ بن نوفل کے پاس آئی۔ ورقہ بن نوفل آسمانی کتابوں کو پڑھ رہا تھا۔
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور ورقہ کو خواب کے بارے میں پوچھا۔ تو اس کو سنا دیا۔ اے خدیجہ یاد کر میں کہتے
ایک نبی کا ذکر سنا رہا ہوں۔ اے خدیجہ تیرے خواب کی تعبیر یہ ہے۔ وہ نبی جو مکے میں آئے گا۔ وہ
نبوت و رسالت کا سورج ہو گا۔ نبی مکے آئے گا کبھی وقت آئے گا۔ گود تیری ہو گی۔ وہ نبی
تیری گود میں آرام کرے گا۔ تیرے گھر میں اس طرح چلے گا۔ روشنی مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی ہو گی
حضرت خدیجہ فرماتی ہیں کہ سورج میری گود میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاہداً

باذنہ سراجاً منیرا۔ جو آپ بھی روشن ہے۔ جو سراج لگ جائے اسے بھی جگمگا دیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ہادیا آپ کو ... آپ کو سراجاً منیرا بنا کر بھیجا ہے وہ سورج بنا کر بھیجا ہے۔ دنیا کا بھی
ایک سورج ہے۔ یہ وہ سورج ہے جو آسمان پر چمکتا ہے۔ پہلے اونچی جگہوں کو روشن کرتا ہے۔ پھر نچلی
جگہوں کو روشن کرتا ہے۔ ورقہ کہنے لگا اے خدیجہ۔ وہ سورج ہوگا پہلے بلال جیسے ستاروں کو روشن کرے گا۔
عزیزان گرامی! یہ ایک سورج ہے اور وہ ایک نبوت و رسالت کا سورج ہے ـــ (۵۴ ـــ ۳۱)
یہ آسمان کا سورج جب طلوع ہوتا ہے تو زمین کے اوپر اوپر روشن کرتا ہے۔ ورقہ نے کہا کہ
یہ وہ اس طرح کا سورج ہوگا۔ اس کا قدم قبر میں بھی چلا جائے گا تو وہاں بھی روشنی ہوگی۔ حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس خواب کے بعد جیسے امید سی لگ گئی۔ قریش مکہ کعبہ کے قریب سالانہ ایک میلہ
لگاتے تھے ـــ (۳۲ ـــ ۳۲) حضرت خدیجہ فرماتی ہیں چند دن کے بعد مکے کا سالانہ میلہ آ گیا
فرماتی ہیں میں طواف کعبہ کرنے چلی میلہ لگا تھا۔ عورتوں میں جا کر بیٹھ گئی۔ جب جا کر بیٹھی تو
ایک یہودی عالم مدینے سے آیا ہے۔ کعبہ کا طواف کیا۔ اس نے دیکھا کہ مکے کی اشراف عورتیں بیٹھی ہیں۔
وہ عورتوں کی طرف رخ کر کے کہنے لگا۔ اے عورتو! اگر تم غصہ نہ کرو۔ میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا
ہوں ـــ وہ کہنے لگا کہ ہماری یہودی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ تمہارے اس مکہ شہر میں کوئی نبی آئے گا۔
اے عورتو! جس عورت کو پیغام نکاح دے گا وہ مقدر والی ہوگی۔ حضرت خدیجہ فرماتی ہیں کہ
اس کی بات سن کر مجھے خواب یاد آ گیا۔ حضرت خدیجہ فرماتی ہیں وقت گزرتا رہا ہے
حضور کی سگی پھوپھی ـــ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی شادی خدیجۃ الکبریٰ کے بھائی کے ساتھ ہوئی تھی ـــ
اب پھوپھی حضور کی اور بھابی خدیجہ کی ـــ جب حضور کی ولادت ہوئی تو صفیہ بھی آ گئی۔ حضرت
صفیہ فرماتی ہیں کہ حضور سجدہ کی حالت میں ہیں ـــ چراغ کی روشنی نہ تھی آپ
طرف روشنی ہی روشنی تھی ـــ اور حضرت صفیہ نے خدیجہ سے اپنے بھتیجے کی بات کی، بس کا نام
محمد ہے۔ صورت بھی حسین ہے سیرت بھی حسین ہے۔ پہلے خوابوں کا معاملہ تھا۔ اب عملی طور
کا ذکر خدیجہ کے گھر میں آ گیا ہے کہ حضرت صفیہ نے اپنے محمد کا ذکر بڑے ناز سے کیا ـــ حضرت
خدیجہ نے سنا محمد کا ذکر ـــ سالانہ قافلہ تجارت کا شام کی طرف گیا۔ حضرت خدیجہ پریشان تھی
کہ کوئی امانت دار ملے ـــ حضرت صفیہ نے محمد کا ذکر کیا کہ اس دور میں لوگ صادق و امین
کہتے ہیں۔ یہ قول کا سچا ہے۔ اور امانت کا پکا ہے۔ ہجرت کی رات تھی۔ اور کافر بھی تلوار لے کر
نبی کے گھر کا محاصرہ کر کے کھڑے ہیں ـــ اور علی کو کہا ـــ اور کافروں نے کہا کہ دشمن امانتیں دے

مگر ہے تو امانت دار ہے ۔ حضرت خدیجہ نے کہا اے صفیہ بلا اپنے بھتیجے کو ۔ جب سرکار کو عرض کیا
کہ خدیجہ کے گھر میں آنا ۔۔۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ خدیجہ کی پہلی نظر رخِ مصطفیٰ پر گئی ۔ زمانوں میں پہلی
نظر میں دل بھی گیا ۔۔۔ دین بھی گئی ۔۔۔ میاں صاحب فرماتے ہیں ۔

کالے کنڈل اوہ زلف دا ہی دے جال جیہے ہن کھڑا ۔
اکو نال اکو ملا محمد لٹ کھڑیا دل میرا ۔

حضرت خدیجہ تو باتوں میں چہرہ محمد کا دیکھ رہی تھی ۔ اور خواب بھی یاد کر رہی تھی ۔ کملی والا سامنے ہے
اور خواب یاد آ رہا تھا ۔ کیسی ہے تو وہ سورج نہیں ۔۔۔ لیکن 25 سال کی جوانی بہار بنی ہوئی ۔
اور عرض کیا کہ میں کسی امانت دار کی تلاش میں ہوں کہ میرا سامان تجارت ملک شام میں جانا ہے
اور خدیجہ نے ساری بات کر لی ۔۔۔ جب خدیجہ نے تنخواہ کے بارے میں بات کی ۔ تو سرکار نے
فرمایا کہ میں تنخواہ لینے والا نہیں ۔۔۔ جب میں واپس آؤں گا منافع آدھا ہوگا ۔۔۔ حضرت خدیجہ
نے عرض کیا ہوگا اب سوچنے میں دیر ہے اس مال کا سودا کیا کروں ۔ میں نے تو دل کا سودا کر لیا ہے ۔
(ص — 44) حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے قبول ہے ۔ جو منافع ہوگا ۔ آدھا آدھا ہوگا ۔
تجارت کا قافلہ مکہ سے ملک شام جانے کیلئے تیار ہو گیا ۔ اس قافلے میں مکہ کے تمام تاجروں
کا سامان ہے ۔ عتبہ عتیبہ شیبہ ابوجہل ابولہب ۔ ان تمام کا اس قافلے میں حصہ موجود ہے ۔
سب مکے کے سردار اپنا اپنا سامان لے کر ملک شام کی طرف روانہ ہونے لگے ۔ اور جتنا
سامان سرداروں کا ہے ان سب سے بڑھ کر حضرت خدیجہ کا ہے ۔ کملی والے محبوب آج اکیلے
سامان تجارت لے کر جا رہے ہیں ۔ میرے نبی کے چچے اور پھوپھیاں وداع کرنے کیلئے آ گئیں ۔ حضرت
خدیجہ نے اپنے دو غلام بلائے ایک کا نام میسرہ ہے اور دوسرے کا نام خذیفہ ہے پچھلے کئی سال
میں لے کر گئے ہیں ۔ اور میسرہ کو کہا ہر سال سامان تجارت تم لے کر جاتے رہے ہو تو آج بھی
قافلے کے ساتھ جانا ہوگا ۔ پہلے مالک بن کے جاتے رہے ہو ۔ اور آج کسی کا غلام بن کے جاؤ گے
جو ہر سال مالک بن کے جاتا رہا ۔ وہ تڑپ گیا کہنے لگا اے خدیجہ ۔ آپ مجھے کس کا غلام اور نوکر
بنا رہی ہو ۔ حضرت خدیجہ نے کملی والے محبوب کی طرف اشارہ کیا فرمایا اے میسرہ
اس کملی والے محبوب آقا دو عالم کا غلام بن کے جانا ہوگا ۔ جب میسرہ کی نگاہ اٹھی کملی والے
کی زیارت کی ۔ میسرہ کہنے لگا ۔ اگر ان کا غلام بننا ہے ۔ پھر سالہا سال کی ضرورت ہی نہیں
ہے ۔ اس کو دیکھ کر غلام بننے کو دل کرتا ہے ۔ حضرت خدیجہ نے ڈیوٹی لگائی ہے

ہاتھ اٹھا کر بولو۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے ولکلمنا ابدسے۔ جب قیامت میں میرا آنا ہووے گا۔ یہ یا اللہ اس کو معافی دے دے جس نے کملی والے کا نام آیا تھا۔ یہ اونچا ہو کر سبحان اللہ کہتا تھا —— (۵۱-۴۷) تیری بخشش کا سامان بن جائیگا۔ خدیجہ نے حلیمہ کو کہا کہ راستے میں کوئی نشان نظر آئے تو اس کو یاد رکھنا۔ اور واپس آ کر ساری نشانیاں مجھے سنانا —— حلیمہ نے کہا آپ خدیجہ ڈیوٹی تو بڑی خوبصورت ہے۔ میں کملی والے کے ساتھ رہوں گا۔ ویسے تو بچی کا ساتھ نہیں ہے مگر حلیمہ ساتھ ہیں کر بھی سکے ساتھ تو ہے۔ جب قافلہ تیار ہو کر چلنے لگا تو شہر بانو کی چیخیں بھی رونے لگے اور پھوپھیاں بھی رونے لگیں۔ آج سرکار یہاں سے ہمیشہ جا رہے ہیں سرکار کی والدہ بھی یاد آئی سرکار کے والد بھی یاد آ گئے۔ جب قافلہ چلنے لگا تو خدیجہ نے اپنی سہیلی نفیسہ کو بلا لیا اور محل کی چھت پر چلی گئیں۔ اور قافلے کو دیکھنے لگیں۔ جہاں تک کملی والے نظر آتے رہے۔ خدیجۃ الکبریٰ دیکھتی رہیں۔ جب کملی والے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ تو پہلے دن ہی حضور کی یاد ستانے لگی —— میاں صاحب فرماتے ہیں۔ ہ

رستہ دیکھاں نہیں دلبر اپنے دا محل اُچیرے چڑھ کے (اڈیکاں)

جس ویلے دل کاہلی پاوے ساتے ہیں رووان اندر وڑ کے

حضرت خدیجہ فرماتی ہیں جب کملی والے چلے گئے تو مجھے پہلے دن ہی اڈیکاں لگ گئیں کہ میرا محبوب کب واپس آئیں گے۔ میسرہ کہنے لگا کہ میری ڈیوٹی تھی کہ محمد ﷺ کی سب نوں کو یاد رکھنا ہے اس کی عظمتوں کو یاد رکھنا ہے۔ جب مکے سے دور قافلہ گیا تو اچانک میسرہ کے دو اونٹ بیمار ہو گئے۔ میسرہ پریشان ہو گیا۔ قافلہ رک گیا۔ آقا علیہ السلام اس قافلے کے امیر تھے۔ میسرہ کے قریب آ کر فرمایا میسرہ۔ کیا وجہ ہے قافلہ کیوں رکا ہے۔ میسرہ نے عرض کی حضور دو اونٹ بیمار ہیں۔ جب حضور اونٹوں کے قریب آئے۔ تو حضور نے اپنے ہاتھوں سے اونٹوں کو مس کیا۔ میسرہ کہتے ہیں رب کعبہ کی قسم ہے کہ پہلے اونٹ قافلے سے پیچھے تھے۔ اب اونٹ قافلے کے آگے ہیں۔ اور قافلہ پیچھے پیچھے ہیں۔ حضرت حلیمہ کی ڈاچی کا کمال ہے کہ جب مفتی احمد یار نعیمی حج کیلئے گئے۔ بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے چیک کرایا کہا۔ واپس چلے جاؤ۔ مفتی صاحب فرمانے لگے ساری عمر تعریفیں کرنے میں گزاری ہے۔ کہ مجھ کو کہیں سے بھی شفا نہ ملے تو مدینے چلا جاؤں۔ بازو ٹوٹا ہوا مدینے آ گئے۔ کملی والے کے روضے کے سامنے کوشش

جب واپس پاکستان آئے۔ ساری عمر بازو کی ہڈی ٹوٹی رہی۔ اتنی تکلیف دہ بیماری میں بھی ساری عمر خطابت کرتے رہے۔ یہ لوگ وہ ڈاکٹر جو جوڑ کر کام چلاتے ہیں کملی والا ٹوٹی ہڈیوں سے کام چلا لیتے ہیں۔ (۴۴—۵۳) عزیزاں گرلی ڈور۔

ے اُدھر سا ہے تو رب۔ اپنے ہاتھ آگے۔ ہونٹ کا ف جبرائیل کو آگے

میسرہ کہتے ہیں کہ جب میرا نبی کا ہاتھ لگ گیا اونٹوں کو شفا ہو گئی۔ حضرت غوث پاک کی سیرت میں پڑھا ہے۔ آپ حج کو جا رہے تھے۔ تو کسی نے کہا کہ حضور قافلے میں کوئی جانور بیمار ہے تو چلتا نہیں ہے۔ تو غوث پاک نے اپنا دست ولایت لگایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ پھر تک وہ اونٹ سب سے آگے آگے تھا۔ جس کو غوث پاک کے ہاتھ لگ جائیں اس کا یہ کمال ہے۔ اس میں محمد کا ہاتھ کملی والے کا لگ جائیں۔ وہ کتنا کمال والا ہوگا۔ میسرہ نے کہا میں نے یہ بھی منظر یاد کر لیا۔ سارے قافلے پہ دھوپ ہے مگر کملی والے پر بادل نے سایہ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے وظللنا علیکم الغمام وانزلنا — بنی اسرائیل پر چالیس سال تک بادلوں نے سایہ کیا۔ یہ وہ قوم پر اللہ چالیس سال تک سایہ کر سکتا ہے۔ تو محمد کا پیار سایہ نہیں کر سکتے — نبی کو اونٹ پسند آگیا۔ مدینے میں خرید لیا۔ وہ اونٹ کتنا مقدر والا ہوگا۔ جو محمد کو پسند آیا ہوگا — (۰۲—۵۸)

×112 ×2 ~~##~~

unsub + 6611 ~~##~~ ×3111 ## ے وہ نازنین سامنے بیٹھا ہے ناز میں

معراج ہو رہی ہے ہماری نماز میں۔

×275 ## ×6611 ## 3×1 ##

راستے میں نسطورا کا گرجا ہے۔ میسرہ کی بات — حضور ساتھ آئے ہیں شان رسالت درخت کے نیچے بیٹھنے والا اللہ کا نبی ہے — اس درخت کے نیچے جب بھی کوئی بیٹھا ہے نبی یا رسول ہے۔ وہ درخت نیٹ پر بھی موجود ہے — اردن کی حکومت نے وہ درخت تلاش کر لیا ہے — پستہ کا درخت ہے آج بھی اس کو پھل لگتا ہے 15 صدیاں گزر گئی ہیں وہ اکیلا کھڑا ہے۔ اس درخت کے دائیں بائیں آگے پیچھے کوئی درخت نہیں ہے۔ محمد کا صحابی بن کے اعلان کر رہا ہے۔ کہ میں وہ درخت ہوں کہ جس کے سائے کے نیچے کملی والے نے آرام کیا ہے۔ اللہ نے اس درخت کو خشک نہیں ہونے دیا۔ کیونکہ

اس کے پاس میرے نبی کی یادیں ہیں۔ جس درخت کے نیچے نبی آرام فرمائے رب قدیر
وہ خشک نہیں ہونے دیتا۔ اگر تیرے دل میں کملی والا موجود ہو تو تمہارا دل بھی
عنبر آباد ہو سکتا ہے۔ اردن کی حکومت نے وہ راستہ بھی تلاش کر لیا ہے کہ جو
مکہ سے ملک شام تجارت کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ اس درخت کو تاریخی حیثیت
دے دی گئی ہے۔ وہ درخت آج بھی موجود ہے۔ وہ اکیلا میدان میں کھڑا ہو کر میرے نبی
کی تعریف و توصیف سنا رہا ہے۔ میرے محبوب جس درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں
وہ درخت ادھر جھک جھک کر سایہ کر رہا ہے۔ میسرہ نے یہ بھی نشان
نوٹ کر لی کہ جا کر خدیجہ کو سناؤں گا۔

قافلہ چلا گیا۔ حضرت خدیجہ اس راستے کی طرف دیکھتی ہیں جو ملک شام سے مکہ کی
طرف آتا ہے کہ کب محبوب ماہی آئے گا۔ ادھر مکہ میں محبوب کی زیارت کیلئے انتظار
ہو رہا ہے ادھر قافلہ ملک شام پہنچ گیا۔ عرب کے تاجروں کو پوری دنیا میں بڑی عزت کی
نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ تاجر اتنے مشہور تھے کہ یورپ کی منڈیوں تک پہنچ گئے
اور ہندوستان کی منڈیوں تک آتے تھے۔ ان کی بڑی عزت ہوتی تھی۔ مکے کے تاجر آج
ملک شام آئے۔ میسرہ کہتا ہے کہ مکے کے تاجروں نے صبح صبح اپنی دکانوں کو سجانا۔
پورا بازار مکیوں کا ہے۔ اور اعلان کر دیا کہ ملک مکہ کے تاجر سامان تجارت لے کر آئے ہیں
عبدالرحمن جامی شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ آج کوئی رنگ نرالا ہے۔ میسرہ نے دکان کو
سجایا اور رش لگ گیا۔ کملی والے میرے ساتھ جب کھڑے ہو گئے۔ میری دکان پہ گاہک کی قطار لگ گئی
مکے کے دس تاجر فارغ بیٹھے ہیں۔ لوگ میسرہ کی قیمت پر سودا نہیں کرتا۔ منہ
مانگی قیمت دے رہے ہیں۔ (۱۲—۸—۱۰) میسرہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال آیا۔
کہ میں بڑا تاجر بن گیا ہوں۔ قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو لوگ خرید کر رہے ہیں۔ قدرت نے آواز
دی اے میسرہ اپنے آپ پر ناز نہ کر۔ یہ صرف مال کے سودے نہیں ہو رہے۔ یار کے جمال
کے سودے ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدیجہ کا مال حضور پہلی بار سامان تجارت لے کر گئے تو پہلی بار
میں ڈبل منافع ہوا۔ یہ ساری برکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ میسرہ کہتے ہیں دوپہر تک
کملی والے کھڑے رہے تو میرا سامان بڑی جلدی بک رہا ہے۔ دوپہر ہوئی تو جانِ محبوب نبی اٹھے تو پیچھے
میں چلے گئے۔ میسرہ کہتا ہے اب میں حیران ہوا۔ کملی والے کیا اندر گئے تو میری دکان خالی ہو گئی گاہک

ہوا نہ تھا۔ جب مدینہ شریف کی گلی میں بیٹھے ہیں دکانوں پر میں بھی اسی طرح بیٹھا تھا۔ مسعود کہتا ہے کہ مجھے خیال آرہا تھا۔
وجہ کیا ہے کہ گاہک کدھر گئے۔ کہتا ہے کہ اس دکان پر بیٹھا کہ اچانک ایک بابا بلتستان کا آیا۔ اور کہنے لگا۔
کہ مسعود بڑی دیر کے بعد انکے سے آئے ہو۔ اس بابے نے مسعود کی دکان سے کوئی مال نہ خریدا
اس نے ایک کمبل کا سائز ناپا قیمت پوچھی میں نے صبح کی عادت کے مطابق ڈبل قیمت بتائی تو اس نے
کہا اے مسکین تم بڑے مہنگے ہو گئے ہو۔ مسعود کہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ صبح کا کوئی بھی نہ بولا۔ اور بابا کیوں
بول پڑا۔ مسعود نے کہا میں نے تو اس طرح کمبل فروخت کرنا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اے مسعود دیکھ
بڑے رب کی قسم اٹھاؤ۔ تو مکی والے نے سنا۔ کوئی سر ڈالی جیب سے باہر آئے۔ بڑے جلال کے ساتھ میرا
بیٹے نے اشارہ کیا۔ کہ ہم نے کبھی جھوٹے خداؤں کی قسم نہیں اٹھائی۔ کپڑا خریدنا ہے تو خریدو۔ بابے
کی نظروں نے جب بیٹے کو دیکھا۔ بابے کی آنکھوں سے آنسو آگئے۔ اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگا اے سوہنے محبوب
ناراض نہ ہو۔ جیسے فرماتے ہیں ویسے ہی کر لیں گے۔ مسعود کہتے ہیں اب مجھے معلوم ہوا کہ آج سوہنے مال کے ہی
سودے ہو رہے۔ یہ بازار سے جمال کے ہو رہے ہیں۔

اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام بڑے سوہنے تھے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ گلی
گزرتا۔ روشن کر دیتے۔ ایک عورت نے یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ اے یوسف آپ خود
بنے ہو یا کسی نے بنایا ہے۔ جس میں یوسف علیہ السلام نے شیشہ دیکھا۔ اپنا حسن دیکھا۔ کہ کتنا
حسین ہوں۔ کبھی فروخت ہوتا تو میری قیمت کوئی نہ دے سکتا۔ قدرت کی آواز آئی یوسف
ناز نہ کر اپنے حسن پر۔ جب بھائی کنوئیں میں پھینک کے گئے —— تو کھینچ کے
قدرت نے آواز دی اے یوسف حسن پہ مان نہ کرنا۔ ورنہ میں کھوٹے سکوں سے فروخت کروا دیتا ہوں۔
اور جب تیرے حسن پہ صدقے جاؤں منہ مانگی قیمت مل رہی ہے۔ تیرے جمال پر صدقے جاؤں۔
ایک یوسف تھے۔ ان کے حسن کی قدر کیا تھی۔ مولانا مخدوم رسول عالم پوری نے فرمایا
جب منڈی میں بولی لگی حضرت یوسف کی تو ایک عورت اٹی لے کر آئی۔ لوگ خزانے لے کر بھی آئے۔
تو مولانا عالم پوری تڑپ گئے۔ آپ فرماتے ہیں اے اہل مصر کے لوگو تمہیں یوسف کی کیا قدر تھا۔
آپ فرماتے ہیں۔ کہ یوسف خرید بیچتا پھر تو اس طرح نہیں خریدتے۔

سچ قیمت یعقوب کرندے تے مل زلیخا لیندی ہا
دیندے بدلہ سارا جیون نہیں دیندی
جان دیندی کا اک مول نہیں لیندی سے

اور یعقوب فرماتے اے زلیخا میرا یوسف اتنا سستا نہیں ہے۔ اک حسن یوسف کا۔ اک حسن

کہنے مانگی قیمتیں مل رہی ہیں ۔ میسرہ کہتا ہے کہ وقت گزر گیا ۔ ابھی مکیوں کا سامان
فروخت نہیں ہوا۔ اور ہماری دکان ہی خالی ہو گئی ۔ جب واپسی ہوئی تو میسرہ نے پیغام بھیجا
آپ خدیجہ کو ہم آ رہے ہیں ۔ اب حضرت خدیجہ کی انتظار ڈبل ہو گئی ۔ سوہنے واپس آ رہے ہیں .
اپنے محل پر چڑھ کر کھڑکی راہوں کو دیکھنا ۔

ے تیری یاد دیچ تڑپاوندی اے سانوں لالی نے انکھیاں نے جب یاداں .
کدی کاسا راستے دی لنگو ماہی تیری دید دی حسرتاں ہاں یاداں .

جب واپس مکے آئے تو حضور نے چھپے اور ہو بہو استقبال کرنے آئے اور سب تو چل دیے ۔
خدیجہ نے میسرہ کو کمرے میں لے جا کر سب سے پہلے بٹھا کر جلدی سنا ۔ کہ کون سی نشانیوں کو دیکھ
کے آئے ہو ۔ بازار نہیں پوچھا ۔ شان سناؤ ۔ سب راستے کی داستان سنائی ۔
اونٹوں کی بیماری ۔ بادل سایہ کرنا ۔ درخت کے نیچے بادی نسطورا ۔ اس دفعہ محمد
کا حال بدلا ہے ۔ یہ تو سب نا ہے ۔ تو کوئی عیب سناؤ ۔ اٹھنے دن اکٹھے رہے ہو

ے رشتہ کراں بیاں کی اس بے مثال دا   ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا .

میسرہ کہنے لگا آپ خدیجہ کیا سناؤں یہ تو بے عیب ہے ۔ کوئی اپنا ہی ہو تو تو اس کا بھی دل
کرتا ہے کہ میرا محبوب کوئی سوہنا ہو ۔ معلوم ہوا کہ عیب والا کا بھی دل کرتا ہے کہ محبوب بے عیب
ہو ۔ اور جو ہے ہی بے عیب اس کا محبوب کتنا بے عیب ہو گا ۔ (۰۳ — ۲۳ — ۰۱)

اللہ تعالیٰ نے اتنی کائنات بنائی ہے ۔ جتنے انسان ہیں ایک کی صورت دوسرے سے نہیں
ملتی ۔ غور کرو تو ناک ایک ہی جگہ پر ہے ۔ آنکھیں ہی سب کی ایک ہی جگہ پر ہیں ۔ ہونٹ
۔ کتنا حسین مصور ہے ۔ ایک کی شکل دوسرے کے ساتھ نہیں ملنے دیتا ۔ کیا
اس نے اپنا محبوب لوگوں جیسا بنایا ہو گا ۔ ایک باپ کی اولاد
ایک گھر میں ہے ۔ لیکن ایک کی صورت دوسرے سے نہیں ملتی ۔

حضور کے وصال کے بعد جب منبر پر بیٹھنے کی باری آئی تو صدیق اکبر کی آئی ۔ عمر فاروق
کی باری ۔ عثمان غنی کی باری ۔ فی الفین کا واحد ۔ پہلی سیڑھی پر بیٹھے ۔
میں نے تو محبوب کا سنت ادا کی ہے ۔ میں تو اس کی جگہ پر بیٹھا ہوں جس جیسا
کوئی نہیں ہو سکتا ۔ (۳۰ — ۲۷ — ۰۱) ارنجا بولنے سے گھر کا پتہ چلتا ہے کہ گھر بستا
ہے ۔ اہل محبت کا معلوم ہو کہ لنگر آباد ہے ۔ ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

جب حلیمہ نے ہمارے نبی کی شان سنائی ـــــ تو خدیجہ نے سر جھکا لیا ۔ اور
اپنی خاص سہیلی کو محمد کے گھر میں نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ـــــ تو اللہ تعالیٰ آواز آئی محبوب
لوگ شادی کرتے ہیں ۔ امیر بننے کیلئے مگر محبوب آپ شادی کرتے ہیں کہ ہم دولت کو امیر کر دیں گے ۔
حضرت ابوطالب کے گھر میں مشورہ ہوا حضور کے نکاح کے بارے میں ۔ سارے راضی تھے ـــ
کہ دولت چل کر محمد کے قدموں میں آ گئی ہے ۔ تاریخ مقرر ہو گئی کہ فلاں دن شادی ہو گی ۔
حضور کی عمر مبارک ۲۵ سال عین جوانی ہے ۔ لعمرک ۔ اللہ اس کی جوانی کی قسمیں اٹھاتا ہے ۔
پیر مہر علی شاہ فرماتے ہیں سے کوئی مثل نہ جانی دی ۔ رب آپ قسم کھاندا اے اوہدی چڑھدی جوانی دی
اتنی پاکیزہ جوان ہمارے نبی کی دولہا بن کر حضرت خدیجہ کے گھر میں ۔ جس کی عمر ۴۰ سال
ہے ۔ اور سرکار کی جوانی 25 سال کی ہے ۔ اور بارات کون تھے ۔ ہمارے نبی کا سہرا کس نے
کا سہرا حق کا ہے ۔ حضور کے چچا بارات پھوپھیاں بارات ـــ خاندان والے بارات آئی قریش کے اشراف
بارات ـــ جب بارات حضرت خدیجہ کے محل پہنچی آئی ہے ۔ وقت کے تقاضوں کے مطابق نکاح
کیا گیا ـــ دونوں طرف ـــ خطبے پڑھے جاتے تھے ۔ حضرت خدیجہ نے اپنے ورقہ بن نوفل کو
بلا لیا ۔ اور عمرو بن اسد نے خدیجہ کی طرف سے پڑھا ۔ حضور کے چچا ابوطالب کھڑے
کھڑے ہو گئے ۔ اور خطبہ پڑھا ۔ اور فرمانے لگے یہ ہم سارے مکی لوگ بیٹھے ہو ۔ تم جانتے ہو کہ حاجی
حج کرنے والوں کو پانی پلاتے ہیں ۔ اللہ نے ہمیں یہ خدمت دی ہے ۔ ہم اللہ کے گھر کے محافظ
ہیں ۔ اور قریش جیسی برادری نہیں ہے ۔ اور محمد کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے ہمارے
خاندان جیسا خاندان نہیں ہے ۔ اور ہمارے خاندان میں محمد جیسا کوئی نہیں ہے ۔ اور
ہم اپنے بیٹے محمد کا نکاح تمہاری بیٹی خدیجہ کے ساتھ کرنے کیلئے آئے ہیں ۔ اس کے بعد حضرت
خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد کھڑے ہو گئے ۔ اور خطبہ دیا کہ محمد جیسا ہماری برادری میں نہیں
ہے ۔ اور ہم نے اپنی بیٹی خدیجہ کا نکاح تمہارے بیٹے محمد کے ساتھ کیا ہے ۔ ساری برادری اٹھ کے
چلی گئی ۔ کھانا کھانے کے بعد ۔ اور دولہا ہنس گئے ۔ حضرت خدیجہ نے حضور کو اپنے گھر میں رکھ لیا
اور شادی کے پہلے دن ہی حضرت خدیجہ نے اپنی ساری دولت حضور کے قدموں پہ رکھ دی ـــ
سونے کا اونچا ڈھیر ہے ۔ اور ~~ساتھ~~ ساتھ جو ڈھیر لگا دیا ہے
تو شہنشاہ حسن دی نگری دا تے راج سلامت تیرا
میں اجڑی دا وارث تو سوہنا سنتا سن کر دیں گھر میرا ۔

سب کچھ وار گھولے سٹیے جندڑی جان دی ساری

بس تیڑی دا وارث تو ہوویں تے شرم رکھیں ہن میری۔

رات کو حضرت خدیجہ نے ساری دولت محبوب کے قدموں پر رکھ دی۔ اور ابھی تاجدار نے صبح کا سورج بھی نہیں طلوع ہونے دیا۔ ساری دولت مکے کے غریبوں میں تقسیم کر دی اور حضرت خدیجہ نے اُف بھی نہیں کی ــــ حضرت خدیجہ نے بتا دیا۔ کہ جہاں دلوں کے سودے ہوں وہاں مال نہیں دیکھے جاتے ــــ ساری دولت تقسیم ہو گئی۔ بکریاں ساری دولتوں اور امیری پر صدقے جاؤں ــ میرے نبی کو دس ہزار بکریاں ملی ہیں۔ گلی والے مدینے کی گلی میں جا رہے ہیں۔ صفوان بن امیہ نے میرے نبی کو طعنہ دیا۔ کہ محمد اب امیر ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا کہ دس ہزار بکریاں ملی ہیں۔ فرمایا آپ نے شوق شوق سے تو ابھی محمد کی امیری نہیں دیکھی ہے۔ فرمایا میری امیری یہ نہیں ہے کہ دس ہزار مجھ کو ملی ہیں۔ میری امیری یہ ہے کہ جا میں نے تجھے ساری بکریاں دے دی ہیں ــ وہ دس ہزار بکریاں لے کر جا رہا تھا۔ اور کلمہ نبی کا پڑھ رہا تھا۔ اور اپنے قبیلے کو بتا رہا تھا۔ کہ اے لوگو محمد کا کلمہ پڑھ لو۔ وہ اتنا مال عطا فرماتے ہیں۔ کہ غریبی کا خوف باقی نہیں رہتا ــــ امام اہلسنت فرماتے ہیں

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا۔ موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام۔

حضور کے گھر حضرت خدیجہ آ گئی ہیں۔ اور حضرت خدیجہ کے گھر حضور آ گئے۔ وہ سوہنا سجن والے جیسے خواب آتے تھے۔ آج وہ میرے گھر میں تشریف فرما ہیں ــ یہ وہ خدیجہ ہے اللہ نے اپنے محبوب کو بڑی بڑی بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ ساری اولاد حضور کی حضرت خدیجہ کے بطن سے ہے ــ یہ وہ امت کی ماں ہے۔ کہ جبرائیل نے آ کر سلام کہا۔ کہ خوش خبری دی ہے جنت کا محل ہے ــــ اور اللہ تو خود سلام کہتا ہے۔ میں اس کے سلام کا کیا جواب دوں ــــ اللہ تعالیٰ نے اپنا سلام بیان فرما دیا ہے۔ (الملک القدوس السلام المومن)

یہ میرے نبی کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہے۔ حضرت خدیجہ کی زندگی میں حضور نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا ــــ حضرت خدیجہ محبوبہ محبوب کائنات ہیں ــ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے کبھی اتنا ذکر فرماتے حضرت خدیجہ کا ــــ اے عائشہ اللہ جو ہو یا تو بڑی ہیں مگر خدیجہ جیسی ایک بھی نہیں ہے۔ اتنا پیار رہا حضرت خدیجہ کے ساتھ۔ جب بھی کوئی تحفہ آتا ــ گوشت تقسیم کرتے تو مکہ میں بھی بھیجتے تھے ــــ حضرت سیدہ زینب کا ہار کی بات

ساری عمر حضور کو حضرت خدیجہ کی یاد آتی رہی۔ آخری بار حضور خدیجہ کے پاس فرمایا۔ آپ خدیجہ سے ہی کائنات جنت کی انتظار میں ہے۔ اور جنت خود جس کی مشتاق ہے۔ آخری بار حضور سے بات ——— سرکار کی گود میں خدیجہ کا سر مبارک تھا۔ چند وصیتیں کیں۔ (۱) میری بیٹی نے تشریف رکھو۔ آنکھ میری کا ہو اور چہرہ میرا ہوں۔ (۲) خدمت میں کمی کوتاہی ہو گئی ہو تو مجھے معاف کر دینا۔ سرکار نے فرمایا آپ خدیجہ میں بہت راضی ہوں ——— (3) قیامت میں میری شفاعت کرنا ——— جنت میں اپنے ساتھ رکھنا۔ (۴) اپنا چادر مبارک کا کفن دینا ——— اللہ کی وحی نازل ہو گئی۔ اللہ نے خدیجہ کو جنت کا کفن دیا ہے ——— ہم اپنے فضل کی چادر میں عطا فرمائیں گے۔ میری فاطمہ کے ساتھ پیار کرنا ——— آپ خدیجہ پر میری جان ہے۔ ساری عمر حضور نے خدیجہ کی خواہش کو پورا کیا ——— نبی پاک نے ساری عمر حضرت فاطمہ کے ساتھ پیار کیا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے دنیا ——— سے انتقال فرمایا۔ یہ وہ ہستی ہیں کہ گنبد کی خوشبو ہیں۔ سب سے زیادہ حضور کی رفاقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حاصل فرمائی ہے ——— عاجز نے کوشش کی ہے فرمایا۔

واہ واہ بھاگ جنہاں دے دلبر رسول بسیرا۔

جیو ندیاں وی جیوں رکھے تے موئیاں وی اک ڈیرا۔

اُن کے مقدر پہ قربان جن کو گلی والے کے ساتھ رہنے کا موقعہ ملا ہے۔

دھیاں لئی پردیس دے بابل تے پتراں لئی جاگیراں

چپ رہنا منہ کجو نہ کھسنا ایہہ دھیاں دیاں تقدیراں۔

جن کی مائیں زندہ ہیں اللہ سلامت رکھے۔ اور جن کی مائیں دنیا سے پردہ کر گئیں اللہ تعالیٰ ان سب کی قبور کو منور فرمائے۔

۲۰۲۵ — ۵ — ۱۲

۱۴۴۶ — ۱۱ — ۱۴

۱۸ — ۲ — ۱۲ — ۱۱

(بروز پیر وار)

سیدہ حلیمہ سعدیہ

الم یجدک یتیماً فآوی - اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب ہم نے آپ کو یتیم پایا تو پھر آسرا دیا۔
اللہ تعالیٰ اس مبارک آیت کریمہ میں بے شمار مضمون ارشاد فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے
نبی محبوب دو عالم ﷺ کو پیدا فرمایا سرکار دو عالم ﷺ کے والد گرامی حضور کے والد گرامی دنیا حضور کی
ولادت سے پہلے دنیا سے انتقال فرما گئے۔ سرکار جب دنیا میں تشریف لائے تو یتیمی کی
حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی حالت اس واسطے وارد فرمائی۔ کہ قیامت
تک کے یتیموں کا آسرا نبی کے سرکار کائنات تشریف لائے۔ صرف حضور یتیم ہی نہیں دُرِّ یتیم
بھی ہیں۔ ایک ایسے ہیرا اور لعل ہیں۔ اور ایسے موتی ہیں۔ جو نایاب ہیرا ہے۔ اور اس
محبوب جیسا کائنات میں کوئی دُرِّ یتیم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والد گرامی کا ولادت سے پہلے انتقال
چھ سال کی عمر میں والدہ کا انتقال آٹھ سال کی عمر میں دادا کا وصال یہ سارے سائے اللہ کریم
نے سر سے اٹھا لئے فرما دیا۔ فرمایا محبوب میری قدرت کا ارادہ ہے۔ کہ یہ سارا سر پر میرا سایہ
رہے۔ کہ میں دو جہان میں آپ کا سایہ کر دوں گا۔ بتانا یہ مقصود تھا۔ کہ محبوب کو
کسی آسرا کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ساری کائنات محمد کے آسرا کی محتاج ہے۔ ارشاد
فرمایا کہ الم یجدک یتیماً فآوی۔ تب ہی جب سرکار دو عالم کسی یتیم کو دیکھتے ہیں۔ پھر اپنی یتیمی یاد
آجاتی ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا اے حبیب ﷺ کسی سائل کو جھڑک نہ مارو۔ کسی یتیم کو بے آسرا
نہ چھوڑنا۔ نبی پاک علیہ السلام یتیموں کے ساتھ خاص شفقت فرماتے تھے۔ نبی پاک علیہ السلام
نے فرمایا جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے
آ گئے اتنے اس کے گناہ بخشش دیئے جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یتیم بچوں کے ساتھ خاص
شفقت فرماتے تھے۔ مدینہ کی گلی میں بچے کھیلتے تھے۔ تو آپ گلی کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا
کر بچوں کو دیکھتے تھے۔ ایک صحابی اپنے بچے کو کہنے لگا۔ کہ آؤ گھر چلو۔ نبی پاک نے اشارہ کر کے
فرمایا کھیلنے دو۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر بچے کو لینے کے لیے آ گئے۔ فرمایا چلے جاؤ۔ جب تیسری بار
آئے۔ فرمایا لے جاؤ۔ اس صحابی نے اپنے بچے کو انگلی کے ساتھ لگا کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دو بار کیوں نہیں جانے دیا۔ حضور نے فرمایا دیکھو ان بچوں میں ایک یتیم بچہ کھیل رہا تھا۔ تم اپنے
بچے کو لے جاتے تو اس کو خیال آتا کہ کبھی میرا باپ ہوتا تو مجھے بھی لے جاتا۔ فرمایا اس یتیم کی
دلگیری ہو جاتی۔ کہ سب نے مجھے اللہ کا محبوب کھیلتے دیکھ رہا ہے۔ ارشاد فرمایا میں بتانا چاہتا
ہوں کہ جس کا کوئی نہ ہو۔ میں اس کا بن کے آ گیا ہوں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں

ہاں شفقت فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا میرے حبیب ہم نے آپ کو یتیم پایا تو آسرا عطا فرمایا۔ آج ہم
حضرت حلیمہ سعدیہ کا ذکر کریں گے۔ وہ حضرت حلیمہ سعدیہ کائنات کی سب سے
زیادہ خوش نصیب انسان ہیں۔ جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی دولت عطا فرمائی
گئی ہے۔ نبی پاک جس دور میں حضرت حلیمہ کی گود میں تشریف لائے۔ اس دور
میں خصوصاً امراء رؤساء اپنے بچوں کو دیہات میں پالتے تھے۔ تاکہ بچہ کھلی فضا
میں پل کر آئے۔ صحت مند رہے۔ خصوصاً بنو سعد قبیلے میں پالتے تھے۔ کہ اس علاقے
کی زبان بڑی میٹھی تھی۔ لوگ چاہتے تھے۔ کہ بچہ اس علاقے میں پل کر آئے۔ فصاحت
وبلاغت والی حسن و جمال والی زبان میں کلام کرے۔

ایک دن حضرت سیدنا صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی
عرب میں اور ہم بھی عرب ہیں۔ مگر یا رسول جب آپ کلام کرتے ہو۔ جملہ چھوٹا ہوتا ہے
اس کے معانی و مطالب رموز و اسرار زیادہ ہوتے ہیں۔ (۲۱ — ۸۰)
چھوٹی بات میں بڑی بات کر جاتے ہو۔ سرکار نے فرمایا اے صدیق آپ کو نہیں معلوم۔ ایک تو یہ
ہے کہ میں بنو ہاشم میں پیدا ہوا۔ اور دوسرا وجہ یہ ہے کہ میں بنو سعد قبیلے سے پل کر آیا ہوں۔
اس قبیلے میں پل کے آنے پر میرے بیان کو بھی ناز ہے۔ حضور علیہ السلام کی بڑی رضاعی والدہ
ہیں۔ دودھ پلانے کے وقت کو رضاعت کہا جاتا ہے۔ اور جو ماں دودھ پلاتی ہے اس کو رضاعی ماں
کہا جاتا ہے۔ جو دودھ والے رشتے ہوں ان کو دودھ کے رشتے کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب
کیلئے جن لوگوں کو منتخب فرمایا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ۔ اپنی والدہ کے بعد حضور علیہ السلام
نے بڑی عورتوں کا دودھ پیا ہے۔ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ایک حضرت ثویبہ ہے۔
یہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ جس کو حضور کی ولادت کے وقت ابولہب نے انگلی کا اشارہ کر کے آزاد کیا
تھا۔ اسی لونڈی نے حضور کے چچا حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا۔ حضرت ابوسفیان بن حارث
ان کو بھی دودھ پلایا۔ حضرت ابو سلمہ کو بھی دودھ پلایا۔ یہ سارے نبی پاک علیہ السلام کے
رضاعی بھائی تھے۔ حضرت امیر حمزہ حضور علیہ السلام کے چچا بھی لگتے ہیں۔ اور رضاعی بھائی بھی ہیں

ایک دن حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ۔ آپ دوسروں کی عورتوں
کے ساتھ شادی فرما رہے ہو۔ اپنے خاندان قریش میں بھی ایسی عورتیں ہیں۔ جن کو منتخب
کیا جا سکتا ہے۔ تو آپ ان سے شادی نہیں فرما رہے۔ (۵۶ — ۱۰) حضور علیہ السلام

اے علی آپ کا اشارہ کدھر ہے۔ آپ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ حضرت حمزہ کی بیٹی ہے۔ وہ بڑی سلیقہ مند ہے۔ یا رسول اللہ بڑی ذہین خاتون ہے۔ آپ اس سے شادی کیوں نہیں فرماتے سرکار نے فرمایا اے علی۔ وہ چچا کی بیٹی تو ہے مگر میں نے اور چچا نے ثوبیہ کا دودھ پیا ہے امیر حمزہ میرے چچا بھی ہیں اور میرے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو رشتے نسب کے سے تو حرام ہو جاتے ہیں۔ وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ اور جو رشتے نسب سے حلال ہوتے ہیں۔ وہ رضاعت کے ساتھ بھی حلال ہوتے ہیں۔ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے وہ میری بھتیجی لگتی ہے۔ یہ رضاعت کے رشتے تھے نبی پاک علیہ السلام کے۔

اس کے علاوہ حضرت عاتکہ قبیلہ بنو سلیم کی ایک عورت ہیں۔ اس نے بھی حضور علیہ السلام کو بھی دودھ پلایا ہے یہ رضاعی والدہ ہیں نبی پاک علیہ السلام کی۔ اور قبیلہ بنو سلیم کی تین عورتوں نے بھی حضور کو دودھ پلایا ہے۔ ان تینوں کا نام عاتکہ ہے اک دن حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِک = فرمایا میں تین عواتک کا بیٹا ہوں۔ عواتک عاتکہ کی جمع ہے۔ یہ بھی حضور علیہ السلام کی رضاعی والدہ ہیں۔ یہ رضاعی رشتے ہیں حضور علیہ السلام کے۔ چوتھی عورت کائنات کی سعادت مند خاتون جن کا نام حضرت حلیمہ ؓ ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کچھ عورتیں ہیں۔ جنہوں نے بچپن میں حضور علیہ السلام کی خدمت کی ہے۔ ان میں حضور علیہ السلام کی پھوپھی حضرت صفیہ ؓ بھی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت ام ایمن نام ان کا برکت ؓ تھا۔ حبشن عورت تھی۔ حضور علیہ السلام کے والد گرامی کو اپنے خاندان کی طرف سے لونڈی غلام ملیں۔ آپ کے وصال کے بعد حضور علیہ السلام کی خدمت کی۔ نبی کریم علیہ السلام نے آپ کو آزاد کیا۔ اس نے بھی بچپن میں حضور علیہ السلام کو کھلایا۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ پیار کیا۔ خدمت کی۔ ان کو دیکھ کے نبی کریم فرماتے۔ اُمّی بَعْدَ اُمّی۔ میری ماں کے بعد میری ماں ہے۔ رنگ کالا تھا۔ حبشن تھیں۔ دو صحابہ کی آپس میں گرما گرمی ہو گئی۔ ایک نے دوسرے کو طعنہ دیا کہ جا اوئے تیری ماں کا رنگ کالا ہے۔ کالی ماں کے بیٹے۔ سرکار دو عالم کے کانوں میں آواز آئی۔ سرکار تڑپ گئے۔ فرمایا خبردار کوئی کسی کی ماں کو کالا نہ کہے۔ میں آمنہ گوری ماں کا بھی بیٹا ہوں اور میں ام ایمن کالی ماں کا بھی بیٹا ہوں۔ فرمایا میں محمد کی ایک ماں کا

رنگ بھی کالا ہے۔ اتنا پیار ہے حضور علیہ السلام کو ان بچپن کی یادوں کے ساتھ۔
سرکار دوعالم کی خدمت کی — ایک اور خوش نصیب عورت ہے جس کو بچپن میں
کملی والے کی خدمت نصیب ہوئی ہے — وہ حضرت حلیمہ کی بڑی بیٹی اصل نام ان کا حضرت حذافہ
بنت حارث ہے۔ ویسے تاریخ کی دنیا میں آپ کو حضرت شیما کہا جاتا ہے۔
اس نے بھی بچپن میں حضور علیہ السلام کو کھلایا ہے۔ حضور کے ساتھ محبتوں کے دن گزارے۔
اللہ کریم نے ارشاد فرمایا الم یجدک یتیما — جب سرکار تشریف
لائے دائی حلیمہ کی گود میں۔ تو حضرت حلیمہ دور علاقہ ہے۔ طائف سے تقریباً 3 گھنٹے
کا سفر ہے۔ رمضان المبارک میں جب حضرت حلیمہ کے گھر میں حاضر ہوا۔ ——
حضرت حلیمہ کے گھر کے حالات — ایک رات خواب میں آنے والا آیا۔ حضرت عمر بن
ابن جوزی نے المولد العروس میں لکھا ہے — دودھ پلانا باہر سے اس نے کہا میں تیرا
شکر ہوں — اور مکے میں آجاؤ۔ مکے میں رحمتوں والا خدا کا محبوب آگیا ہے۔
واہ واہ کی حلیمہ تیرے تو ادھ گوہر کمایا جانا ہے — ابھی حضور نہیں آئے مگر خوشخبریاں
ملنی شروع ہو گئی ہیں — ایک یتیم بچہ گود لے لو گوہر پایا جانا ہے — اپنے خاوند سے
مشورہ — اور مکے کی طرف سفر شروع کر دیا — اور خانہ کعبہ میں دعائیں —
اے اللہ مجھے ایسا نصیب کوئی ہمیشہ زبان رو بند کرو ... آگیا ہے جس جیسا امیر
کوئی نہیں ہے۔ (۴۴-۲۹) اے رب میری جھولی میں رحمت کا قطرہ ڈال دے۔ آواز
آئی اے حلیمہ رو نہ تم تو قطرہ مانگتی ہے — ہم تو سارا رحمت کا سمندر تیرے واسطے لکھ چکا ہے۔
کعبے سے بھی آواز آرہی تھی — واہ واہ تی حلیمہ تیرے کیا کہنے — کعبے میں بابا
بات چیت — کعبے سے آواز آرہی تھی کہ میرے محبوب کو غریب دائی کو دے دینا۔
مکان بڑا کیا ہے۔ مگر ایمان پکا ہے — محل میں جا رہی تھی — سرکار کے گھر میں
حلیمہ آ گئی — فرشتے جھولا جھلا رہے ہیں — (۴۹-۳۵) ننھے گھوڑے سے نور نکل
رہا ہے — اے حلیمہ جس کے گھر کا یہ کمال ہے۔ تو چہرے کا کیا کمال ہوگا — ارشاد فرماتی ہیں
کہ میں چلتی چلتی ننھے گھوڑے کے قریب چلی گئی۔ حضور سیاہ رنگ کے کمبل میں تشریف فرما ہیں۔
میں نے گود میں اٹھا کر سینے پر ہاتھ رکھا — تو آنکھوں کو کھول کر مسکرا دیئے — اور سال میں
پوچھا ہوگا کہ اے اماں آ گئی ہو۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی ملنے والی

کا دودھ نہ پیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی مشرک ماں کا دودھ نہ پیا۔ مگر
محمد رسول اللہ کب پی سکتے تھے۔ انما المشرکون نجس۔ معلوم ہوا کہ حضور نے
حضرت حلیمہ کا دودھ پیا ہے۔ وہ مشرک نہیں تھی۔ اللہ نے ایمان والیوں کے
دودھ اپنے نبیوں کو پلائے۔ اور صرف حضور کی طرف رضاعی مائیں نہ تھیں۔ بلکہ جس کا
تعلق حضور سے تھا۔ وہ سب ایمان والے تھے۔ وہ سب حضور پر ایمان لائے۔ یہ
حضور کا فیض تھا۔ جس جس نے حضور سے رشتہ کر لیا۔ وہ ایمان والا ہو گیا۔
حضور نے مسکرائے اے ماں یہاں بڑی بڑی آئی ہیں میں نے کسی کی طرف توجہ نہ دی
میں تو صرف تیرا انتظار کر رہا تھا۔

ے چکیا جدوں حلیمہ شاہ ابرار نوں کدے ویکھے جن وٹے کدسا وچھے کارلوں
تھوڑے دن کے بعد واپسی کا جہاں سے گزر رہی تھی۔ وہاں سے مبارک باد۔
ے بڑی ٹوٹ تو شہر بائی حلیمہ نے بنی توں محمد دی دائی حلیمہ نے
سواری جلدی سے گزری عورتوں نے ایک دوسری سے پوچھا سوار
بدل گیا ہے (مفتی احمد یار نعیمی) بازو کو ٹوٹنے کے بعد تو مس کیا
ڈاکٹر جوڑ کے کام چلاتے ہیں۔ مدینے والا ٹوٹیاں ہڈیاں سے بھی کام چلاتے ہیں۔ (خواجہ غلام فرید)
ے محمد محمد کرسندیاں گزر گئی لمیاں دے بنڑ دی سجند گزر گئے۔
حلیمہ دی ڈاچی دا کرکے تشکر کمرے ڈاچیاں دیاں چید گزر گئی۔
ڈاچی کے پاؤں کے نیچے سبزہ۔ سارا علاقہ خوشبو کے ساتھ معطر ہو گیا۔
ڈھونڈتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی خوشبو پورا مصر مہک اٹھا۔ اور جب کملی والا
آجائے۔ گھر سے غربت ختم ہو گئی۔ حلیمہ کے خاوند نے دودھ دوہا۔ ہم سارا
گوشت تھا۔ گھر والے برکت۔ حضرت حلیمہ سے عورتیں حسد کرتی تھیں۔
چار سال کی عمر میں سرکار چل گئے۔ آخر میں ہے عمر (۵۹-۵۲) انبیاء کی عمریں۔
صحابہ کرام کو فرشتے سلام فرماتے ہیں۔ لعمرک۔ کوئی مثل نہ جانی دا
پہلی بات سرکار نے کیا فرمائی۔ اللہ اکبر۔ کبیرا والحمد للہ کثیرا (۵۵: ۵۶)
حضرت حلیمہ فرماتی ہیں اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح قدرت کملی والے کی تربیت کر رہی ہے
یہاں بچوں جیسی کوئی بات ہی نہیں۔ ہمارے بچوں کو ہوش نہیں مگر اس مدینے والے محبوب

کو جو چیز پکڑوائی تھی سرکار بسم اللہ پڑھتے تھے۔ جو کام دائیں ہاتھ کا ہے بچپن سے مگر بائیں سے
نہیں ہے۔ جو کام دیکھتی ہوں عقلمند والا — اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں
ے اللہ اللہ بچپن کی پھبن — اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام۔
بچہ کوئی بھی ہو مگر ہوش میں نہیں آتا — وہ اپنی ماں یا بہنوں کا محتاج ہوگا۔ اس نے
حاجت کرنی ہے پیشاب کرنا ہے تو ماں باپ کا محتاج ہے۔ بس اک ہی مدینے کا
تاجدار ہے۔ جو کسی کا محتاج نہیں ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں مجھے سرکار کو کبھی بھی نہ
دھلانا پڑا — ایسا لشکارا اللہ ماواں والا مہاراں رسول کے۔ کنواری کسی سے زیادہ اللہ
نے لاکھ درجہ زیادہ صاف نظیف بنایا ہے — صرف جوانی میں ہی نہیں بلکہ بچپن میں بھی تھے۔
جب جسم ننگا ہو جاتا تو سرکار نے رکھا۔ میں نے دوڑ کے جانا تو پہلے ہی کسی نے ڈھانپ
دینا — حضور نے کبھی بستر خراب نہ کیا — وقت مقرر تھا۔ بول و براز کا۔ حلیمہ
فرماتی ہے حضور کی ہر ادا ہی نرالی ہے کائنات میں — ایک دن عورتوں نے کہا۔ ہم کپڑے
کنویں پر دھوتی ہیں مگر تم کبھی نہ آئی — آپ فرماتی ہیں مجھے کبھی ضرورت ہی نہ پڑی۔
کیوں۔ تیرا بھی لعل ہے ہمارے بھی لعل ہے۔ تیرا لعل ہے تو ہمارے بھی لعل ہیں۔ فرمایا تمہارے بچے
کپڑے پلید کر دیتے ہیں مگر یہ پلید والوں کو بھی پاک کر دیتا ہے۔ ورنہ کلیم کی عظمتیں سارا
آنے والا محبوب۔

حلیمہ فرماتی ہیں جب سورج کی طرح چہرہ آتا ہے اور آ جاتی ہے — نور کا سایہ ہوتا
ہے۔ ہمارے علاقے میں سبزہ ہو گیا۔ علاقے والے امیر ہو گئے۔ یہ ساری برکات تیرے محبوب
کی ہیں۔ سرکار نے بکریوں کو چرانا۔ سرکار کی تلاش — مشتمات کیا۔ بادل
نے سایہ کر دیا — پیغمبروں کے اسم محمد کسی گھر میں ہو وہ بمطابق عظمت والا ہے۔ لہذا جس گھر میں
خود حضور علیہ السلام ہیں ۲ سال گھر — حضرت حلیمہ کا دل بھی کرتا ہوگا۔ کہ میں
لوگوں کو بتاؤں کہ آکر دیکھو — حلیے میں حضرت حلیمہ حضور کو لے کر گئی۔ کاہنوں
نے دیکھا۔ بڑے کاہن — کے پاس — حضور کی زیارت کرتا ہو۔ آنکھوں میں
سرخ ڈورے — مہر نبوت کو دیکھا — کتابوں میں ذکر — سرداران حرم کو کہا —

١٤—٠٥—٢٠٢٥ تو باہر نہ کھسک جا یہ بانکیاں چالاں والا
١٦—١١—١٤٤٦
-٤—٥- PM حضور ساڑھے چار سال حلیمہ کے گھر — بھاری قدم رکھا تاکہ۔
-٥-

واذکر فی الکتاب ابراہیم ؑ ـــ آج کا موضوع جدالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ
کی سیرت پاک ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یاد کرو میرے ابراہیم علیہ السلام کو
قرآن کتاب میں ـــ ابراہیم علیہ السلام بڑے سچے نبی تھے ۔ اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام
کو جدالانبیاء کہا جاتا ہے ۔ ابوالفیضان بھی آپ کی کنیت ہے ۔ ابراہیم علیہ السلام کے بعد
جتنے بھی نبی آئے سب کے سب انبیاء علیہم السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے پیدا
ہوئے ۔ مگر ابراہیم علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ آخری نبی خاتم النبیین رسول کریم
علیہ السلام تاجدار انبیاء ؐ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں پیدا ہوئے ۔ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کو پڑھیں تو آپ کی ساری حیات طیبہ امتحانات سے
گزر رہی ہے ۔ اللہ کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل اور دوست بنا لیا ۔
ارشاد فرمایا واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا ۔ دوست بنا کر اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم کو
عشق کی بھٹی میں ڈال کر اپنا دوست بنا کر امتحان لے کر اللہ کریم نے آنے والے لوگوں
کو ارشاد فرمایا ۔ جب بھی تم پہ امتحان آ جائے تو میرے انبیاء کو یاد کرنا ۔ میرے خلیل کی
زندگی کو یاد کرنا ـــ کہ میں نے اپنے دوست سے بھی امتحان لیے ۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
سے بھی ہر طرح کا امتحان لیا ـــ

اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو جس زمانے میں پیدا فرمایا ۔ عراق کا شہر بابل
بابل شہر کا ایک محلہ ہے جس کا نام قوثی ۔ اس محلے کے اندر اللہ تعالیٰ نے حضرت تارخ بن ناحور
آپ کے گھر میں پیدا فرمایا ۔ اس دور کے اندر نمرود بادشاہ وقت ہے ۔ علماء نے فرمایا پوری
کائنات کے اندر چار بادشاہ ہوئے جنہوں نے ساری کائنات پر بادشاہت کی ہے ۔ ان چار بادشاہوں
میں ایک نمرود بھی ہے ۔ کہ جہاں ـــ سورج طلوع ہوتا ہے ۔ جہاں جا کر غروب ہوتا ہے ۔ یہ ساری
بادشاہت کرنے والا نمرود بھی ہے ۔ وہ خدائی دعویٰ کر رہا ہے ۔ اپنے آپ کو انا ربکم الاعلیٰ
کا اعلان کر کے نمرود اپنے آپ کو اس دور میں سجدے کروا رہا ہے ۔ نمرود نے خواب دیکھا ۔
ـــ نجومیوں نے تعبیر بیان کی ـــ بچہ کا قاتل نمرود ـــ اللہ سے مقابلہ ـــ
اللہ کریم نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا ـ غار میں ولادت ـــ حسن و جمال ۔
ـــ سورج وانگ نورانی مکھڑا نظر نہ لگتی جاوے ۔ بجے پتھر دل والا تکے تے اکھیں پانی آوے ۔
رات کو نمرود نے خواب دیکھا ۔ صبح نجومیوں نے بتایا کہ جس کو دنیا میں نہ آنے کے

اتنے انتظام کر لیئے وہ بچہ اس دنیا میں آ گیا ہے ۔

الحمدللہ کہ ہمیں نے فرمایا واذکر فی الکتٰب ابراہیم ——— ہم ابراہیم علیہ السلام کو یاد
کر کے قرآن کے حکم کو پورا کر رہے ہیں ۔ جب ابراہیم دین حنیف لے کر آئے ۔ اور ہم
اللہ کا شکر کرتے ہیں ۔ کہ اس نے ہمیں ابراہیم علیہ السلام کی ملت میں پیدا فرمایا ۔
ہم دین ابراہیمی پر ہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ماں کی گود میں آئے ۔ غار
کے اندر ولادت ۔ سامنے پتھر رکھ دیا ——— کسی کو نہ بتایا ——— ماں کو فکر ہے کہ میرا
بیٹا کیا کھاتا ہوگا ——— جب ماں غار کے قریب آئی تو پتھر خود ہٹ گیا ۔ جب
دیکھا ۔ ہاتھ کی انگلیاں منہ میں رکھی ہیں ۔ شہد اور دودھ نکل رہا تھا ——— انگلیاں چوس
رہے تھے ۔ جب دیکھا تو والدہ کو تسلی ہو گئی ——— کہ میرے ابراہیم کی رکھوالی کرنے والا کوئی
ہے ——— والدہ ہر روز اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے آتی ——— ابراہیم غار میں تشریف فرما ہیں
اور دوسری جانب نمرود کو ہر وقت فکر ہے کہ وہ بچہ کہاں ہے ۔ آٹھ سو سال نمرود کی عمر ہے ۔
ابراہیم علیہ السلام غار میں پلتے رہے ——— یہاں تک کہ چلنے کے قابل ہوئے ۔ اپنے والد
سے متکلم ہوئے ——— خدا کے گھر کے بارے میں ——— پالنے والے کے بارے میں سوال کیا ———
نمرود کو کون پالتا ہے ——— اپنے والد سے گفتگو ——— ہم وہی ہیں ——— ابراہیم
علیہ السلام کو والد ملنے آئے ——— حسن و جمال ——— دنیا کا ماحول دیکھا ——— آزر بت
پرست تھا ——— ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ بت بیچ کے آؤ ——— آزر کے بیٹے بھی مذمت
کر رہے ہیں ——— ایک عورت نے بت کے بارے میں سوال کیا ۔ اس کو چور لے گئے ۔ جو اپنی
حفاظت نہیں کر سکتا ——— وہ کہاں ملے گا ۔ فرمایا بن کے دامن سے ملتا ہے ۔
ابراہیم کا کلمہ پڑھا تو حاتی عورت ہو گئی ——— آغاز تبلیغ ——— بتوں کو ذلیل ۔ بکریوں
کو چرانا ——— ایک ہزار مثقال سونے کا ہار ڈالا ۔ ۰ کتے کے گلے میں سونا ۔ فرمایا دنیا کی چیز ہے جہاں
خوبصورت ہے میں نے وہاں ڈال دی ہے ——— بارہ ہزار بکریوں ———

کدی لعنت اس دنیا اُتے پوری دنیا دارا ہو ۔
بنہاں راہ مالک دے خرچ نہ کیتی اوہ لین غضب دیاں ماراں ہو ۔
پیو واں کولوں پتر کہاوے پُٹھ دنیا مکاراں ہو ۔
بنہاں ترک دنیا دی کیتی کامل باہو لیسن باغ بہاراں ہو ۔

فرشتوں نے عرض کی یا اللہ — ابراہیم بکریاں چرا رہے تھے — فرشتوں نے
ذکر الہی کی — فرشتوں نے عرض کی اللہ نے بھی دوست چن کے بنایا ہے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مناجات میں تشریف لائیں گے۔ تو ہر طرف نگاہ اٹھی ہوگی
کہ وہ دیکھو اللہ کا دوست آرہا ہے — سالانہ مبتلا قوم کا — ابراہیم کا
پروگرام اور ہے۔ اپنی قوم کو سمجھانے کا ارادہ — بت خانے چلے گئے۔ کافر بھی بت
خانے جاتا ہے۔ اور مومن بھی جاتا ہے — اللہ کے خلیل کی 16 سال کی عمر ہے۔
تمام بتوں کو توڑ دیئے — یہ خلیل کی دلیل ہے — یہ آبا بت بتوں والے ولیوں
پر لوگ لگاتے ہیں۔ بت بت ہوتا۔ ولی ولی ہوتا ہے — قوم نے بات نمرود تک پہنچا
اس نے تاریخ دے دی — ابراہیم نے مردے زندہ کیے جانے میں سوال کیے — رب ارنی
کیف تحی الموتیٰ — اگر تعلق ہو مردہ پرندوں سے — وہ آجاتے ہیں۔ پیدا راہی تو زندہ
ہے۔ اگر ابراہیم مردہ پرندے کو آواز لگائیں تو پرندہ کیا ہنستا ہے۔ ہم کو آواز ہی زندہ کو مار
ہیں — نمرود نے پوچھا کہ مناظرہ کیا — نمرود کو جھٹکا لگا کہ یہ وہی تو ہنستا ہے
جو زندہ کرتا ہے اور مارتا بھی ہے — ابراہیم صدیق نبی ہے۔ اسماعیل صادق نبی ہے
صادق وہ ہوتا ہے جو واقعے کے مطابق خبر دے۔ اور صدیق وہ ہوتا ہے جو بول دے
اسی طرح ہو جاتا ہے — ابراہیم کی صدیق ہے — ابوبکر صدیق بھی ہیں۔

جنگ احد کا واقعہ — عارف کھڑی

سے میسے مرد صفائی والے جو کچھ آکھن زبانوں

مولا پاک منسوں اوہو۔ پکی خبر اسانوں۔

اللہ نے فرشتوں کو فرمایا کہ سورج کو مغرب سے طلوع کر دینا — دو منکروں کا فیصلہ۔
فرمایا ظالم تجھے سمجھ نہ آتی گی۔ میں تو دیکھنے آیا ہوں کہ کیسے زندہ کرتا ہے۔ اللہ نے اپنے
خلیل کو پہلے ہی دکھا دیا — اپنے خلیل کے ایمان کو مزید پختہ کر دیا — ابراہیم علیہ
السلام کی معراج کا ذکر — معراج پر محمد ﷺ ہو کر — وکذلک نری ابراہیم ملکوت
— بندہ گناہ کر رہا ہے — اللہ نے فرمایا اگر تم میں بھی دیکھو — ابراہیم گناہ کرتا بندہ
مر رہا ہے ہیں مگر مرنے کا تا ہدار نے معراج — وہ گناہگار بچایا جائے گا — السما
کہ ہم پتہ اور میرا رسول ہے۔ نمرود نے ابراہیم کو جلانے کا حکم دیا۔ —

ابراہیم کا امتحان شروع ہوا۔ خالق کائنات نے فرمایا ولنبلونکم بشئ من الخوف ۔ نمرود کے دربار میں خوف نہ تھا — عمار والی بھوک — بارہ ہزار بکریوں کا — جان کا امتحان۔
آگ جلانے کیلئے پروگرام ۔ چھپکلی نے پھونک لگائی — نبی کے گستاخ کو مارنا ثواب
عاذی علم دین نے بتایا — نبی کا گستاخ جانور نہیں بچ سکتا تو کیا — پرندہ
چونچ سے پانی — یوسف علیہ السلام کی بولی جاتی آئی ہے — (۸۲—۱۸—۰۱)
مائی نے کہا ۔ قیامت کے دن آواز آئے گی — کملی والے محبوب ہم بھی آئے ہیں ۔
ہمارا عشق بلال جیسا نہیں ۔ ولید، عتبہ وغیرہ ۔ جہاں عاشقوں کا نام آئے گا۔
وہاں ہمارا بھی نام آئے گا — حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں رکھ کے —
ہر مخلوق رو گئی — پہاڑ بھی روئے ۔ سمندر ۔ بادل ۔ جانور بھی پرندے بھی رو دیے ۔ زمین
و آسمان — یا اللہ ابراہیم کو بچا — فرمایا ۔ جاؤ ۔ اگر ابراہیم مدد لیتا ہے تو کر جاؤ۔
جبرائیل آئے ۔ کوئی حاجت نہیں ہے — فرشتے آئے — ہواؤں کا فرشتہ ۔ سمندر
کا فرشتہ — جبرائیل نے عرض کیا ۔ تیرے سے کوئی حاجت نہیں ہے ۔ جلیل بلانے پر
راضی ہے ۔ خلیل جلنے کیلئے راضی ہے ۔ تو کون ہے (۳۸—۲۴—۰۱)
اس وقت جبرائیل نے عرض کی اے نبی اللہ اگر میری مدد نہیں حاصل کرنی تو اسی سے مانگ
لو ۔ فرمایا اس کو معلوم ہے وہ حفاظت بھی خود ہی کرے گا ۔ اگر مدد نہیں طلب کرنی تو
پیغام دے دوں — میں وہاں جا سکتا ہوں جہاں کوئی بھی نہیں ۔ جب معراج کی رات
جبرائیل کو سرکار نے فرمایا — میں وہاں چلا ہوں جہاں تم نہیں جا سکتے ۔
قیامت کے دن آپ کے امت — پل صراط — گزریں — مخلوقات
نے عرض کی ۔ فرمایا خاموش ۔ آج یار یار کا معاملہ ہے ۔ فرمایا یار کو ان پر آواز سے
ابراہیم علیہ السلام باغ میں آئے — ابراہیم کی والدہ نے دیکھا تو جان کو بلا لیا —
والدہ کی خدمت کی — جتنے حسن و جمال والے دن آگ میں گزارے ہیں ۔ 40 دن
آگ میں رہے — نمرود حیران ہے ۔ باہر تشریف لائے — حضرت سارہ کے ساتھ
شادی ہو گئی — حضرت یوسف کا حسن دادی سارہ کی طرف سے ملا تھا ۔ مچھر
نمرود کے دماغ میں رہا — 400 سو سال ۔ حکماء نے کہا — راستے میں بادشاہ کے
ساتھ ۔ ہاجرہ کے ساتھ شادی — رب ھب لی من الصالحین — اسماعیل بیٹا۔

خانہ کعبہ کی جگہ چھوڑ دی — شام ملک سے مکہ واپسی — اسماعیل کی قربانی۔
پانچواں امتحان اولاد کو ذبح — یہ فیضان نظر تھا۔ یا مکتب کی کرامت تھی —
ماں نے والد کا ادب سکھایا — اسماعیل کہہ سکتا تھا پہلے تو جنگل میں چھوڑ گئے
ماں نے کہا بیٹا باپ اگر ذبح بھی کر دے تو — بے ادبی نہ کرنا — ماں تیرے
تے ناز کریں گے — ستر بار چھری چلائی — چھری نے کہا ابراہیم آگ کا کام جلانا ہے
— جنت کا دنبہ آیا — یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا — گلے پہ چھری چلائی ہے بولا
ہی نہیں — تیری دعا کا اثر ہے۔ جس طرح کا طلب کرتا رہے ویسے کا عطا فرمایا ہے
تیرا بیٹا ہم نے واپس نہیں — ہم نے بتا دیا — ایک دن بیٹے کو بوسہ دیا تھا۔
تو فرشتوں نے شور مچایا کہ یا الٰہ خلیل تیرا ہے مگر پیار بیٹے سے کرتا ہے — اللہ نے فرمایا
میں نے درست اس طرح کا بنایا ہے۔ حکم ملے تو قربان کر دے گا — بیٹے کی طلب
میں رب رب کرتے ہوئے دیں اچھا لگتا تھا — پہلے توجہ میری طرف تھی بعد بیٹے کی طرف ہو گئی۔
قربانی کی طرف دھیان میری طرف تھا — یہ سودا نقصان والا نہیں ہے — باپ بیٹے کی
سنا دوست گھر میں گفتگو — میں تیرا سخی ہوں اللہ نے فرمایا۔ جان تیری بھی بخش لی۔
بیٹا تیرا بھی بخش لیا۔ اجر دونوں کو عطا فرمایا ہے۔ (آخری وقت عزرائیل سے
ملاقات — پیغام ملے — بچپن سے جوانی — بڑھاپے — بال سفید ہو گئے — میرا کام
تو کر — کبھی یار نے بھی یار کو مارا ہے۔ مگر یار نے انکار بھی کبھی نہ کیا، جب بھی بلایا
جائے — معمول کو سونگھا — روح پرواز کر گئی —

۱۵ — ۵ — ۲-۲۵
۱۸ — ۱۱ — ۱۴۴۷
۸ — ۱۵ — pm

49 - سیدہ زینب بنت علیؑ

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ـــــ سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ علیہ السلام
جو حضرت سیدہ خدیجہ کی نواسی ہیں ۔ امام حسنین کریمین کی ہمشیرہ ہیں ۔ اور عظیم خاتون
ہیں ۔ ۵ ہجری میں ۵ جمادی الاولیٰ کو حضرت سیدہ زہرا کو زینب بیٹی اللہ نے عطا کی ۔
جب آپ کی ولادت ہوئی تو سرکار سفر میں مدینہ سے باہر تھے ۔ حضرت سیدہ پاک نے مولا علی کو
عرض کیا کہ بچی کا نام تجویز فرماؤ ۔ مولا علی نے فرمایا کہ نام میری بیٹی کا اس کے نانا حضور علیہ السلام تجویز
فرمائیں گے ۔ جب حضور علیہ السلام تشریف لائے ۔ میری بنی نے اپنی زبان چوس کی گھٹی عطا کی ۔
حضور علیہ السلام نے نواسی کا نام اپنی بیٹی سیدہ زینب کے نام پر رکھا ۔ سیدہ زینب عظیم
کائنات کی خاتون ہیں جن کو سیدہ فاطمہ کی بیٹی ہونے کا شرف حاصل ہے ۔ نبی پاک علیہ السلام
نے گود میں اٹھا کر فرمایا فاطمہ میری بیٹی کی شباہت شکل و صورت میری ماں خدیجہ جیسی لگتی ہے ۔
سیدہ زینب کی شرم و حیاء اپنی والدہ فاطمہ جیسی ہے جس کا انداز تکلم مولا علی المرتضیٰ
جیسا ہے ۔ جس کی حلم بردباری کیا ہے حسن جیسی ۔ جس کی شجاعت حسین جیسی ۔ اور چہرہ
پر جلال و رعب دبدبہ مصطفیٰ جیسا ۔ یہ وہ حسین کی بہن زینب ہے ۔ جو سارے کائنات کی عظیم
ہستیوں کا مجموعہ ہے ۔ جس کو کائنات میں زینب بنت علی کہا جاتا ہے ۔ مدینے سے لیکر کربلا تک
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا کے ہیرو ہیں ۔ کربلا سے پھر مدینے تک واقعہ کربلا کا اخیر سیدہ زینب
نے فرمایا ۔ مدینے سے کربلا تک حسین حسین ہے ۔ اور کربلا سے مدینے تک زینب حسین بن گئی ۔ وہ
زینب مدینہ سے قافلہ کربلا تک گیا ۔ اور کربلا میں شجاعت دکھائی ہے تو حسین کے لشکر نے دکھائی
ہے ۔ حسین کے لشکر میں علی اکبر جیسا جوان بھی ہے ۔ قاسم جیسا جوان بھی ہے ۔ حسین جیسا
سپہ سالار بھی ہے ۔ عباس جیسے جنگ کا غازی بھی ہے ۔ حر جیسا پہلوان بھی موجود ہے ۔ مگر
جب کربلا سے واپس لشکر جانے لگا ۔ اس لشکر کی سپہ سالار حسین کی بہن زینب ہے ۔ اس
میں جوان کوئی نہیں ہے ۔ نبی کی یتیم بیٹیاں ہیں ۔ پردہ دار خواتین ہیں ۔ ایک زین العابدین جو
امتحان میں ہے ۔ یقیناً حسین کا لشکر بڑا مضبوط ہے ۔ مگر زینب کا لشکر بیمار پر مشتمل
ہے ۔ زینب کا لشکر وہ ہے جن کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہیں ۔ اگر کربلا میں حسین کے لشکر نے اخیر
کر دیا ہیں ۔ اور زینب کے اس لشکر نے بھی اخیر کر دی ہے ۔ وہ زینب شیر کی عظمت پر قربان
جائیں ـــ واقعہ کربلا دیکھ کر زین العابدین جیسا بیٹا بھی بے ہوش ہو گیا ۔ مگر کائنات میں آئی عظیم
خاتون کی زیارت کرو ۔ جس میں صبر بھی ہے اور بہادری بھی ہے ۔ اگر عورت میں بہادری ہو تو

صبر نہیں ہوتا۔ اور صبر ہو تو بہادری نہیں ہوتی ۔ وہاں زینب بنت علی عظمت پر قربان جاؤں بہادری اتنی
ہے کہ بھائیوں کی لاشیں سامنے پڑی ہیں۔ بیٹوں کی لاشیں ۔ بھائی اور بھتیجوں کی لاش
۷۲ لاشوں کا ڈھیر لگا کر زینب کھڑی ہے۔ اتنی بہادر علی کی بیٹی ہے، وہ علی کی تلوار کھینچ کر لوگوں
کا چہرہ دیکھ رہی ہے ۔ ایسی بہادری اور صبر اتنا ہے جہاں بڑے بڑے لوگوں کے دل لرز گئے۔ وہاں
زینب صبر کر رہی ہے ۔ کربلا والوں نے علی کی بیٹی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھا۔ اس نے ہائے
اور وائے نہیں کی ۔ اور اس نے اپنے بال نہیں نوچے ۔ اس نے اپنے سینے پر طمانچے نہیں مارے۔ اس
نے صبر پامال نہیں کی ۔ ادھر ادھر جاری ہے وہ زین العابدین کا ورد کر رہی ہے۔ حسین کی بہن
زینب وہ زینب ہے ۔ جس کو شروع ولادت کے بعد گود رسول اللہ کی مل جائے اگر امام حسین
اور حسین کی طرح بنے ہیں۔ نبی کی نماز میں بچے کے کاندھوں پر سوار ہوتے ہیں۔ یہ وہی امام حسین
کی بہن زینب ہے جب گلی والے سجدہ کرتے ہیں ۔ زینب آ کر بچی کے کاندھوں پر بیٹھ جاتی ہے جس
طرح حسین کے لیے سجدہ لمبا کر دیتے ہیں اسی طرح زینب کے لیے سجدہ لمبا کر دیتے ہیں۔ اگر کردار اس
کا بڑا اہم ہے۔ اور کردار حسین کی بہن زینب کا بھی بڑا اہم ہے ۔ کیونکہ بنی نے عقیلہ فرما کا نام
ارشاد فرمایا۔ شباہت بھی خدیجہ جیسی ۔ تربیت سیدہ زہرا پاک فرمائے ۔ اور تربیت والدہ
کیسے کر رہی ہے ۔ ذرا توجہ فرمائیں ۔ ماں کو دیکھا کہ جھاڑو دیتی ہے تو قرآن پڑھتی ہے۔ جاں بچوں
کو دودھ پلائے تو قرآن پڑھتی ہے۔ فجر کی اذان ہو جائے لیکن ماں کی تلاوت قرآن ختم نہ ہو۔ اللہ
کی سردی کی راتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور ماں کا ایک سجدہ ختم نہیں ہوتا ۔ زینب نے جب والدہ کو
اس طرح قرآن پڑھتے دیکھا کہ ایسا قرآن کی تلاوت ہے۔ کوئی قرآن قاری سے پڑھے۔ کوئی حافظ سے پڑھے۔
اس کی عظمت کے کیا کہنے ۔ وہ قرآن بھی ان سے پڑھے جن کے گھر میں قرآن اترا ہے۔
سیدہ زہرا پاک سے قرآن پڑھا۔ ایسی قرآن مجید کی قاریہ ہے۔ ایسی عالمہ اور فاضلہ ہے،
کہ کوفے کے بازاروں میں جب مولا کائنات کے وقت کے خلیفہ بن کر گئے ۔ اور آپ نے جب کوفے کو
دارالخلافہ بنایا ۔ سیدہ زینب ساتھ تھیں اور لفظ دار بھی اور روزانہ تھا۔ کوفے کی عورتوں کو درس قرآن
مجید دیتی تھیں ۔ اور جب خطبہ دیتی تھی۔ تو لوگوں کو ایسے لگتا تھا۔ جیسے مولا علی کلام فرما رہے ہوں
اتنا حسین لہلا قرآن پڑھتی ہے۔ اس کی عبادت ڈالا زنگ پلیش کر دیتا ۔ (۱۲—۵۴)
سیدہ زینب جب قرآن کی تلاوت کرتی ہے ۔ تو آنکھوں میں آنسو جاری ہیں۔ تو فرماتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے
کہ جیسے اپنے اللہ سے کلام کر رہی ہو۔ عبادت گزار اور تلاوت قرآن کرنے والی حسین کی بہن ۔

کیونکہ نہ عبادت کرے بیٹی فاطمہ کی ہے۔ جس نے ساری زندگی اپنی والدہ کو سجدے میں دیکھا ہے۔
امام زین العابدین فرماتے ہیں۔ مدینے سے ہمارا قافلہ چلا۔ مدینے سے مکے آیا۔ مکہ سے کربلا آئے۔
کربلا میں ہم نے شہادتیں دیں۔ پھر کربلا سے دمشق تک پھر دمشق سے یزید کے دربار تک پھر واپس
مدینے تک امام زین العابدین فرماتے ہیں۔ میں مدینے سے مدینے تک کبھی بھی تہجد کی نماز قضا نہ دیکھی۔
دکھ سکھ آ جائے تو ہمیں نماز بھول جاتی ہے۔ اور کائنات میں جتنے دکھ زینب نے دیکھے ہیں۔ کسی اور
نے نہ دیکھے جس کا بچپن میں نانا چلا جائے۔ کچھ مہینے بعد ماں چلی جائے۔ جس نے آنکھوں کے سامنے
اپنے باپ کو شہید ہوتے دیکھا ہو۔ اور ظلماً شہید ہوتے دیکھا ہو۔ جب مولا علی خلیفہ بنے تو سیدہ زینب
کوفے میں شہزادی بن کے گزریں تو تھوڑے سالوں کے بعد اسی دروازے سے جو قیدی بن کے گزر رہی ہے
اس زینب کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ سیدہ زینب اتنی سخی ہے۔ اے سیدہ زینب تیرا خاندان
عجیب الطریقت اعلیٰ ہیں۔ سیدہ وہ سیدہ ہے

کر جیہڑے نانے جیہا نہیں کسے دا نانا — جیہدی ماں جیہی کسے دی ماں کوئی نہیں
نہیں ہوئی کوئی نہیں ہے کوئی — اگوں ہوون دا کوئی امکان وی نہیں

بڑی سخی ہے۔ امام حسین فرماتے ہیں آپ بہن تم سارا مال غریبوں میں خرچ کرتی ہو کچھ اپنے لئے بھی رکھ
لیا کرو۔ فرمایا اے بھائی حسین مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ اللہ نے مجھے دولت غریبوں کیلئے ہی دی
ہے۔ اس زینب پر کیا گزری ہوگی۔ جب کوفے میں قیدی بن کے گزر رہی ہے تو لوگ چھتوں سے کھجوریں
پھینک رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مسافر آئے ہیں۔ یہ قیدی آئے ہیں۔ سیدہ زینب کی آنکھوں
میں آنسو آ گئے۔ اور آپ کی گود میں سیدہ سکینہ ہے۔ ایک کھجور اٹھا کر سیدہ سکینہ نے منہ میں رکھی تو سیدہ
زینب نے فرمایا بیٹی منہ سے نکال دو۔ ہم سید ہیں ہم پر صدقہ حرام ہے۔ اور فرماتی ہیں اے لوگو ہم
پر ترس کھا کے صدقہ نہ دینا۔ ساری کائنات تو ہمارا صدقہ کھا رہی ہے۔ زینب نام ہی اتنا
پیارا ہے۔ زینب کا معنی ہے وہ درخت جس کا سایہ بڑا گھنا ہو۔ خوشبودار جس کی خوشبو ہو۔
اسے زینب کہا جاتا ہے۔ اگر فارسی میں بولو تو زینِ اَب۔ جس میں باپ کی جھلک نظر
آ جائے۔ اور باپ بھی ہو شیر خدا۔ اور یاد کرو دمشق اور کوفے کے بازاروں میں سیدہ کا خطبہ عرب کا
بڑے فصیح تھے سیدہ زینب کا جس وقت خطبہ سنا۔ بڑے بڑے زبان دان تھے ہمارے رب کعبہ کی
قسم ہے۔ جب زینب نے خطبہ ارشاد فرمایا تو ایسے لگتا تھا جیسے مولا علی کلام فرما رہے ہیں
اور لوگوں نے اس وقت مدینے کی طرف منہ کر کہا تھا۔ واہ کملی والے تیری نسل پہ قربان جائیں جس کے مرد

سب مردوں سے اعلیٰ۔ بچے ساری کائنات کے بچوں سے اعلیٰ۔ جوان ساری کائنات کے جوانوں سے اعلیٰ شیر کا علمدار اور بیبیاں ساری کائنات سے اعلیٰ ہیں۔ سیدہ زینب نے اس طرح کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ بڑے بڑے فصحا اور اعلیٰ لوگوں کو چپ کروا دیا۔ (۴۰-۲۱) یہ شان ہے حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی۔ جس کا باپ سید الاولیاء ہے۔ جس کی والدہ سیدۃ النساء ہے۔ جس کا بھائی حسن مجتبیٰ ہے۔ جس کا بھائی حسین سید الشہداء ہے۔ اور جس کا نانا امام الانبیاء ہے۔ ایسی عظمت دار زینب ہے۔

آندھی میں اک چراغ سرِ شام جل گیا۔ زینب کو دو دعائیں اسلام بچ گیا۔

اگر امام حسین کا سجدہ مشہور ہے۔ آخری وقت حسین نے سجدہ کیا ہے۔ تو زینب کے سجدے بھی بڑے با کمال ہیں۔ جس کے عون و محمد جیسے بیٹے قربان ہو رہے ہیں۔ وہ سجدے کر رہی ہے۔ جس کا حسین جیسا بھائی میدان کربلا میں جام شہادت نوش کر جائے وہ سجدے کر رہی ہے۔ جو حسین کو کہہ رہی ہے بھائی آپ نے تو دو بیٹے دیئے ہیں۔ میں نے بھی دو بیٹے دیئے ہیں۔ تو آپ نے اک بھتیجا قاسم دیا ہے۔ میں نے تین بھتیجے اکبر اصغر بھی دے رہی ہوں۔ بھائی شہزادہ عبداللہ کوئی نہیں ہے۔ میں مقدیوں کی سردار بن کے جا رہی ہوں۔ بھائی آپ کی نسل زین العابدین سے جاری رہے گی۔ بھائی میں نے تو اپنی نسل بھی ختم کر دی ہے۔

نانے دا دین بچا یا ہے زینب دا سوہنا ویراں نے
کربل دے عشق نماز دیاں کر چھڈیاں حسین امیراں نے۔

حسین کی تلاوت نیزے پر مشہور ہے۔ تو نبی کی نواسی کا پردہ مشہور رہا۔ اس کی چادر پیاری اور صبر مشہور رہے۔ آج گھر میں ایک لاش ہو لوگوں کو تلاوت قرآن اور نماز بھول جائے۔ اس زینب سے پوچھو جس کے سامنے ۷۲ لاشوں کا ڈھیر ہے۔ یہ عام خاتون نہیں ہے جس نے زندگی شہزادیوں جیسی گزاری ہے۔ وہ کربلا کے میدان میں تین دن کی بھوکی پیاسی ہے مگر تمام لوگوں کو حوصلے دی رہی ہے۔ صبر بھی کسے بہادری بھی دکھائے۔ یقین کرو۔ جو دکھ حسین کو تھا۔ تو سیدہ زینب کو اس سے بھی بڑا دکھ ہے۔ حسین امام عالی مقام نے بیٹوں کو قربان کر دا کے خود بھی شہید ہو گئے۔ سیدہ زینب نے سامنے صرف ۷۲ لاشیں ہیں۔ جس کو حسین جیسی لاش بھی دیکھنی پڑ رہی ہے۔ (۲۸-۲۶) ایک تابعی بیان کرتا ہے میں نے بڑا زمانہ سیدہ زینب کے پڑوس میں گزارا ہے۔ میں نے کبھی نہ نبی کی نواسی کو دیکھا ہے۔ نہ کبھی آواز سنی

حیاء کی وارثہ ۔

ـــ سیدہ زینب تیری پرداری کو سلام   تیرے بھائی نیزے پر قرآن پڑھنے والے قاری کو سلام
ایک اہلبیت کا غلام کہتا ہے کہ میں ۱۲ سال تک سیدہ زینب کے مزار پر حاضری
دیتا رہا ہوں مگر میں شرم و حیاء کی وجہ سے دروازے پر سلام و دعا پڑھ کے واپس ہو
جاتا ـــ ۱۲ سال کے بعد حضرت سیدہ زینب خواب میں ملیں ۔ اور فرمانے لگی آپ بیٹا
اللہ تیرے ادب کو اور زیادہ برکت دے جب تم میری زیارت کو آتے ہو ۔ اسی طرح نبی کریم
کو پالنے والی حضرت ام ایمن کا وصال ہوا تو حضور کے صحابہ بھی اس ماں کی زیارت کو جاتے
تھے ۔ اور آپ خود زیارت کروانے کیلئے تشریف لائیں ۔ یہ وہ سیدہ زینب ہے ۔ کریم خاندان
کی ہے کریمہ خاتون ہے ۔ جس نے شہیدوں کے سردار امام حسین کو بھی صبر کروایا ہے ۔ جس
نے حسین جیسے بھائی کو بھی میدان کربلا میں بھیجا ـــ یہ وہ سیدہ زینب ہے ۔ جو شریک
الحسین ہے ۔ جو خون میں بھی شریک ہے، دودھ میں بھی شریک ہے ۔ نبی کے کاندھوں
پر سوار ہونے میں بھی شریک ہے ۔ جو مدینے میں بھی حسین کی شریک ہے ۔ اور کربلا میں بھی
شریک ہے ۔ اور جو حسین کے سکھوں دکھوں میں شریک ہے ۔ جو قدم قدم پر حسین کی
شریک ہے ـ ـ ـ

دنیا تے لکھاں بھیناں پیار رنے کماندیاں   سنگیاں وی کا ہوں بھائیوں بچے حسین کیہا ونڈیاں
یہ وہ سیدہ زینب ہے جس کے بھائی نے اپنا سر دین کی خاطر دے دیا ۔ مگر قرآن کو گرنے نہ دیا ۔
اور اپنے بچوں کو قرآن اور دین محمدؐ کی پر قربان کر دیا ۔ (۵۲ـــ۳۲)
(عبدالستار راولپنڈی ـــ 0301-7997365)

سیدہ زینب کی سیدہ فاطمہ سے آخری گفتگو میدان کربلا کے بارے میں ۔ کل قیامت کے دن دو
بیٹے حسین کے ہوں گے ۔ اور دو بیٹے میرے بھی ہوں گے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدقہ
بلاؤں کو ٹال دیتا ہے ۔ اپنے دو بیٹوں کی قربانی پیش کی ۔ امام حسین نے کہا ان کو بڑے کر
یہ بڑے ہو کر دین کی خدمت کریں گے ۔ سیدہ زینب نے عرض کی ۔ جب قیامت کے دن شہداء
آئیں گے ـــ سیدہ زینب نے اپنے بیٹے بڑے چھوٹے کو آخری وصیت کی ۔ جب یزید کا پوچھیں تو
بتانا ۔ ہم حسین کے غلام آئے ہیں ـــ یہ ماؤں کے حوصلے تھے ـــ اور شہزادے اپنی ماؤں
کی ~~ملامت~~ لاج رکھتے ہیں ـــ تمہاری کمر پر تیر نہ لگے ـــ جب سیدہ زینب کے بیٹوں کی شہادت

ہو گئی۔ تو سیدہ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے مالک۔ آج ہمارا جو کچھ لینا ہے لے لے۔
مگر قیامت تک لاکھوں یزیدی آ جائیں لیکن محمد کا دین مٹنا نہیں چاہئے۔ آواز قدرت آئی اے
محبوب کی بیٹی۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ تم نے محبوب کے دین کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا ہے
محمد کا دین تو زندہ رکھیں گے۔ مگر جس نے بھی دین کی خدمت کی ہے۔ قرآن اعلان کر رہا
ہے۔ ہم اس کو بھی مرنے نہیں دیں گے۔ اس کا کام بھی زندہ رہے گا۔ اور اس کا نام بھی زندہ
رہے گا۔ اے مالک زینب کی عبادت قبول ہے۔ اے مالک زینب کی قربانیاں قبول ہیں۔ آواز قدرت
آئی میرے محبوب کے دین کو زندہ رکھنے والو۔ قیامت تک قرآن اعلان کرتا رہے گا۔ کہ شہید زندہ ہیں

Abbas

۲۲—۵—۲۰۲۵
۲۴—۱۱—۱۴۴۶
۴—۱۷—PM

جمعرات

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک ــــ حضور کے غلاموں کو اسی طرح ہی میلاد منانا
چاہیئے۔ دوستو احباب نے میلاد کا انتظام واکرام کیا۔ اللہ کریم ہم سب کو نیکیوں کے ذخائر
نصیب فرمائے۔ اور قیامت کے دن ہم سب کو حسنین کریمین کے نانا جان محمد مصطفیٰ کی
شفاعت نصیب فرمائے۔ اور میلاد منانے والوں کو اللہ تعالیٰ محشر میں سلامتی عطا
فرماتا ہے۔ اور امت کے اولیاء کی سنگت عطا فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں الم سے والناس
تک سارا قرآن نعت مصطفیٰ ہے۔ عارف کھڑی نے زبران زبران شدان ــــ
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں نازل فرمایا۔ تو سر گفتگو جو آیت کریمہ
تلاوت کی گئی۔ یہ حضور کی نعتوں کا گلدستہ ہے۔ اللہ کریم نے اسلام کے اندر ایک ضابطہ
ایک قانون ایک اصول بنا دیا۔ اللہ پاک نے اسلام کے اندر دو طرح کے حقوق رکھے ہیں۔ (۱) حقوق
اللہ (۲) حقوق العباد۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اعمال معاملہ یہ سارے حقوق اللہ ہیں۔ جب اپنے حقوق
کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے میرے بندے تو میرے تھوڑے رزق پر راضی ہو جا۔ میں تیری تھوڑی
عبادت پر راضی ہو جاؤں گا۔ اپنے حقوق میں گنجائش رکھی نماز روزہ حج زکوٰۃ میں اگر کوتاہی ہو جائے تو قیامت
میں اپنے فضل کے ساتھ تجھے معاف کر دوں گا۔ مگر جب حقوق العباد بندوں کے حقوق کی باری آئی۔ اس میں
اللہ رب العزت نے سختی رکھ دی۔ نبی پاک نے فرمایا اگر کسی بکری نے دوسری بکری کو مارا ہوگا تو دوسری بکری قیامت
کے دن اس کا بھی بدلہ لے کر دے گا۔ سید العرب والعجم نے ارشاد فرمایا کہ جیسے جبرائیل نے ہمسایہ کے اندر
حقوق بتائے ہیں۔ اس طرح محسوس ہوا کہ ہمسائے کو جائیداد میں وارث بنا دیا جائیگا۔ جب حقوق العباد
کی باری آئی تو اہم معاشی اصول قانون بنا دیا۔ کسی کے حقوق تم پر واجب ہیں جب تک وہ تجھے معاف نہ کرے تو خالق
معاف نہیں کریگا۔ اگر تیری والدہ ناراض ہے اصول یہ ہے کہ ماں کے دروازے پر آجا۔ اپنی ماں سے معافی
مانگ خالق فرماتا ہے کہ میں بھی معاف کر دوں گا۔ تیرا والد ناراض ہے اپنے والد کے دروازے پر آجا۔
تو باپ سے معافی مانگ خالق فرماتا ہے کہ میں بھی معاف کر دوں گا۔ کعبا آئی ــــ نہیں۔ درست ــــ
سے معافی مانگ میں بھی معاف کر دوں گا۔ اصول بنا دیا۔ جس سے معافی لینی ہے اس کے حق تجھ پر واجب
ہیں۔ اس سے معافی مانگ پھر معافی ملے گی۔ عرض کی اے مالک جس سے معافی مانگنی ہے اس کے دروازے
پر چلا جاؤں پھر معافی ملے گی یہ اصول ہے۔ اگر میں کبھی تجھے ناراض کر دوں تو پھر تجھ سے معافی مانگوں تو میں کون
سے دروازے پر آ کر میں تجھ سے معافی مانگوں۔ میں کعبہ جاؤں تو گھر تیرا ہے ملتا تو تو وہاں بھی نہیں۔
وان المساجد للہ۔ مسجد میں بھی سارا تیرا گھر ہیں۔ اگر تیرے گھر آؤں تو ملنے بھی ہستی یہاں۔ آ رب العزت

اگر میں نے تجھ سے معافی مانگنی ہو تو کہاں آؤں گا۔ اور تیرا دروازہ کہاں ہے۔

سب نے اس طرح سبحان اللہ کہنی ہے کہ آواز مدینے چلی جائے۔ میں نے تصور میں تم سب کو مدینے لے جانا ہے۔ جس نے میرے ساتھ جانا ہے وہ بولے سبحان اللہ ـــ یا اللہ جو ہاتھ اٹھا کر سبحان اللہ کہے اس کو اسی سال حاجی شریف بنا دے ـــ اپنی والدہ کے ساتھ عمرہ کر کے آئے۔ اپنے والد کے ساتھ حج کر کے آئے۔ آج رات کو خواب میں حضور تشریف لائیں۔ اور اپنے ساتھ زیارت سے فیض یاب کریں ـــ آج ہی محفل میں محبوب کی زیارت کرا دے۔ جو حضور کے لنگر پر پلا ہے وہ اونچا بولے سبحان اللہ ـــ میں بات اس سے ہے جس کی ماں نے درود پڑھ کر اسے لوریاں دی ہیں۔

اللہ نے اس در کا دروازہ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جہاں گنہگاروں کی معافی ملتی ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ ولو انھم ظلموا ـــ رحیما ہُ۔ اللہ نے فرمایا اگر ماں ناراض ہے تو ماں کے دروازے پر آ جاؤ۔ فرمایا اگر تیرا باپ ناراض ـــ معافی۔ درست۔ اللہ ناراض ہو تو فرمایا میرے محبوب کے دروازے پر آ جاؤ ـــ عرض کی یا اللہ اگر کملی والے کے دروازے آ جاؤں تو معافی مل جائے گی۔ اللہ فرمایا میں پھر بھی معاف نہیں کرتا۔ عرض کی یا اللہ پھر کیسے معاف کرے گا۔ اللہ فرمایا۔ واستغفر اللہ۔ اللہ نے فرمایا میرے محبوب کے دروازے پر آ کر مجھ سے معافی مانگ۔ عرض کی یا اللہ معاف کر دے گا۔ اللہ فرمایا میں پھر بھی معاف نہیں کرتا۔ عرض کی یا اللہ کیسے معاف کرے گا۔ واستغفر لھم الرسول۔ فرمایا جو گناہ کر کے میرے محبوب کے دروازے آ جائے یعنی مجھ سے معافی مانگے میں معاف نہیں کرتا۔ اگر کملی والا استغفار کر دے تو میں معاف کروں گا۔

جب اللہ کی باری آئی تو اللہ نے قانون ہی بدل دیا۔ اصول بدل دیا۔ گناہ اللہ کا۔ اور معافی محبوب سے اللہ یہاں بھی مالک ہے اور وہاں بھی مالک ہے۔ یہاں بھی چاہے تو معاف کر سکتا ہے۔ فرماتا گناہ میرا کرے گا۔ تو محمد کے دروازے آنا پڑے گا۔ وہاں معاف کروں گا۔ اللہ لیے گنہگاروں کو بھیجے اس کے دروازے پر ـــ میرے پیر باہو فرماتے ہیں۔ آؤ پیر باہو سے اس آیت کا ترجمہ کرا دیں۔

نہ رب عرش معلی ہوندا نہ رب خانے کعبے ہو۔ نہ رب علم کتابی لبھا نہ وچ رب محراب ہو
گنگا تیرتھ مول نہ ملیا پینڈے بے حساب ہو۔ جد دا مرشد ملیا باہو چھٹ گئے کل عذاب ہو۔

اللہ نے ارشاد فرمایا ولو انھم اذ ظلموا ـــ اگر جانی پر ظلم کریں تو محبوب تیرے دروازے پر آ جائیں ـــ گناہ اللہ کا اور معافی در مصطفیٰ پر۔ اللہ کریم نے قرآن مجید میں فرمایا۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا ـــ ظالموں نے قرآن تو نہ بدلا مگر انہوں نے قرآن کا مفہوم اور ترجمہ بدل دیا۔

خود کو بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ۔ یہاں قرآن کا ترجمہ کیا ۔ آ نبی ہم نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ــــ پڑھے لکھے صاحب تشریف فرما ہو ــــ اگر نبی گنہ گار ہو جائے تو امت کو کون بخشائے گا ۔ اس کا ترجمہ یوں کیا ۔ آ نبی ہم نے سب کے گناہ معاف کر دیئے ۔ مگر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس ترجمہ یوں فرمایا ــ لیغفر لک کی لام ملکیت کی ہے ۔ اللہ نے فرمایا محبوب میں نے معافی آپکو دے دی ہے ۔ بخشش آپ کو دے دی ہے ۔ مغفرت آپکو دے دی ہے ۔ ظالم لوگ سمجھے ۔ اللہ نے نبی کے گناہوں کی معافی نبی کو دے دی ہے ۔ اللہ فرماتا ہے نہیں نہیں ۔ اے محبوب میں معافی آپ کو دے دی ہے ۔ اور اعلان بھی کر دیا ہے ۔ اے سارے گنہ گارو ۔ جس کو معافی کی طلب ہے ۔ محمد کے دروازے پہ چلے جاؤ ــ کیونکہ معافی میں نے حبیب کو عطا کر دی ہے ۔ معلوم ہوا کہ معافی اللہ نے محمد ﷺ کو عطا کر دی ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے محمد کے گناہوں کی معافی محمد کو نہیں دی ۔ بلکہ سارے جہانوں کے گناہوں کی معافی اپنے حبیب کو عطا فرمائی ہے ۔ فرمایا اے حبیب جس نے معافی مانگنی ہے وہ آپ کے در پہ آ جائے ۔ کیونکہ ہم نے مغفرت کا مالک آپ کو بنا دیا ہے ۔ ہم نے معافی کا مالک آپ کو بنا دیا ہے ۔ اور لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ جس جس نے گناہوں کی معافی چاہیے وہ میرے حبیب کے پاس آ جائے ۔ اللہ اپنے گناہ گاروں کو بھیجے اس محبوب کے دروازے پر ۔ آج کعبہ کا طواف حج یا عمرہ کر لینے کے بعد کئی لوگ کہتے ہیں اب مدینے کیا لینے جانا ہے ۔ وہاں کیا ہے ۔ کبھی کبھی تم یہی سوال کیا کرو وہاں کیا ہے ۔ اگر تجھے نہیں پتا کہ مدینے کیا ہے تو آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ مدینے کیا ہے ۔ ہم سوہنا دوڑ دوڑ کے مدینے کی طرف جاتے ہیں ۔ اگر کعبہ میں نماز پڑھیں تو ایک لاکھ کا ثواب ہے ۔ مسجد نبوی میں ۵۰ ہزار کا ثواب ہے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ لاکھ چھوڑ کے پچاس ہزار کی طرف کیوں جا رہے ہو ۔ اتنا گھاٹے کا سودا کیا ہے ۔ اے ظالم یہ بات تجھے سمجھ آئی ہے تو صدیق کو سمجھ نہ آئی ۔ اس نے بیت اللہ چھوڑا ۔ لاکھ کا ثواب چھوڑا ۔ مدینے آ کر محبوب کے پاس ڈیرا لگا لیا ۔ فرمایا ہمیں لاکھ کے ثواب کی ضرورت نہیں ہے ۔ تو صدیق کی بارگاہ سے آواز آئے گی کہ لاکھ کیا کیا کرنا ہے اگر محبوب کا چہرہ نظر نہ آئے ۔ ۵۰ ہزار قبول ہے ۔ محبوب کا چہرہ تو دیکھتے رہیں گے ۔ اس نے بیت اللہ تو چھوڑا مگر حبیب اللہ نہ چھوڑا ۔ دنیا میں کسی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھو تو ۲۷ نمازوں کا ثواب ہے ۔ اگر اکیلے نماز پڑھو تو ایک نماز کا ثواب ہے ۔ وہی نماز نبی کی مسجد نبوی میں پڑھ لے تو ۵۰ ہزار کا ثواب ہے ۔ عرض کی اے اللہ مسجد یہ بھی تھی ۔ وہ بھی تھی ۔ یہاں ایک نماز پڑھنے پہ ۲۷ کا ثواب ہے ۔ وہاں ایک پڑھوں تو ۵۰ ہزار کا ثواب ۔ آواز قدرت آئے گی ۔ نبی کی مثل بننے والے بے وقوف میں تجھے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ محمد کی مسجد جیسی تیری مسجد نہیں ہے ۔ اور تم محمد جیسا کیسے ہو سکتے ہو ۔ کعبہ میں ایک گناہ کرو گے تو لاکھ لکھا جائے گا ۔ مدینے آ جاؤ ہم سارے ہی معاف کروا دیں گے (۲۷-۰۳)

اللہ فرمایا آجاؤ میرے حبیب کے دروازے پر ۔ میں تیرے گناہوں کی معافی دوں ۔ ـــ

رب دا گنہ گار جے کر بیٹھی نوں یاد   رحمت کہوے حضور دی آہیں چھڑا لواں ۔

مکہ بھی افضل ہے اور مدینہ بھی افضل ہے ۔ مثال ۔ حکیم صاحب کی گلی دکان اس طرف ہے ۔ تیر کا نشان ـــ کعبہ کا طواف کر کے جب بندہ فارغ ہوتا ہے ۔ کعبہ کا میزاب رحمت ہے . اس کا رخ مدینے کی جانب ہے ۔ اشارہ کر دیا ۔ کہ حکیم مطلق کی دکان ادھر ہے ۔ کعبہ بھی اشارہ کر کے لوگوں کو کہہ رہا ہے ۔ حاجیو ـــ حج یہاں ہوتا ہے، قبولیت مدینے ہوتی ہے ـــ

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ـــ ۔ کعبہ اپنے مہمانوں کو مدینے بھیجتا ہے ۔ اگر گناہوں کی معافی مطلوب ہے تو کعبہ سے مدینے چلے جاؤ ـــ میرے حضور تاجدار گولڑہ شریف میرے حضور قبلہ عالم فرماتے ہیں ۔ ہم کعبے کا طواف کر رہے تھے ۔ کہ پاکستان کی مائی کعبہ دا طواف کرے جب حجر اسود کے سامنے آتی تو کعبے کی طرف دیکھ کے کہتی آ رب بخشش دے اچھا رہ جائے گا ۔ پھر حجر اسود کے سامنے یہی الفاظ ۔ ـــ جب سارے ارکان پورے کر لیے تو ہم نے اس مائی کے قریب جا کے پوچھا ۔ اے ماں اس نے اتنی دور سے تمہیں اپنے گھر بلایا ہے ۔ اس کے گھر میں کھڑے ہو کر اسے دھمکی لگا رہی ہے ۔ اس کو کیا کہے گی ۔ اگر وہ نہ بخشے تو مائی نے رو کر کہا ۔ میں کعبے کو کہہ رہی ہوں یہاں ہی بخشش دو ورنہ میں مدینے جا رہی ہوں ۔ پھر وہاں وعدہ فرمایا گیا ہے ۔ کہ محبوب جو یہاں آ گئے ہم نے تمہیں نہیں دیکھنا ۔ ہم نے اپنے محبوب کو دیکھنا ہے ۔ اللہ اپنے گنہ گاروں کو بھیجے اس کے در اقدس پر ۔ ہم جب نماز پڑھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ اس لیے نماز پڑھی ہے تو جنت دے دے ۔ روزہ کے بدلے جنت کا طلب ۔ زکوٰۃ ـــ حج اللہ کی جنت کے لیے لوگوں کی راتیں مصلے پر گزرتا ہے ۔ ہم ہر عبادت کے بعد دعا کرتے ہیں اپنا انسانی الدنیا ـــ یا اللہ ہم نے تیری جنت میں جانا ہے ۔ فرمایا جنت میں جانا چاہتے ہو تو ثواب کما ۔ ہاتھوں کو بلند کرے سبحان اللہ ۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے و تکلمنا ایدیھم ـــ فرمایا قیامت میں زبان بند ہو جائے گی ہاتھ کلام کریں گے ۔ اللہ قیامت کے دن ہاتھوں سے پوچھے ۔ تو ہاتھ کہیں گے یا اللہ اس کو معاف کر دے جب تیرے محبوب کا نام آتا تھا ۔ یہ اونچا ہو ہو کے سبحان اللہ کہتا تھا ـــ اس ہاتھ کو بخشش کا وسیلہ بنا کر کہو سبحان اللہ ـــ لوگ ثواب کی خاطر دن رات کو ایک کر دیتے ہیں نماز روزہ .. حج زکوٰۃ ۔ حج کرنے کے بعد کعبہ کی دیکھ کر دیوار کے سامنے میں کھڑے ہو گئے ۔ عرض کی اے رب میں ثواب لے کر آیا ہوں ۔ عرض کی یا اللہ اب جنت دے دے ۔ تو مدینے سے آواز آئے گی ۔ اللہ کی جنت کے لیے ثواب کمانے والے انسان . [illegible] ۔ فرمایا جنت ثواب کے ساتھ ملتی ہے ۔ ثواب کعبے سے ملتا ہے ۔ جنت مدینے سے ملتی ہے ـــ

کائنات کے والی نے فرمایا میرے گھر سے لیکر میرے منبر تک جنت کے ٹکڑوں میں سے ٹکڑا ہے ۔ اور علماء نے فرمایا کہ جنت کا ٹکڑا زمین پر اتارا گیا ہے، حضور کے روضے سے لیکر مصلے تک کی جگہ ۔ کیوں جنت بن گئی اصل میں پانچ وقت نماز پڑھانے کیلئے تشریف لے جاتے تھے ۔ جہاں سے حضور گزرتے تھے وہ جگہ حضور کے قدموں کو چوم چوم کے جنت بن چکی ہے ۔ نماز عصر کے بعد لوگوں کی دوڑ میں نے پوچھا ۔ تو بتایا کہ مغرب ریاض الجنة میں پڑھیں گے ۔ جب چلے تو بڑی عمر کے بندے نے کہا ۔ آئے مولوی صاحب یہاں سے جنت شروع ہوتی ہے ۔ میں نے کہا مدینہ سارا جنت ہے —— سے

سے جنت ہے اس لئے واسطے روضہ حضور کا ۔ مجنوں سے کسی نے پوچھا کہ شہر کون سا خوبصورت ہے ۔ تو اس نے جواب دیا ۔ جہاں میری لیلیٰ رہتی ہے ۔ جہاں محبوب رہتے ہوں وہ تو جنت ہوا کرتی ہے ۔ حضور علیہ السلام کا مدینہ عاشقوں کی جان ہے ۔ ویسے تو ہمیں اہلسنت کے اسلاف نے مدینہ سے پیار کیا ۔ حضرت عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ۔ مدینہ وہ مدینہ ہے جس کی ہواؤں میں آج بھی محمد کے سانسوں کی خوشبو آتی ہے ۔ (۱۶۴-۲۴۱) امام احمد بن حنبل رح پہلی بار مدینے آئے تو ہر قدم پر مدینے کی مٹی چوم لیتے ۔ مریدین نے عرض کی حضور ہر قدم پر مدینے کی مٹی کو کیوں چومتے ہو ۔ رو کے فرمایا ۔ گزرنے والے محبوب معلوم نہیں کب گزرے ہیں تو آج بھی مدینے کی مٹی چومتا ہوں ۔ اس سے محمد کی خوشبو آتی ہے ۔ سرکار نے فرمایا جس کے پاس استطاعت ہو وہ میرے مدینے میں آ کر مر جائے ۔ تو میں قیامت میں شفاعت کر کے بغیر حساب کے جنت میں لے کے جاؤں گا ۔ مدینہ عاشقوں کی جان ہے، جہاں گنہگاروں کو معافی ملتی ہے ۔ ہمارے بزرگان اسلاف اتنا مدینے سے پیار کرتے تھے ۔ پیر سید محدث علی پوری جماعت علی شاہ چورہ شریف کا خلیفہ ہیں ان کا عمر کا حصہ مدینے کی گلیوں میں گزرا ہے ۔ بابا جی پاکستان سے دولت اکٹھی کر کے مدینے کے غرباء میں تقسیم فرماتے رہے ۔ اس وقت عربوں نے آپ کو لقب دیا ابوالعرب کیونکہ عربیوں کو ایسے پالتے تھے جیسے باپ اپنے بیٹے کو پالتا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں ایک میں مدینہ کی گلی سے گزر رہا تھا ۔ کتے سے محبت ہے —— پتہ نہیں بچے سے محبت کیا پاکستان میں نبی کا روضہ ہوگا ۔ میں نبی کے روضہ کے بغیر نہیں رہ سکتا —— سنی بے وفا نہیں ہو سکتا ۔ بے نمازی ہو سکتا ہے ۔ جھوٹا بھی ہو سکتا ہے، سنی بد عمل اور بے عمل ہو سکتا ہے مگر مدینے کے تاجدار کی عزت کا غدار نہیں ہو سکتا ۔ ہم وہ سنی ہیں جن کو دنیا میں آتے ہی ماؤں نے کانوں میں اذان سنا کے بتا دیا آپ بیٹا دنیا میں آئے ہو تو محمد کے نام پر آئے واپس بھی جانا ہے تو محمد کے نام پر ہے ۔

محبت کا مزاج ہوتا ہے ۔ محبت قرب محبوب مانگتی ہے ۔ اگر عشق ہو محبت ہو تو دل کرتا ہے

کہ محبوب میری آنکھوں کے سامنے ہو ہر وقت - مگر مقام حیرت ہے کہ اللہ کا گھر تو مکہ میں ہے کہ اپنے
محبوب کو اپنے گھر کے ہمسایہ میں پیدا فرمایا تو 53 سال میرے نبی نے بیت اللہ کے گوانڈھ میں میرے
بنانے گزار دئے ہیں - اللہ جانتا تھا کہ جب آخری سال آیا تو اللہ نے فرمایا محبوب ہجرت کر دو اللہ سارے
رشتہ سمجھ میں دور جا کر اپنا گھر بنا لو - میں عرض کروں یا اللہ اپنا گھر مکے کے اندر اور محبوب کو فرمایا دور
چلے جاؤ - دوست کو دور نہیں کیا کرتے - اپنا گھر مکے کے اندر اور محبوب کا گھر مدینے کے اندر - عرض کی
یا اللہ اپنا گھر کے قریب ہی محبوب کا گھر بنا لے - اللہ نے فرمایا کملی والیا - لوگوں نے میرے گھر کا حج کرنے کیلئے آنا
ہے - تو یہ کا گھر میرے گھر کے قریب رہا تو لوگ کہیں گے کہ رب کے گھر میں آئے ہیں - چلتے چلتے نبی کا گھر دیکھ
جائیں - فرمایا محبوب دور چلے جاؤ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں مجھے ملنے کیلئے کون آتا ہے - اور آپ کو ملنے کیلئے کون
آتا ہے - کس کس کے دل میں عشق میرے محبوب کا ہے - لوگ کہتے ہیں مدینے نہ جاؤ - یہ دعوے والا تو
ذرا اللہ خدا کا محبوب تشریف فرما ہیں - ہمارے بزرگوں نے مدینے سے اس طرح پیار کیا ہے.
مفتی اعظم امام احمد یار خان نعیمی رح. حج کرنے کیلئے گئے ——— حضرت خواجہ غلام فرید کے ایک مرید حج
پر جا رہے تھے - مرید ملاقات کیلئے آئے - مرشد دعا کرنا - آپ نے فرمایا کیا مدینے جاؤ گے - یہ محبت کا
انداز ہوتا ہے - جب بھی کوئی بات کرتا ہے تو فوراً محبوب کی بات قلب و دماغ میں آجاتی ہے کہ وہ حج کی
بات کر رہے تھے - فرمایا مدینے نہیں جاؤ گے - بابا بلھے شاہ فرماتے ہیں

سے پہلی پوڑی عشق سیڑھی دا پل صراط اے پیرا لوکی حج کرن لئی جاندے تے میں مکھ ویکھیا پیر دا.
میاں صاحب فرماتے ہیں ؏ در مرشد دا خانہ کعبہ تے حج مرید کا کر دے
تکو کا اک محبوبا من والا تے جل دوارا ملیئے ——— مریدوں نے عرض کیا حضور حج کرنے جا رہے
ہیں اگر وقت ملے گا تو مدینے بھی جائیں گے - فرمایا اس طرح نہیں کہتے - فرمایا اس طرح کہو - کہ مدینے جا رہا ہوں
اگر وقت ملے گا تو حج بھی کر دیں گے - کیونکہ اصل الاصول بندگی اس پاک در کی ہے
مرید حج کرنے کیلئے گئے - مکہ کے قریب گئے تو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا - بڑا مارا - سامان بھی چھین لیا - انہوں
نے لوٹ کر مکے کی راہ سے ہٹا کر مدینے کے راستے پر ڈال دیا - کہنے لگے کہ ادھر جاؤ - ~~مرید~~ خواجہ
غلام فرید کے مرید مدینے سے ہو کر ملتا طویل سفر کر کے مکے کی طرف آئے - واپس آئے تو مرشد
کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ سفر کیسا رہا - عرض کی حضور ڈاکوؤں نے لوٹ لیا - بڑا مارا سامان
بھی چھین لیا - انہوں نے مدینے کے راستے پر ڈال دیا - سفر بڑا لمبا ہو گیا - خواجہ صاحب فرمانے
لگے او سب رؤف جو یار کے شہر کے ڈاکو ہوں اس کی شکایات نہیں کرتے ——— مرید چپ ہو گئے

خواجہ صاحب اگلے سال حج کرنے گئے آپ کو بھی ڈاکوؤں نے لوٹا ۔ سامان بھی چھین لیا ۔ مدینہ کے راستے
پر ڈال دیا ۔ جب واپس آئے تو سیر ہو کر حضرت بابا جی کو بھی ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھا ہم ہر
اندازہ کر رہے ہیں کہ بابا جی شاباش ملے تو ہم کیسی کہتے ۔ بابا آپ کو سیسے تھے ۔ کہ شکایات ہنس کرتے اب
کیوں شکایات کرتے ہو ۔ تین ماہ گزر گئے بابا جی نہ بولے ۔ ایک دن مرید دو نے عرض کی حضور سنا ہے
کہ آپ کو بیمار پڑی ہے ۔ اور خواجہ صاحب ہنس کے فرمانے لگے ۔ کہ میں نے کہا تھا ۔ کہ محبوب کے شہر
کے ڈاکوؤں کی شکایات ہنس کر سنے ؟ آپ فرماتے لگے ۔ ڈاکو تو اچھے ہی بھلے ہیں ۔ مریدوں نے عرض کی
بابا جی مدینہ کے ہیں اچھے کس طرح سے ہو گئے ۔ فرماتے ہیں

ہم سنیدے ہیں کیسے راہیں مدینے دل بھی مندے ہیں اوہنا نوں مار توں صدقے اوہنا دے پیار توں صدقے
اس سے اچھا کون ہو سکتا ہے جو بندے کو مدینے کے راستے پر ڈال دے ۔ اس طرح ہمارے بزرگوں نے
مدینے سے پیار کیا گیا ہے ۔ سبحان اللہ بولن ہر شہر دے کا بس کی بات ہنس ہوتی ہو اپنے اپنے
نصیب کی بات ہوتی ہے ۔ بڑے لوگوں کے قد بڑے نہیں ہوتے دل بڑے ہوتے ہیں ۔
دل دریا سمندروں ڈونگے ۔ بندے کا دل دریا جیسا ہو سمندر سے گہرا ہو ۔ اس میں عشق
مدینے کی سمندر ہوں تو سبحان خود زبان سے نکلتی ہے ۔ جب زبان پر محمد کا نام ہو ۔

امام العاشقین امام ملاں جامی علیہ الرحمۃ صف اولیاء اور صف علماء کا عظیم تاجدار جب سرکار کے مدینہ کی یاد
آتی ہے تو فرماتے ہیں ۔ نسیما جانب بطحا گذر کن ز احوالم محمد را خبر کن ۔ یہ جو صبح صبح ٹھنڈی
ہوا چلتی ہے ۔ اس کو باد نسیم کہا جاتا ہے اور صبح کی ہوا کو مخاطب کر کے کہتے ہیں اے صبح کی ٹھنڈی ہوا ۔
اعظمی حسینی فرماتے ہیں آنکھیں سوہنے نوں ہوائے نی ۔ جے تیرا گذر ہووے ۔ میں مر کے وی نئیں ہم دا
بے ہی نظر ہووے ۔ مولانا جامی دن رات مدینہ کی یاد میں روتے ہیں ۔ (۲۷ ۔۔ ۔۔ ۱ ۔)
دن رات فراق محبوب میں درود سلام پڑھتے تھے ۔ اور اپنے دل محبت کو تسلی دیتے تھے ۔ یہ عاشقوں
کا دستور ہوتا ہے ۔۔۔

سناواں کی میں درداں دی کہانی یا رسول اللہ = پڑھو بابا نہ ہر مومن تمہاری ۔ بابا بلھے شاہ نے فرمایا ۔
کتھوں حال سناواں دل دا کوئی محرم راز نہیں ملدا = ہمیں تو اللہ نے ایک محبوب مصطفیٰ دیا ہے ۔
سارا غم سننے والا ۔ جو ہیش بول کر ہنس سناتے ۔ ان کی بھی سن لیتے ہیں ۔

سناواں کی میں درداں کہانی یا رسول اللہ خدا دے واسطے کو مہربانی یا رسول اللہ
مولانا جامی مدینے کی طرف جاتے ہوئے ۔ مدینے کا گو زر ۔۔۔ عبا نوروں میں جامی مدینے کی طرف

سیدنا غوث پاک نے بھی حاضری کا دی۔ سید احمد رفاعی مصر کے بڑے عالم دین ——
حضور کے ہاتھ کی زیارت — (۲) حضرت بایزید بسطامیؒ —— کی والدہ کی عظمت
کسی بھی عظمت والے کی سیرت پڑھ کے دیکھو اس کے پیچھے ماں کی دعا ہے۔ حضرت غوث پاک
کی سیرت —— حضرت امام اعظم —— بابا فرید کی والدہ کی دعا۔ حضرت سلطان باہو۔
بی بی راستی — کی دعا۔ بیٹے کو نور ملا آنکھوں کا —— امام بخاری کی والدہ کی دعا — بایزید بسطامی
چار سال کی عمر میں قرآن پڑھنا ۔ روزانہ ماں پوچھتی ہے کیا پڑھ کے آئے ہو۔ پودے کو پانی ملتا
رہے تو تازہ رہتا ہے۔ حضور کا ذکر ایمان کے پودے کا پانی ہے۔ ایمان تازہ رہتا ہے حضور کا ذکر
سن کر — ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر —— میرا بھی شکر ادا۔ والدین کا شکر بھی ادا
— ماں نے اپنا حق چھوڑ دیا ۔ اللہ بابا جاؤ اپنا رب راضی کرو ۔ 30 سال عبادت جنگل میں
— رب نہ ملا۔ چلو ماں کو راضی کرو — تہجد میں ماں کی دعائیں —— ماں کی دعا نے ولیوں کا امام
بنا دیا۔ جس ولایت کو میں 30 سال جنگل میں تلاش کرتا رہا وہ تو میری والدہ کے قدموں میں ملا ہے۔
ولایت کا دروازہ آج بھی بند نہیں ہوا۔ آج بھی ماں تہجد والی ہو تو آج بھی بیٹا ولی بن سکتا ہے
بال کٹانے والی نہ ہو۔ آدھے بازو والی قمیض والی نہ ہو۔ اس طرح کی ماؤں کی گودوں میں چور پیدا ہوتے ہیں
آج بھی اگر کوئی تہجد پڑھنے والی ماں ہو تو داتا دوبارہ تو نہیں آسکتا۔ لیکن داتا کا غلام تو آئیگا۔
ماں تو اس طرح کی ہو۔ صفائی دے تو قرآن پڑھے۔ روٹی پکائے تو قرآن —— نواب قطب الدین
کو قاری عبدالحمید ناگوری نے قرآن پڑھایا۔ تو ۴ سپارے زبانی سنا دیئے ——۔ جب والدہ اس طرح
کی ہو تو بیٹے بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اپنی والدہ کے پاؤں کو بوسہ دیا کرو۔ اور اپنے باپ کے ہاتھوں کو بھی
بوسہ دیا کرو۔ تیری جنت تو تیری والدہ کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور تیری والدہ کی جنت تیرے والد کے
قدموں کے نیچے ہے اپنی جنت کی قدر تو کرتے ہو۔ اسی طرح اپنی والدہ کی جنت کی بھی قدر کیا کرو۔
جب تیری جنت کی اتنی شان ہے تو تیرے والد کی شان کیا ہوگی ۔ جنت تو ماں کے قدموں کے
نیچے ہے۔ دروازہ جنت کا والد ہے۔ جس جنت میں جانا اس کے دروازے کا بھی خیال رکھو —
ماواں والے ماواں دے کول بیٹھے فریاد دے جاندے ہر موسیاں ماواں والے رو رو دسدا آہے چپ کر جاندا سا
باپ مہاتے سر ننگا ہوندا تے ویر مرن کنڈ خالی " ماواں بابھ محمد بخشا کون کرے رکھوالی ۔
حضرت داعیہ کلبی ۔ امام دارمی نے سنن دارمی کے اندر —— حسن وجمال والا دحیہ کلبی — عورتیں
بھی دیکھیں ۔ نبی پاک نے دعا طلب کی — اتنا حسن والا بنایا ہے ۔ تو دوزخ میں جلنے کیلئے بنایا یا اللہ

اسے میری کاملی عطا فرما تاکہ میں اسے جنت کا وارث بنا دوں ۔

محمد جو رو کر دعا مانگتے ہیں خدا سے خدا جانے کیا مانگتے ہیں۔ رات کو دعا کی - جب دحیہ
کلبی میرے نبی کے قدموں میں۔ سرکار نے کملی بچھا دی - اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں اتنا گناہ گار
ہوں اللہ مجھے معاف نہیں کرے گا - سرکار نے فرمایا تم میرا کلمہ پڑھو - میرا رب کتنا غفور رحیم ہے جو
میرا ہو گیا - اللہ اس کو کچھ نہ کہے گا - --- بیٹی کا قاتل ——— (١١—٣٥—٠١)
دو تین مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی سے بات سنی - اور فرمایا - جس نے بیٹی
کی پرورش کی - شہادت کی انگلی کا اشارہ - میں اور وہ دونوں اکٹھے ہوں گے ۔
خواجہ معین الدین کی سرنگوں والا واقعہ ——— قرآن کی تلاوت سے کس کا ذکر
مسلمان بناؤ۔ سکول میں اگر بچہ نقل لگائے تو فیل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان حضور
کی نقل کرے گا - تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گا - نماز پڑھو اپنی صورت حضور کی صورت
بناؤ - قبر میں فرشتے حیا کریں گے دنیا کے امتحان میں اور آخرت میں کامیابی ۔

Abbas

٢٧—٥—٢٠٢٥
٢٩—١١—١٤٤٦
٠٦—٢٦—٠٠ PM
منگل
-٥-

۵۱ - اللہ کی بُرھان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

یا ایہا الناس قد جاءکم برھان من ربکم - مبینًا ۵ قرآن مجید سورۃ فاتحہ کی الف سے
لے کر سورۃ الناس کی سین تک پورا قرآن نعت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ ہے۔
وہ شان سدا ان زبراں زبراں — پورے قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی نعت
میں نازل فرمایا — میں نے جو آیت کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ آیت کریمہ بھی
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتوں کا گلستان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے
یا ایہا الناس قد جاءکم برھان من ربکم — اللہ تعالیٰ پوری کائنات کی انسانیت کو مخاطب
فرمایا کہ اے انسانو تمہارے رب کی طرف سے ایک دلیل آ گئی ہے۔ وانزلنا الیکم -
اور فرمایا ہم نے ایک دلیل کے ساتھ روشن نور نازل فرمایا ہے۔ 15 سو سال کی تاریخ
میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت پاک میں لفظ برھان سے
مراد مصطفٰے کی ذات ہے اور نورًا مبینًا سے مراد قرآن مجید ہے۔ اے انسانو
تمہاری طرف میرا محبوب میری دلیل بن کے آگیا۔ دلیل ہمیشہ کسی دعوے کی
ہوتی ہے (۵۶—۷۰) اور اصول یہ ہے کہ دعویٰ پہلے ہوتا ہے اور دلیل بعد میں ہوتی ہے
اگر کوئی دعویٰ کرے کہ میں حافظِ قرآن ہوں۔ ہم پوچھیں گے کہ تو حافظِ قرآن ہے۔ تو دلیل
کیا ہے۔ ہم کس طرح تسلیم کر لیں کہ تم حافظِ قرآن ہو۔ اگر وہ قرآن زبانی سنا دے۔
تو بات درست ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ دلیل ہمیشہ دعوے کی ہوتی ہے۔ اور دنیا
میں دلیل پہلے ہوتی ہے اور دعویٰ بعد میں ہوتا ہے۔ اللہ فرمایا کہ محبوب میرا میری دلیل
بن کے آگیا ہے۔ عرض کی یا اللہ وہ دعویٰ کونسا ہے کہ جس کی دلیل مصطفٰے بن کے آیا
ہے۔ فرمایا میرا دعویٰ ہے لیس کمثلہ شیء کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے جیسی چیز کوئی نہیں
ہے۔ فرمایا لا الہ الا اللہ — میرا دوسرا دعویٰ ہے کہ میرے جیسا معبود نہیں ہے۔ عرض کیا
کی یا اللہ تیرا دعویٰ ہے کہ تیرے جیسی چیز کوئی نہیں تیرے جیسا معبود کوئی نہیں۔ ہم
نے تجھے دیکھا نہیں ہے۔ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ تیرے جیسی شے کوئی نہیں ہے۔
ہم کس طرح تسلیم کر لیں کہ تیرے جیسا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ ہمیں کوئی دلیل دے
ہم مان جائیں کہ تیرے جیسی شے کوئی نہیں۔ ہم مان لیں کہ تیرے جیسا معبود کوئی نہیں ہے۔
جب کائنات نے دلیل طلب کی تو اللہ نے اپنے محبوب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔
یا ایہا الناس قد جاءکم برھان من ربکم — مبینًا ۵ اللہ نے فرمایا میرا دعویٰ ہے کہ میرے جیسی

ہستی کوئی نہیں میرے جیسا معبود نہیں ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے اللہ نے فرمایا برھان
من ربکم اللہ نے فرمایا میرا محبوب میری دلیل بن کے آیا ہے۔ عرض کی یا اللہ تیرا
محبوب تیری دلیل کیسے بن کے آگیا ہے۔ فرمایا محبوب کو دیکھو گے مان جاؤ گے۔ میرے
جیسا کوئی نہیں ہے تو خدا جیسا کون ہو سکتا ہے۔ فرمایا میرا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ میرے
جیسا معبود کوئی نہیں ہے۔ عرض کی یا اللہ لوگوں نے پتھروں کے خدا بنا لیے۔ لوگوں نے سورج
چاند ستاروں اور درختوں آگ کو معبود بنا لیا۔ لوگوں نے اپنے جیسے انسانوں کو معبود
بنا لیا۔ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بنا کر معبود بنا لیا۔ عرض کی یا اللہ سامنے آ یا ہم
دیکھ کے سمجھیں تیرا جیسا کوئی نہیں ہے۔ اللہ نے فرمایا لا تدرکہ الابصار۔ اللہ نے فرمایا
میری صورت نہیں دیکھ سکتے۔ عرض کی یا اللہ کیسے معلوم ہوگا کہ تیرا جیسا کوئی نہیں۔ فرمایا
میری صورت کوئی نہیں ہے۔ فرمایا میں تصویر اس طرح کی بنا کے بھیج دیتا ہوں۔ دیکھو
اسے مان جاؤ گے۔ فرمایا اے محبوب لوگ تجھے دیکھتے ہیں۔ فرمایا میری صورت نہیں
ہے کملی والے محبوب سینے میں آپ کو کر دوں گا۔ آنکھ تجھے دوں گا دیکھنا میں اپنا رکھ دوں
گا۔ زبان تجھے دوں گا بولنا میں اپنا رکھ لوں۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ صورت تجھے دوں گا
اور جلوہ اپنا رکھ دوں گا۔ کیونکہ آپ دلیل ہیں میری برھان من ربکم۔ دیکھیں گے آپ کو
اور مجھے مانیں گے۔ تب ہی میرے آقا نے فرمایا فقد رای الحق۔ دنیا میں کر دیا اس
طرح کا بنا کے بھیجا۔ کائنات دیکھتی مصطفیٰ کو رہی اور مانتی اللہ کو رہی۔
ع حسینان جہاں کا منہ موڑ دیا۔ محمد بنا کے قلم توڑ دیا۔
قرآن کی آیات کے ساتھ — والضحیٰ — والذی یصورکم فی الارحام —
لقد خلقنا الانسان — فتبارک اللہ احسن الخالقین — لوگوں نے انگلی کا اشارہ
کر کے دو ٹکڑے کر دینا۔ سورج کو واپس۔ پتھروں کو کلمہ۔ انگلی بنانے والے کی
کتنی طاقت ہوگی۔ اے محبوب آپ میری دلیل ہیں۔ آپ کو ایسا بنا کے بھیجوں
گا۔ دیکھیں گے تجھے اور مانیں گے مجھے۔ برھان کا معنی ہے دلیل۔ معجزہ نبی کی نبوت کی
دلیل ہوتا ہے۔ اللہ فرمایا برھان من ربکم — (۱۷ سے ۲۳) - مثال ہم مرد شام کو
جب گھر آئیں تو عورت روٹی رکھے۔ بندہ کھانا کھا کر ایک دفعہ کہہ دے کہ کھانا بڑا اچھا پکایا ہے تو عورت
راضی ہو جاتی ہے۔ عورت کو پوچھا جائے کہ صفت تو کھانے کی ہو رہی ہے، اور تو راضی ہو رہی ہے

تو صورت کہے گا صنعت تو دکان کی ہے مگر بنایا تو میں نے ہے اسی طرح جب گلی والے کی طرف دیکھ کر لوگوں نے کہا ہو گا۔ کہ واہ کتنا حسین و جمیل ہے۔ تو اللہ راضی ہو گیا۔ پوچھا جائے گا یا اللہ ہم صنعت تو محمد کی طرف ہیں۔ راضی اللہ آپ ہو گئے۔ فرمایا۔ صنعت تو محمد کی ہے بنایا تو میں نے ہے۔ اصل میں میری کاریگری کی صنعت ہے آج کاریگر چیز کوئی اچھی بنا دے۔ اور دکان کے باہر لٹکا دیتا ہے۔ کہ آنے جانے والا دیکھے تو میری صنعت کرے۔ کہ بڑا اچھا کاریگر ہے۔ اللہ نے بھی یار کو بنا کے جب صورت کے آئینے کے سامنے بٹھا کے خود دیکھا تو خود خالق کائنات کو پیار آ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب تو تمہارا سبھی بہت پیارا لگا۔ مگر میرے محبوب جیسا بھی دکھاؤ۔

اللہ فرمایا برهان من ربکم اے محبوب آپ میری ذات و ربوبیت قدرت کی دلیل ہے میرے سیشن کورٹ اللہ لاہور کا درویش علامہ محمد اقبال سے آپ سے کسی انگریز نے پوچھا کہ اقبال تو اللہ کو ایک کیوں مانتے ہو۔ یہ اللہ کا پتہ تیرے والد نے بتایا ہے کہ والدہ نے۔ یا لوگوں نے بتایا ہے اللہ کو ایک کس طرح مانا ہے۔ تو اقبال نے فرمایا نہ والد نے نہ والدہ نے نہ لوگوں سے سنا۔ فرمایا مجھے اس نے بتایا ہے کہ اللہ ایک ہے جس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور میں نے جو دیکھا کہ سچے کو تسلیم کیا ہے۔ میرا تو ایمان یہ ہے۔ جو خواجہ مجدد الف ثانی کا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے مولا میں نے اللہ تجھے اس لیے نہیں مانا کہ تو نے زمین بنائی ہے۔ تو نے آسمان بنائے۔ اس لیے کہ تو رب المشارق و رب المغارب۔ میں نے تجھے اس لیے مانا ہے کہ تو محمد کا رب ہے (رب محمد است) اللہ فرمایا اے محبوب هو الذی ارسل رسوله میں وہ ہوں۔ وہ وہ ہے جس نے تجھے رسول بنایا ہے۔ اللہ کہہ سکتا تھا کہ میں وہ رب ہوں جس نے زمین بنائی۔ آسمان بنائے ہیں۔ جس نے پہاڑ بنائے ہیں۔ درخت بنائے ہیں۔ جس نے شجر و حجر حیوانات نباتات مگر اللہ نے فرمایا نہ نہ هو الذی ارسل رسوله۔ وہ وہ ہے جس نے تجھے رسول بنایا ہے۔ اللہ اپنی پہچان بھی اپنے حبیب کے ذریعے کروا رہا ہے اپنے یار کے وسیلے سے کروا رہا ہے۔ فرمایا میں وہ ذات ہوں جس نے تجھے بنایا ہے

لوگ دیکھتے مصطفیٰ کو ہے اور مانتے اللہ کو رہے۔ سرکار تشریف فرما ہیں ایک دیہاتی کا گزر ہوا۔ دیہاتی قریب آ کر حضور کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ آپ کیا بنے ہیں۔ فرمایا میں اللہ کا آخری نبی اور رسول ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ اچھا آپ اگر نبی ہو تو نبی تو معجزات لے کر آتے ہیں۔ آپ نبی ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیں۔ سید العرب والعجم مسکرا کر فرمایا۔ کہ میں اپنی مرضی کا کیوں کہہ دوں۔ کوئی نبی دو معجزے لے کر آئے کوئی تین چار سے معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر

موسیٰ کے تو معجزے ہیں اگر کشتی کر دیں تو — اللہ نے جب یہ معجزہ طلب کیا تو انہوں نے وہی معجزہ
دکھایا جو پہلے سے آئے ہیں۔ جب قوم نے کسی ولی سے معجزہ طلب کیا۔ تو انہوں نے یہ فرمایا کہ جو
لے کر آیا ہوں۔ یہ بھی دکھا دوں۔ فرمایا نہ نہ بیٹھ جاؤ من ارب نہ دیکھ — میں ان کے معجزہ اٹھا ہوں اپنی
مرضی کا طلب کرو۔ میں اسی طرح کے دکھاتا ہوں۔ تو علاوہ قوم اپنی مرضی کے معجزات طلب کرتا
ہے۔ کسی ولی سے ہر ایک کو اس کی مرضی کا معجزہ دکھا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے معجزے نہیں ہیں لے کر معجزہ
نہیں آئے بلکہ معجزہ آ سکتا ہیں۔ اس کی طرف دیکھ کر فرمایا تم اپنی مرضی کا معجزہ طلب کر
وہ دیہاتی تھا۔ مگر عقلمند ابوجہل کی طرح نہیں تھا۔ ابوجہل تو کنکر سے تیاری کر کے چلتا ہے۔
مٹھی میں کنکر پالے — سے کر آیا اور کہنے لگا آپ مجھے بتاؤ؟ اگر نبی ہو تو میری مٹھی میں کیا ہے۔

آخر لوگ نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں کہ ہمیں پتہ ہے کہ نبی کو تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے لیکن سب و شرف محمد
سے تو ابوجہل ہی اچھا تھا۔ اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔ کہہ رہا ہے اگر نبی ہو تو بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے
مگر یہ اتنا تو ابوجہل کو بھی معلوم تھا۔ کہ نبی ہوگا تو بتائے گا۔ تم کلمہ نبی کا پڑھتے ہو لیکن نبی کے
کے علم اور اختیارات کا انکار کرتا ہے۔ تو حضور نے فرمایا میں بتاؤں کہ یہ تیری مٹھی میں کیا ہے۔ یہ خود
بول کر بتا دیں۔ ابوجہل کہنے لگا۔ اگر میری مٹھی میں بول پڑے تو مسئلہ ہی ختم ہو گا۔ تو سرور عالم
فرمایا ابوجہل سن۔ تیری مٹھی میں جو کنکر ہیں۔ اور کلمہ محمد کا پڑھ رہی ہیں۔ ابوجہل نے مٹھی
کان سے لگائی — تو حیران ہو گیا کہ یا تو ابوجہل کا ہے مٹھی ابوجہل کی ہے قبضہ ابوجہل کا ہے
اور کنکر یا مٹھی میں ابوجہل کی اور محمد کا کلمہ پڑھ رہی ہیں۔ اور کہہ رہی ہیں کہ ابوجہل پتھر تو ہم
بھی ہیں۔ مگر تم سے بہتر ہیں۔ ہمیں پتھر ہو کر محمد کی سمجھ آگئی ہے تجھے انسان ہو کر بھی محمد کی سمجھ
نہیں آرہی ہے۔ مگر وہ ابوجہل ہے وہ عقلمند ہے وہ تیاری کر کے آتا ہے۔ دیہاتی تیاری کر کے نہیں
آیا۔ اچانک نبی پاک کے ساتھ ملاقات ہو گئی۔ کہنے لگا معجزہ دکھاؤ — سرور عالم نے فرمایا تم اپنی
مرضی کا طلب کرو میں اسی طرح کا دکھاؤں گا۔ اب اس دیہاتی نے آگے پیچھے دیکھا۔ تو اسے کچھ
نہ آیا کہ کونسا معجزہ طلب کرے۔ قریب ہی ایک درخت تھا دیہاتی کی نظر درخت پر پڑی (۵۳-۴۲)
ہے محمد میں آپ کا کلمہ پڑھ لوں گا۔ اگر یہ درخت چل کر آپ کے پاس آ جائے۔ یہ سن کر حضور نے
نے فرمایا۔ تم تیاری کرو۔ یہ تو پڑھے گا — وہ کہنے لگا جی بلائیں اس کو۔ سرکار دو عالم نے فرمایا میں
اس کو بلاؤں گا وہ تو آجائے گا۔ تم یہ کہو گے۔ کہ حضور نے پہلے ہی درخت سے پہلے کوئی کمٹمنٹ کی ہو گی۔
فرمایا تم جاؤ اس درخت کو کہو کہ تجھے محمد بلا رہے ہیں۔ وہ دیہاتی کہنے لگا۔ کہ وہ درخت کیسے

تا کیسے ہو آئے گا۔ سرکار نے فرمایا اے دیہاتی آج تو نے محمد کا قاصد بن کے جانا ہے گا۔ اس نے کہا
درخت کو کیا جا کر کہنا ہے۔ سرکار نے فرمایا درخت کے پاس جا کر تھوڑا ادھر اشارہ کر دے کہ آ درخت
تجھے اللہ کا نبی بلا رہا ہے۔ دیہاتی درخت کی طرف جا رہا تھا۔ پیچھے نبی کی طرف بھی دیکھ رہا تھا۔ درخت
کے پاس جا کر اشارہ کیا محمد کی جانب آ درخت تجھے وہ حسین و جمیل بلا رہا ہے۔ درخت آگے
جھکا۔ عاشق کہتے ہیں وہ درخت دو طرف پہلے تو جھکا۔ درخت سجدے کے لئے جھکا۔ کہنے لگا یا اللہ میں
کیسے شکر ادا کروں کہ مجھے تیرا محبوب بلا رہا ہے۔ آج جن کی حج کی درخواست منظور ہو جائے
اللہ تعالیٰ کرے سب کے نصیب میں ہو۔ جب عمرہ کا ٹکٹ نکل آئے۔ وہ محلے میں مٹھائی بانٹتا ہے کہ
مجھے محمد نے بلایا ہے۔ اور جس کو مسلمان ہو کر وہ سامنے محبوب بلا رہا ہے۔ اس کو کتنی خوشی ہوئی
ہوگی۔ درخت نے آگے پیچھے جھکا۔ درخت نے اپنی جڑوں کو الگ کیا زمین سے۔ اسی طرح دوڑ کر
درخت آگے آگے جا رہا ہے دیہاتی پیچھے پیچھے ہے۔ وہ کہنے لگا جیسے بھاگا جا۔ وہ کہنے لگا میں نے جلدی
جانا ہے تاکہ محبوب کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ اس نے بارگاہ رسالت میں آ کر جھک کر سلام کیا اور کلمہ پڑھا.
میرے نبی نے دیہاتی کی طرف دیکھا۔ تو نے کلمہ پڑھ لے۔ درخت پڑھ رہا ہے وہ انکاری ہو گیا کہ ابھی نہ
پڑھوں گا۔ میرے آقا نے فرمایا کب پڑھو گے۔ کہنے لگا یہ درخت واپس چلا جائے۔ میرے نبی نے آنکھ کا
اشارہ کیا۔ درخت نے میرے نبی کو پیٹھ نہ کیا۔ درخت واپس جا کر اپنی جگہ پر لگ گیا۔ وہ
درخت کیسا ہوگا۔ کہ آؤ عاشقو میرا طواف کرو۔ کملی والے کو مل کے آیا ہوا۔ درخت میرے نبی کی بارگاہ
میں چل کے آئے۔ کیونکہ میرا نبی معجزہ بن کے آیا ہے۔ وہ درخت بھی عاشق رسول ہوتے ہیں؟۔
اللہ تعالیٰ فرماتا محبوب آپ میری ذات کی دلیل ہو۔ صفات کی بھی دلیل ہو۔ مالک درختوں کا
میں ہی ہوں۔ خالق میں ہی ہوں۔ مگر اے کملی والے اگر آپ کو ضرورت ہوگی۔ آپ بلاؤ گے تو آ جائیں گے۔
..... حالانکہ درخت کی عقل نہ ہے۔ آنکھ بھی نہیں ہے، ہاتھ بھی نہیں ہے، قدم بھی نہیں ہے۔ درخت
نے میرے نبی کا پیغام سمجھا بھی سنا بھی دیکھا بھی۔ چلا بھی دوڑا بھی۔ وہ کون سی آنکھ سے دیکھ کے چلا
مثال سمجھو۔ یہ میرا ہاتھ ہے میں اس کو حکم دوں کہ پکڑو یہ پکڑ لے گا۔ یہ سر پر آ جائے گا۔ حالانکہ عقل
تو اس ہاتھ میں بھی نہیں ہے۔ قدم اس کے بھی نہیں ہیں نہ اس کی آنکھ ہے مگر جو حکم کروں گا یہ ہاتھ اس کو
تسلیم کرے گا۔ اس لئے کہ میں اس ہاتھ کی جان ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں یہ بھی زندہ ہے۔ اگر میں
مردہ ہوں تو ہاتھ بھی مردہ ہے۔ مسلمان ہوا جو جس کی جان ہو اس کو جو حکم کرے گا۔ وہ اس کو کرنا پڑے گا
اس لئے میرا کملی والا جن چیزوں کو رب نے بنایا ہے ان سب کی جان ہے جانو۔ سورۃ۔ ۲۹-۳۲

میرا نبی درختوں کی بھی جان ہے ۔ میرا نبی پتھروں کی بھی جان ہے جو جس کی جان ہو اسے جو حکم
دے وہ کرنا پڑتا ہے ۔ معلوم ہوا کملی والا جہانوں کی بھی جان ہے ۔ تب ہی چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ۔
سورج واپس آ جاتا ہے ۔ پتھروں کو کلمہ پڑھا دیتے ہیں ۔ درختوں کو بھی بلا لیتے ہیں ۔ کیونکہ میرا نبی
جہانوں کی جان ہے ۔ برھان من ربکم اللہ فرماتا ہے محبوب میں نے آپ کو دلیل بنا کر بھیجا ہے ۔

تو آئیے اس رات کی طرف چلیں جس رات کو اللہ نے اپنے محبوب کو سویرا بنا کر بھیجا
سیدہ آمنہ مدینہ میں ولادت ہوئی ۔ سید عبداللہ مکہ میں تشریف لائے ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے والدین کی شادی ۔ کسی کا رشتہ چوہدری کا رشتہ ہو علیہ ۔ نبی پاک ؐ کے والدین
کا رشتہ کرانے والے ستر ہزار نبیوں کا جد امجد ہے ۔ عبدالمطلب کو خواب آیا ۔ اور حضرت ابراہیم ؑ
خواب میں تشریف لائے ۔ بڑے بڑے لوگوں کو ساتھ کر مدینہ میں سیدہ آمنہ کا گھر پوچھا ۔ حضور کے
نانا جی نے بڑا استقبال کیا ۔ کہ مکے کے چوہدری میرے گھر آئے ہیں ۔ اللہ کے گھر کے متولی آئے ہیں ۔
عبدالمناف نے پوچھا عبدالمطلب کیسے آئے ہو ۔ تو کہا ۔ تیری بیٹی آمنہ کا رشتہ اپنے بیٹے عبداللہ
کے لیے آئے ہیں ۔ فرمایا حضرت ابراہیم مجھے بھی آ کر خواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی بیٹی کا رشتہ
عبداللہ کے ساتھ کر دینا ۔ اسی مجلس میں وقت کے تقاضوں کے مطابق نکاح ہو گیا جس گھر
میں دولہا عبداللہ ہو اور دلہن آمنہ ہو تو باراتی تو فرشتے بنے ہوں گے ۔ ——— حضرت عبداللہ کا وصال
عبدالمطلب کی دعا کعبہ میں محمد کے لیے ۔ فرمایا ہم آمنہ کو وہ بیٹا دیں گے ۔ جس سے دو جہانوں کو سکون
ملے گا ۔ حضرت آمنہ کو خواب میں آدم علیہ السلام کی زیارت اور مبارک باد ۔ پتھروں کا نرم
ہونا ۔ آمنہ نے پوچھا اے پتھرو ۔ کیا ہوا ۔ جواب میں وہ آنے والا جس کے آنے سے بڑے بڑے
نرم ہو جائیں گے ۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ نے فضل فرمایا ۔ تو لوہا نرم ہو جاتا ۔ جس
پر اللہ بھرپور فضل فرمائے ۔ وہ تو لوہے کو ہاتھ لگائے تو لوہا نرم ۔ اس کے قدموں کے نیچے پتھر نرم
ہوں جس کے پاس اللہ کا تمام فضل موجود ہو گا ۔ ابو جہل نے کنواں کھودا ۔ واللہ
یعصمک من الناس ۔ ابو جہل کا خود گرنا ۔ محبوب کی رحمۃ للعالمین پر قربان جائیں ۔ سوچ
سکتے ہیں آپ مسلمانوں راضی ہو جاؤ ۔ کہ جو محبوب ابو جہل کو کنویں میں نہیں رہنے دیتے ۔ وہ اپنے
اپنے غلاموں کو کیسے رہنے دیں گے ۔ کنویں سے پانی ——— لاتی ہیں ۔ (۵۵ — ۴)
اپنی اولاد بیٹوں کا نام میرے نام پر رکھو ۔ قیامت میں اللہ آواز دے گا ۔ محمد کھڑا ہو جاؤ ۔ جنت
میں چلے جاؤ ۔ تو جن جس نے کہا ہے محمد کے نام کی ۔ اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

ہر ماہ گھر نبی آتا ہے ۔ مبارک باد دیتے تھے ۔ پرندوں کا آنا ۔۔۔ فرشتوں نے زیارت کی ۔ آمنہ کی
جب کوئی مسافر رات کو چلتا ہے تو چاند کی طرف دیکھتا ہے ۔ جب کفر کا اندھیرا چھا گیا ۔ تو کائنات
آمنہ کی طرف دیکھتی ہے کہ دیکھو کب چاند چڑھتا ہے ۔ ۔۔۔ سلطان باہو فرماتے ہیں ۔

چڑھ دے چناں تے کر روشنائی تارے ذکر کریندے تیرا ہو

گلیاں دے وچ پھرن نماتے ۔۔۔ اسی طرح نبی سارے تارے ہیں ۔ جس طرح آسمان پر تاروں میں چاند
چمکتا ہے ۔ اسی طرح انبیاء ستاروں میں چاند کملی والا ہے ۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے کہ کیا خبر گنتے تارے
سیدہ آمنہ فرماتی ہیں وقت گزرتا گیا وہ وقت آ گیا ۔ جس وقت پر اللہ خود بھی سلام کرتا ہے ۔ سیدنا
عبدالمطلب طواف کعبہ میں مصروف تھے ۔ میرے کمرے میں عورتیں آئیں ۔۔۔ سیدہ فرماتی ہے ۔ کملی والا تشریف
لے ۔ دور دنیا توں اندھیرا ہو گیا ۔ ہر جو ہمارے اندر ارشتی ہے کہ مدینے کا تاجدار کیا ہے
جو مانتا ہے کہ کملی والا نور بستا ہے ۔۔۔ جس نبی کا کھاتے ہو ۔ تو دل نہیں کرتا کہ اس کی نعت
بھی پڑھ لیں ۔ قیامت میں گواہی دے گی ۔ کہ یا اللہ یہ جھوٹ بولتا رہا ہے گالیاں بھی دیتا ہے ۔ مگر تیرے نبی کی
نعت بھی پڑھتا رہا ہے ۔ لہٰذا اس کو معاف کر دو ۔۔۔ دور دنیا توں اندھیرا ہو گیا ۔ آ گیا سوہنا
سویرا ہو گیا ۔۔۔ قد جاءکم من اللہ نور ۔۔۔ کملی والے کے نور سے شام کے محلات نظر
حضرت عائشہ فرماتی ہیں کپڑے تبدیل فرمانا ۔۔۔ بارش کا ہونا ۔۔۔ وہ مدینے میں رہ کے غلاموں کو بھی
دیکھ سکتا ہے ۔ کملی والا جو اپنی والدہ کو دکھا سکتا ہے وہ خود بھی دیکھ سکتا ہے ۔ حدیث پاک میں
آتا ہے ۔ جب خاوند اندھیرے پڑھتے ہیں ۔ تو فرشتے حضور کہتی ہے ۔ کہ اس کے ساتھ لڑائی نہ کیا کرو
گھر گھر میں لڑائی ہوتی ہے ۔ جب حضور کو معلوم ہو جاتا ہے ۔ اتنے فاصلے سے معلوم ہو جاتا ہے

اللہ کا نور نہیں دیکھ سکتا ۔۔۔

جس پاسے بھی مڑ جائیے سرکار نظر آ گئے ۔ بیٹھے ہیں مدینے وچ دو عالم دی خبر آ گئے ۔
حضرت حلیمہ حضور کو لے گئی ۔ ساری رات جراتیم (خولہ) نے پوچھا ۔ حضور کے چہرے کا نور ہے ۔ بکریوں
کا دودھ دینا ۔۔۔ یہاں بکریاں چرتی ہیں ۔ حلیمہ کی بکریاں محمد چراتے ہیں ۔ بچوں کا مقابلہ ۔۔۔
بستر خراب کرتے ہیں بچے ۔۔۔ تمہارے بچے پاک کپڑے پلید کرتے ہیں ۔ مگر میرا محمد پلید والوں کو بھی
پاک کر دیتا ہے ۔ اللہ نے وہ لال دیا ۔ حلیمہ کا جس نے گھر پال دیا ۔ حلیمہ امیر بن گئی ۔ گاؤں کا
چوہدری نہ بنا دیں ۔ بکریوں کا سجدہ کرنا ۔ بکری محمد کا ۔ بکری تلاش کرتی ہے ۔ ادب کرتی تھی ۔ تمام
انبیاء نے بکری چرائی ہیں ۔ اس نے کتنے ناز ہیں جو کملی والے کا ہو جائے ۔ بکریاں حضور کو بوسہ دیتی تھیں

۰۱—۱۹—۲۸

حلیمہ نے بکری کو دھکا دیا ۔ تو وہ بول کر کہتی ہے ۔ یہ ہمارا نبی رسول ہے ۔ گلی والے بھی سن میں
کھڑے ہو گئے ۔ دیوار کے سہارے کھڑے ہو گئے ۔ حلیمہ نے اٹھا کر نور کی سنائی کچھ سو
کر بھی گھر پر سنے ہیں ۔ حلیمہ فرماتی ہیں ۔

وے بانکیاں چالاں والیا ذرا ہولی قدم اٹھایا کر
کسے بہانے میری گودی وچ باہر نہ کلّا جایا کر ۔

توں جوانی چڑھیں شہر دی ۔ تینوں نظر نہ لگے شہر دی ۔
میں وی نال کے ویکھ لواں کدے کدے راس جایا کر ۔ کائنات میں طرف
حلیمہ ہی کر سکتی ہے ۔ ساہیں سردار منزل آباد کیتے ہیں ۔

جس کر دار نے میں شہر مدینے توں عرش معلی کہہ دیواں
پاک حلیمہ دے گھر تو خب دا محلہ کہہ دیواں ۔

دحیہ کلبی کا ماجرا ۔ انسانیت کو انسانیت میرے حبیب نے سکھائی ۔
علماء کو سند جان کر واقعہ بیان کرتا ہوں ۔ امام دارمی نے نام نہ لکھا ——
جبرائیل بھی دحیہ کی صورت میں ۔

جمعۃ المبارک
۳۰ — ۰۵ — ۲۰۲۵
۲ — ۱۲ — ۱۴۴۶
۰۴ — ۴۶ — ۰۰ PM

۵۲ - مدینے کی عظمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم قد جاءکم برھان من ربکم ــــ مبشراً ۔ حمد و ثناء درود وسلام
بارگاہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری ڈیوٹی ذکر مصطفیٰ و میلاد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی لگائی ہے ۔ ہم محفل میلاد مناکر اللہ کریم کا شکر ادا کرنے آتے ہیں۔ کہ اے
اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا۔ اور حضور علیہ السلام کا شکریہ ادا کرتے
ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہمیں رب کا پتہ دیا۔ قرآن مجید کی
ہر شد مد زبر زیر حضور علیہ السلام کی نعت ہے۔ علامہ صاحب نے فرمایا کلمہ
حضور علیہ السلام کی عظمت کے حوالے سے قرآن کریم کی بڑی مشہور آیت پاک تلاوت کرنے کا شرف
حاصل کیا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے حبیب علیہ السلام کو جو شان عطا فرمائی ہے۔ اس شریعت
میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم نماز روزہ حج زکوٰۃ اعمال صالحہ کی کمی کر لو۔ فرمایا میں رحیم و کریم ہوں۔
مجھے رحم و کرم آ جائے گا۔ تجھے معاف فرما دوں گا۔ (۴۴ ــــ ۱۰) مگر حقوق العباد میں تیری والدہ ناراض
ہے پروردگار نے فرمایا جب تک والدہ کے دروازے معافی نہ مانگے گا میں تجھے معافی نہ دوں گا۔ والدہ ناراض
ہے تو اس کے پاس چلا جا۔ والد ناراض ہے تو اس کے پاس۔ بھائی۔ بہن۔ ہمسایہ۔ خالق کائنات
نے فرمایا جب تک وہ معاف نہیں کریں گے تو میں معاف نہیں کروں گا۔ عرض کی یا اللہ دنیا دار ناراض
ہو جائے اس سے معافی مانگ لیں وہ معاف کر دے تو تو بھی معاف کر دیتا ہے۔ اے میرے اللہ اگر تو ناراض ہو
جائے۔ ہم کس دروازے پہ جا کر معافی طلب کریں۔ کعبہ چلا جاؤں وہ گھر تیرا ہے۔ ملتا تو وہاں بھی تو نہیں۔
وان المساجد للہ۔ تمام مساجد تیری ہیں۔ وہاں بھی نہیں ہے۔ میں کون سے دروازے پہ معافی طلب
کروں۔ اللہ کریم نے اپنے دروازے کی پہچان کروائی ہے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک
فرمایا اگر گناہ ہو گیا ہے۔ تو مجھے راضی کرنا چاہتے ہو۔ فرمایا دروازے محمد کے آ جاؤ۔ فرمایا فاستغفروا اللہ
میرے محبوب کے پاس آ کر مجھ سے معافی طلب کرے۔ اے اللہ معاف کر دے گا۔ فرمایا میرے محبوب کے دروازے
پہ آ کر معافی طلب کرو گے معاف پھر بھی نہیں کروں گا۔ عرض کی یا اللہ معافی کس طرح ملے گی۔ فرمایا واستغفر لھم
الرسول فرمایا گناہ گار در دروازے محبوب کے آ کے معافی طلب کرے گا۔ پھر میرا حبیب تیری سفارش
کرے گا تو میں معاف کر دوں گا ــــ جس کا کوئی نہیں اس کا نام لیتے ہیں۔ جو گناہگار کہلاتے ہیں وہ بولیں۔

رحمت کہو سا حضور دا آمین شفیع الوراں تے ــــ رب دا گنہگار رج کے نبیاں نوں یاد

معلوم ہوا کہ حضور کی عظمت اللہ کے دربار میں کتنی اعلیٰ ہے۔ گناہ رب کا معافی اللہ یہاں پہ کیسے مل سکتا ہے
کیا معنی ہے اللہ پھر سبق کیوں ملا رہا ہے۔ اللہ والوں کے چاہنے والے سوہنے شہر مدینے کا عشق

قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا ہ۔ اللہ نے ارشاد فرمایا ہم نے آپ کو مغفرت
معافی عطا کر دی ہے۔ (۵۵-۱۸): یہاں ظالم لوگوں نے قرآن مجید کا ترجمہ تبدیل کر دیا۔ انجیل
کو عیسائیوں نے تبدیل کیا۔ تورات و زبور کو یہودیوں نے تبدیل کر لیا۔ عجیب تحریفات کر دیں۔
جب قرآن مجید کی باری آئی تو خالق کائنات نے فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ فرمایا نازل
بھی ہم نے کیا ہے اور اس کی حفاظت بھی ہم خود کرتے ہیں۔ اب قرآن کو تو نہیں بدل سکے۔
ظالم لوگوں نے قرآن مجید کے مفہوم اور تراجم تبدیل کر دیئے۔ لیغفرلک اللہ کا ترجمہ کیا کہ اے نبی ہم نے
آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ اور گناہوں کی معافی دے دی (معاذ اللہ) اگر نبی گنہگار ہو جائے
تو امتی کدھر جائے گا۔ یاد رکھو نبی وہ ہوتا ہے جو گناہ نہ کرے۔ جو گناہ کرے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔
جو نبی ہو وہ گناہ نہیں کر سکتا۔ نبی معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں = لیغفرلک اللہ کا معنی یہ کیا
کہ اے نبی ہم نے آپ کو معافی دے دی۔ آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کی۔ مگر جب صوفیاء کرام اور اعلیٰ حضرت نے
ترجمہ فرمایا۔ صوفیاء فرماتے ہیں لیغفرلک اللہ میں لام ملکیت کی ہے۔ اَلْمَالُ لِزَیْدٍ یہ مال زید کا
ہے۔ میں اور بھی آسان کر کے بیان کروں۔ میں گھر گیا تو گھر والوں کو کہا۔ کہ فلاں برتن کہاں ہے تو گھر والوں
نے کہا کہ ہم نے ہمسائیوں کو دیا ہے۔ کہ گھر والوں کو کہا کہ برتن منگوا لو۔ گھر والوں نے کہا کہ ہم نے دے دیا ہے۔
معلوم ہوا جو چیز کسی کو دے دیں وہ واپس نہیں لیتے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا لیغفرلک اللہ کہ اے
محبوب معافی ہم نے آپ کو عطا کر دی ہے۔ ظالم لوگ سمجھے کہ اللہ نے نبی کو معافی دی ہے نبی نے کوئی گناہ کیا نہیں۔
عرض کی یا اللہ اپنے نبی کو معافی کیوں دی ہے۔ اللہ فرمایا ظالمو سمجھے نہیں۔ میں نے معافی اپنے محبوب کو
دی ہے اے میرے گناہ کرنے والو۔ اگر تم نے معافی حاصل کرنی ہے تو معافی محبوب سے ملے گی۔ کیونکہ ہم
نے معافی محبوب کو عطا کر دی ہے۔ جس نے معافی مانگنی ہے وہ دربار مصطفیٰ پہ آ جاؤ۔ اللہ نے فرمایا محبوب
مغفرت ہم نے آپکو عطا کر دی ہے۔ جس کو آپ چاہیں معاف کر دیں۔

مدینہ ہمیشہ سے عاشقوں کی جان ہے۔ ڈاکٹر کی دکان کا بورڈ کی مثال۔
حج مکے میں ہوتا ہے مگر معافی مدینے سے ملتی ہے۔ کعبہ لوگوں کو اشارہ کر کے فرماتا ہے کہ معافی مدینے
ملتی ہے۔ آج لوگ کہتے ہیں مدینے کیا حاصل کرنے جاتے ہو۔ (۲۸-۲۵) حج تو کعبے میں ہوتا ہے کہ اے
اللہ تو آواز مدینے کی طرف دے رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کعبے میں ایک نماز پڑھیں تو لاکھ کا ثواب ہے۔
اور مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھیں تو ۵۰ ہزار کا ثواب ہے ہم دنیا دار اتنے لالچی ہیں۔ اے اللہ تو کعبے والی
کی طرف بلاؤ لیکن تو آواز مدینے کی طرف دے رہا ہے۔ ہم لالچی ہیں یا اللہ لاکھ کا ثواب درکار ہے۔

اے نوجوانو ۔ یہ بات صدیق کی سمجھ میں کیوں نہ آئی ۔ اس نے ہجرت کی رات لاکھ کا ثواب چھوڑ دیا ۔ اور مدینے ڈیرے لگا لئے ۔ پوچھا اے صدیق لاکھ کا ثواب نہیں چاہئے ۔ فرمایا میں ثواب کا نہیں عشق کا چاہنے والا ہوں ۔ لاکھ کا کیا کریں گے اگر محبوب کی صورت نظر نہ آئے ۔ ۵۰ ہزار قبول ہے لیکن صبح و شام محبوب کا مکھ رخ انور تو نظر آئے گا ۔ قسم ہے اس ذات کی ۔ صدیق نے بیت اللہ چھوڑ دیا ۔ مگر حبیب اللہ نہیں چھوڑا ۔ یہاں پاکستان کی مسجد میں نماز پڑھیں تو ۲۷ نمازوں کا ثواب ہے اور مسجد نبوی میں ۵۰ ہزار کا ثواب ہے ۔ یہ بھی مسجد ہے وہ بھی مسجد ہے ۔ یا اللہ وجہ کیا ہے ۔ یہاں ۲۷ نمازوں کا ثواب اور مسجد نبوی میں ۵۰ ہزار کا ثواب ہے ۔ اگر اکیلے پڑھیں تو ایک ہی نماز کا ثواب ہے کہ اللہ فرمایا نبی جیسا بننے والو تمہیں بتانا چاہتا ہوں ۔ میری مسجد محمد کی مسجد جیسی نہیں ہے ۔ تم محمد جیسا کیسے ہو سکتے ہو ۔

عرض کی یا اللہ لاکھ کی طرف نہیں بلا رہا ۔ ۵۰ ہزار کی طرف بلا رہا ہے ۔ اللہ نے فرمایا دنیا دارو یاد رکھو بات یہ ہے کہ کعبے میں ثواب لاکھ کا ہے ۔ ایک گناہ کرو تو لکھا بھی لاکھ جائیگا ۔ یہاں ثواب لاکھ کا ہے یہاں گناہ بھی لاکھ کا ہے ۔ مدینے سے آواز آتی ہے مدینے آجاؤ ۔ کعبہ میں ایک گناہ کرو تو ایک لاکھ لکھا جائیگا ۔ مدینے لاکھوں گناہ لے کر آجاؤ ہم سب آپ ہی معاف کروالیں گے ۔

نماز پڑھنے کے بعد جنت کی دعا کرتے ہیں ۔ اللہ کی جنت کی طلب میں لوگوں کی راتیں مصلے پہ گزرتی ہیں ۔ نماز پڑھنے سے جنت درکار رہے ۔ روزہ ۔ حج ۔ اعمال صالحہ کے بعد اللہ سے جنت کے طلبگار رہیں ۔ فرمایا عبادات کو میزان کر کے دیکھیں گے ۔ اگر ثواب تیرے گناہ سے زیادہ ہوگا تو جنت دیں گے ۔ ضرور دیں گے مگر کام ادھار ہے ۔ اللہ نے فرمایا جنت کا طلبگار رہا تو پہلے ثواب کما ۔ نماز پڑھی تو ثواب اکٹھا کر لیا ۔ روزہ ۔ حج ۔ کعبے کے سائے میں کھڑے ہو کر عرض کی یا اللہ جنت ثواب سے ملتی ہے ۔ میں ثواب لے کر آیا ہوں ۔ عرض کی یا اللہ جنت دے ۔ مدینے سے آواز آئے گی ۔ (ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ) آواز آتی ہے رب کی جنت کے لئے ثواب جمع کرنے والو ۔ ثواب مکے میں ملتا ہے ۔ جنت مدینے میں ملتی ہے ۔

نبی پاک نے فرمایا میرے گھر اور منبر کا منبر کے درمیان جنت ہے ۔ علماء فرماتے ہیں ۔ وہ زمین زمین نہیں بلکہ جنت کی زمین ہے ۔ یہاں دو نفل پڑھنے کے لئے لوگ ترستے ہیں ۔ وہ جنت کا ٹکڑا ہے اس لئے حضور اپنے حجرے سے نکل کر مصلے تک ۵ مرتبہ میرے نبی وہاں سے گزرتے تھے ۔ وہ جگہ محمد کے قدم چوم چوم کے جنت بن گئی ۔ معلوم ہوا کہ ثواب مکے ملتا ہے ۔ جنت مدینے سے ملتی ہے ۔

حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں ۔
نہ رب عرش معلیٰ اُتے نہ رب خانے کعبے ہو ۔ نہ رب علم کتابی لبھیا نہ رب وچ محراب باہو ۔
گنگا تیرتھ اوہ مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حساب ہو ۔ جد دا مرشد ملیا باہو چھٹے کل عذاب ہو ۔
لوگ کہتے ہیں کہ افضل ہے مدینے بعد میں ہے ۔ عابدوں زاہدوں کو مکہ حسین لگتا ہے کیونکہ ایماں
ثواب زیادہ ہے ۔ عاشقوں کو مدینہ حسین لگتا ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے ۔
طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے ۔
عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی نے مجنوں سے پوچھا کہ محلہ کونسا حسین ہے ۔ فرمایا جہاں میری لیلیٰ
کا مسکن ہے ۔ خواجہ غلام فرید نے فرمایا تھا بے سوہنا جنگلاں وچ ملے محلاں نوں اگ لاواں
جہاں محبوب ہو وہ محلہ گلی شہر تو ہی محبوب لگتا ہے ۔ (۳۰ — ۳۴) اگر محبوب شہر میں
نہ ملے تو شہر بھی جنگل لگتا ہے ۔ اگر یار جنگل میں ملے تو وہ بھی محبوب لگتا ہے ۔ وہ بھی جنت لگتا ہے
ہمارے اسلاف اور بزرگ ویسے تو ہمیں مدینے سے محبت کرتے ۔ امام مالک نے ساری زندگی مدینہ
طیبہ میں گزاری ۔ صرف ایک حج کرنے کیلئے مکہ گئے ۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضور لوگ تو دور دراز علاقوں سے
مکہ کا حج اور طواف کرنے کیلئے آتے ہیں ۔ آپ تو صرف مدینے رہ کر ایک حج کرنے کیلئے مکہ گئے ہو ۔ تو آپ نے
فرمایا حج ایک ہی فرض ہوتا ہے ۔ وہ میں نے کر لیا ہے ۔ اب مدینہ سے باہر نہ جاؤں گا ۔ کہیں محبوب کے شہر
سے نکلوں تو موت نہ آ جائے ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس سے بس میں ہو وہ مدینے
میں مر جائے ۔ میں قیامت کے دن اس کو اپنے ساتھ مدینے لے کے جاؤں گا ۔ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ۔
جو میری قبر کی زیارت کرے اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی ۔ جو قبر کی زیارت کرے وہ تو جنتی ۔
جو قبر والے کو جیتے جی دیکھتا رہا ہو ۔ صحابی کی کیا شان ہو گی ۔ حضور نے فرمایا جو حج کر کے چلا جائے ۔
میری زیارت کو نہ آئے ۔ اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی ہے ۔ ہجرت کی رات کعبہ کی طرف دیکھ کر بھی
رو دیئے ۔ کعبہ کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں اے کعبہ تو میرے رب کا گھر ہے ۔ تجھے چھوڑ کر جانے کو میرا جی نہیں کرتا ۔
میں کیا کروں مجھے لوگ یہاں رہنے نہیں دیتے ۔ میرے نبی نے رو کر آسمان کی طرف دیکھا ۔ عرض کی میرے مولا وہ
میں چھوڑ کے چلا ہوں ۔ جو مجھے پیارا ہے ۔ اب مجھے وہاں لے جا جو تجھے پیارا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقل رب
ادخلنی مدخل صدق ۔۔۔۔ لغیر اللہ محبوب کو دور نہیں کرتا ۔ محبت بڑی اضطراری چیز ہے ۔ محبت
کرتے نہیں بلکہ ہو جاتی ہے ۔ اور محبت قرب چاہتی ہے ۔ دل کرتا ہے محبوب ہر وقت میرے پاس رہے ۔ جب
اللہ نے اپنے محبوب کی باری آئی ۔ بیت اللہ کے ساتھ گھر ہے عبداللہ کا ۔ اپنے محبوب کو اپنے شہر میں پیدا فرمایا ۔

۵۳ سال میرے نبی اللہ کے گھر کے ہمسایہ میں گزارے۔ اللہ نے اپنے محبوب کو اپنے گھر کے قریب رکھا۔ کیونکہ محبت قرب مانگتی ہے۔ ایک وقت آیا اللہ نے فرمایا اے محبوب ساڑھے تین سو میل دور کر دوں گا۔ عرض کی یا اللہ محبوبوں کو دور تو نہیں کرتے۔ اللہ اپنے محبوب کو اتنی دور بھیج رہا ہے۔ فرمایا قیامت تک لوگوں نے میرے گھر کی زیارت کرنے آنا ہے۔ اگر تیرا گھر بھی میرے گھر کے پاس تو رہا۔ تو لوگ کہیں گے اللہ کا گھر دیکھنے آئے ہیں۔ چلتے چلتے نبی کو بھی مل جاتے ہیں۔ فرمایا محبوب ذرا دور ڈیرہ لگا۔ میں دیکھوں مجھے ملنے کون آتا ہے۔ اور محبوب کی ملاقات کو کون آتا ہے۔ پیر جماعت کا مدینہ میں بسیرا کا......

ایک بچے کی ---- کتے کو مارا۔ یہاں معافی دے دو محبوب کو شکایت نہ لگانا۔ وہ جماعت علی شاہ جو مدینے کے کتے کا درد برداشت نہ کرے۔ وہ مدینے کا بچہ روتا کیسے دیکھ سکتا ہے۔

اجڑ جا دی پھراں میں بدؤاں دے میرا گولیاں وچ شمار آ جائے۔
ایسے واسطے کراں میں منت تیرے کملی والے نوں کدرے پیار آ جائے۔
جنہاں ویکھیا سوہنا مکھ تیرا اونہاں رب دا نظارا ویکھ لیا۔
اونہوں بھل گئے سوہنا در سارے جنہے تیرا دوارا ویکھ لیا۔

یہ اپنے مقدور کی بات ہے۔ دامن دولت کی کمی نہیں کریم بیچارے انتظار کرتے آتے ہیں۔ ایک محفل میں عورت کا ٹکٹ نکلا وہ عورت وہاں موجود نہ تھی۔ وہ گھر چلی گئی۔ انتظامیہ نے کہا کہ دوبارہ قرعہ اندازی کرو۔ دوبارہ قرعہ اندازی ہوئی تو اس عورت کے خاوند کا نکل آیا۔ اتنی دیر میں اس عورت کو بھی کوئی بلا کر لے آیا۔ وہ رو رہی تھی کہ میرا نام نکلا ہے۔ مدینے میں نے جانا ہے۔ انتظامیہ نے کہا کہ اس کے خاوند کا نکلا ہے وہی جائے گا۔ وہ مائی رو رہی تھی۔ اسٹیج پر کوئی سخی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا تجھے ٹکٹ میں دوں گا تم دونوں جاؤ۔ وہاں جانا کسی کے مقدوروں کا ہے۔

خواجہ خواجگان امام الاولیاء، تاجدار ولایت حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے۔ چراغوں کا واقعہ ---- خواجہ قمرالدین سیالوی نے کفن کا ٹکڑا مدینے بھیجا ---- امام احمد رضا لکھیں۔ مٹی میں شفا ہے۔ لاعلاج بیماریوں کا علاج۔ یہ طریقہ ہمیں بھی بتایا ہے۔ حضور کے بال مبارک کی زیارت۔ یہ بھی معجزہ ہے۔ ام سلمٰی کے پاس حضور کا بال مبارک۔ مسلم شریف۔ صدیق اکبر نے گھر کی تلاوت سنا۔ فرشتے قرآن پڑھتے ہیں۔ قرآن کے حروف مقطعات کا ترجمہ دنیا نہیں جانتی۔ یہ سر ہے بین اللہ و رسولہ۔ صوفیا نے ترجمہ کیا ہے۔ زلف سیدھی الف۔ کنڈل نبنا۔ کنڈ مدرسے نیچے۔ میرا قرآن تو محمد کی زلفوں

جبریل کا مقام جب وہ اپنے پر کھولتا ہے۔ تو ساری کائنات اس کے پر کے نیچے آجاتی ہے۔ یا اللہ
یہ جبریل تو قدم چومتا ہے۔ یا اللہ اس کو اتنا مقام دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا آپ پیارے محبوب
ہو تو آپ کے غلاموں کی شان ہے۔ عرض کی یا اللہ مجھے کیا ملا ہے۔ فرمایا آپ کملی والے تو ایک پر کھولے
ساری کائنات پر کے نیچے آجاتی ہے، جب قیامت کا دن ہوگا۔ آپ محبوب کوئی سا بہانہ ہوگا۔ جتنے
گنہگار جیتے ہوں گے۔ اپنی زلف کا ایک بال کھول دینا۔ سارے گنہگار آپ کی زلف کے نیچے کر کے معاف کر کے
جنت میں بھیج دوں گا۔ آپ محبوب اس کا ایک پر ہے۔ اور آپ کا ایک بال کا مقام ہوگا۔

حضرت خالد بن ولید جو سیف من سیوف اللہ ہیں۔ ساری زندگی میدان جنگ نہیں ہارے۔ جب
آخری وقت آیا تو پوچھا اے خالد روم و فارس کی بادشاہوں کے سامنے دس دس صحابہ لے کر جنگ کی ہے۔
آپ ہزاروں کے مقابلے میں فتح یاب ہو گئے۔ آپ کون سی طاقت کے ساتھ جنگ کرتے رہے ہو۔ فرمایا میری
پگڑی لاؤ۔ اس کو کھولا کر اس میں سے دو بال نکلے۔ ان کو چوم کر ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھا۔ فرمایا دنیا والو۔
یہ میرے نبی کے زلفوں کے بال ہیں۔ ساری عمر بازو کی طاقت سے جنگ نہیں کی۔ محبوب کی زلفوں کے سہارے
لڑتا رہا ہوں۔ عارف کھڑی رحمۃ اللہ نے فرمایا

سے کالے لنڈل زلف ماہی دے جھال جیلے ہیں کہڑا اکھ نال اکھ لا محمد لٹ کھڑا دل میرا۔
ہمارے اسلاف نے ہر نسبت والی چیز سے محبت کی ہے۔ نبی کی زلفوں کے ساتھ ہم اس لئے پیار کرتے ہیں۔
کہ محبوب خدا کی زلفیں ہیں۔ ان کو پانی کے ساتھ مس کر کے پی جائیں اللہ شفا دیتا ہے۔ مٹی کی
نسبت میں شفا ہے۔ امام احمد بن حنبل جب پہلی بار مدینے آئے تو ہر قدم پر مدینے کی مٹی چومتے رہے۔
—— بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ۵۳ سال مکے میں رہے۔ اور دس سال مدینہ میں رہے۔ اس لئے
مکہ افضل ہے۔ صوفیا فرماتے ہیں اے بے وقوف لوگو ۵۳ سال محبوب مکے میں رہے۔ اور مدینے میں
محبوب قیامت تک تشریف فرما ہیں۔ مدینہ اس لئے مکہ سے افضل ہے یہاں محبوب تشریف
فرما ہیں۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مدینے جانا —— قافلے میں مدینے جانا ——
حضرت دحیہ کلبی کا اسلام قبول کرنا۔

Abbas

۳ — ۶ — ۲۰۲۵
۶ — ۱۲ — ۱۴۴۶
منگل وار
-۰-
۱ —— ۰۰ PM

۵۳ - شانِ ولائیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ انما ولیکم اللہ ـــــــ ۔ ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیا علیہم السلام اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہیں۔ ہر نبی کا میلاد دوسرے آقا علیہ السلام نے سنایا۔ جب باری آئی آخری نبی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔ خاتم النبیین۔ ہم نے آپ کو تمام انبیاء کا خاتم بنایا۔ ھو الاول والآخر سارے انبیاء کا آخر بنایا۔ عرض کی سارے انبیاء و رسل کا میلاد تو میں نے سنا دیا۔ میرے بعد نبی کوئی نہیں ہے یا اللہ میرے بعد میرے ذکر اور میرے میلاد کون کرے گا۔ اللہ فرمایا اے محبوب آپ سارے انبیاء کا ذکر میلاد سنا جاؤ۔ اے محبوب کیا ہوا اگر تیرے بعد نبی کوئی نہیں ہے میں آپ کے غلاموں کی ڈیوٹی لگا دوں گا۔ گلی گلی آپ کے میلاد نہ کرا دوں مجھے اپنا رب نہ کہنا۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے ہماری ڈیوٹی میلاد منانے پر لگا دی ہے۔

شان اولیاء میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں اس آیت کریمہ میں اللہ کریم ولایت کا بھی ذکر فرمایا۔ اور ولایت کی نشانی بھی بیان فرمائی کہ ولی کون ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا انما ولیکم اللہ انما کلمہ حصر ہے۔ ارشاد فرمایا۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تمہارا ولی ہے۔ عرض کی یا اللہ اور کون ولی ہے۔ فرمایا ورسولہ۔ اللہ بھی تمہارا ولی ہے اور اس کا رسول بھی تمہارا ولی ہے۔ آیت پاک نے یہ سمجھا دیا۔ اے میرے ولیوں کو برا بھلا کہنے والو۔ میں اللہ بھی ولی ہوں اور میرا رسول بھی ولی ہے۔ اے اللہ اور کون ولی ہے ارشاد فرمایا۔ والذین آمنوا۔ وہ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ جو سچے دلدار ہیں اللہ اور اس کے محبوب کے۔ عرض کی اے اللہ ہر ایمان کا دعوہ دار ولی ہے۔ ہر ایمان کا دعوے دار ولی نہیں ہے۔ اگر اس میں صفات موجود ہیں۔ پھر اس کو اللہ کا ولی جانو۔ وہ صفات کون سی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ وہ ایمان والے جنہوں نے اپنی نمازوں کا خیال کیا۔ اور زکوٰۃ ادا کی۔ جو رکوع بھی ادا کرتے ہیں۔ اللہ نے قرآن نے جب ولی کی نشانی بتائی۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون۔ فی خلق السموٰت والارض والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ وکانوا قلیلا من اللیل۔ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا ۔ ارشاد فرمایا ولی ہے ولی وہ ہے جو رات کو بیدار رہتے۔ وہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ کھڑے ہو کر۔ بیٹھ۔ کروٹیں بدلتے اُن کو اللہ کی یاد سونے نہیں دیتی۔ فرمایا اس طرح اللہ کو یاد کرتا ہے سب دنیا بھول جاتی ہے۔ بس اللہ یاد رہتا ہے۔ سلطان باہو فرماتے ہیں ـــــ

راتیں رتی کھلی اکھیاں نیندر نہ آوے دنے ہوون حیران ہو۔ عارف دی گل عارف جانے کی جانے گنجان ہو۔

کر عبادت کجھ حاصل کیتوئی بہتری منائی گھر جوانی ہو میں قربان تنہاں تھیں باہو جنہاں ملیا پیر جیلانی ہو۔

وہ سب ساری رات اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور صرف ذکر ہی نہیں کرتے ویتفکرون فی خلق السموات
والارض ذکر بھی کرتے ہیں اور فکر بھی کرتے ہیں ۔ یہ ہے اولیاء کی نشانی ۔ واذکر ربک
اذا نسیت ۔ خواجہ خواجگان تاجدار ولایت حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ بازار سے
گزر رہے تھے۔ ایک غلام کو خریدا اور اپنے آستانہ پر لائے ۔ اس کو سینے سے لگا کر فرمایا مجھے معلوم ہے
کہ میں تجھے کیوں خرید کر لایا ہوں ۔ حضور مجھے نہیں معلوم ۔ فرمایا تیرا نام کیا ہے ۔ میرا نام اسلم
ہے ۔ میں تجھے اس لئے خرید کر لایا ہوں کہ جب میں صبح تہجد کیلئے اٹھوں تو مجھے وضو کروا دیا کر ۔ غلام
کو خیال آیا کہ بابا جی تو نوکری آسان دی ہے ۔ سارا دن گزر گیا ۔ پہلی رات آئی تو خواجہ صاحب
عشاء کی نماز پڑھ کر جب حجرے میں تشریف لے گئے ۔ دروازہ بند کیا تو غلام کو خیال آیا ۔ کہ بابا
جی سو گئے ۔ میں ساری رات جاگ کر بابا جی جگاؤں گا ۔ بابا راضی ہو گا ۔ اس خیال سے غلام
بابا جی کے کمرے میں بستر بچھا رہا تھا ۔ تو خواجہ صاحب کے حجرے سے آواز آئی اللہ ھو اللہ ھو ۔
ساری رات اسی طرح آواز آتی رہی ۔ غلام باہر بیدار رہا ۔ اور بابا جی اندر جاگتے رہے ۔ صبح
جب تہجد کی نماز کا وقت ہوا ۔ تو بابا جی وضو کر رہے تھے ۔ تو غلام وضو کروا رہا تھا ۔ خواجہ بایزید اس
کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے ۔ اے دوست ۔ تیرا نام کیا ہے ۔ حضور میرا نام اسلم ہے ۔ اگلا دن سارا
گزر گیا ۔ دوسری رات آئی تو غلام کو خیال آیا کہ بابا کل نہیں سوئے تھے آج تو سو جائیں گے
آج رات میں جاگ کر بابا جی کو اٹھاؤں گا ۔ بابا راضی ہو جائے گا ۔ آج رات بھی بابا جی کے حجرے سے
اللہ ھو اللہ ھو کی آوازیں آ رہی تھیں ۔ دوسری رات بھی گزر گئی ۔ جب تہجد کا وضو کروا رہا تھا ۔
تو بابا جی نے فرمایا تیرا نام کیا ہے ۔ بابا دو دن گزر گئے ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ میرا نام اسلم ہے ۔ فرمایا
میں بھول گیا تھا ۔ شب بیداری ــــ عارف کھڑی فرماتے ہیں ۔
ـــ رات پوے تے بے دردان نوں نیند پیاری آوے ۔ درد منداں نوں یاد سجن دی ستیاں آن جگاوے ۔
آج کا نوجوان ساری رات چوکوں میں جاگتا ہے ۔ بیماری کے ایام میں ہم ساری رات جاگ گئے ہیں ۔
کاروبار میں نقصان ہو جائے ساری رات نیند نہیں آتی ۔ کبھی رشتے دار آ جائیں ساری رات باتیں کرتے کرتے
گزر جاتی ہے ۔ اللہ فرمایا میرے بندے یاروں کیلئے تو جاگ لیتا ہے ۔ بیماری کے واسطے بھی جاگ لیتا ہے ۔
کاروبار کیلئے بھی جاگ لیتا ہے ۔ اللہ فرمایا تمام دنیا کے لئے بیدار ہوتا ہے کبھی میرے لئے بھی جاگ لیا کر ۔
جاگ میرے لئے قرآن تلاوت تک تیرا بیان صفات بیان کرے گا ۔ ہم سمجھتے ہیں رات سکون کے لئے ہے اور
شک نہیں ہے ۔ مگر فرق یہ ہے ۔ دنیا دار سو کر سکون لیتے ہیں ۔ اللہ والے جاگ کر سکون لیتے ہیں ۔

دن میں مسکرا سکتے ہو تلاش کرنے والو۔ کبھی پچھلی رات رونا بھی طلب کر۔ کبھی کبھی مقدر پہ رونا نہیں
پڑے گا۔ وہ ولی نہیں بن سکتا جو رات کے پچھلے پہر سوتا رہے۔ اللہ کے قرآن نے ان لوگوں کی
صبحیوں زندگیوں کو پالش فرمایا۔ خواجہ صاحب نے تیسری کا رات بھی اللہ ھو کر کے گزار دی۔
غلام بیدار رہا۔ خواجہ صاحب تہجد کا وضو کرتے دیکھ کر فرمایا تیرا نام کیا ہے۔ عرض کی بابا میرا نام اسلم
ہے۔ وقت گزرتا رہا۔ نوجوان بابا جی کی خدمت کرتا رہا۔ بابا اندر جاگتے تھے۔ وہ باہر جاگتا ہے۔ بابا جی
اندر جاگ کر اس کی قسمت جگاتا رہا۔ بابا جی ہر روز وضو کرتے پوچھتے تیرا نام کیا ہے۔ غلام نام بتاتا رہا۔
سال بیت گئے۔ ۲ سال خدمت کرتے رہے۔ جب ۲ سال پورے ہو گئے۔ خواجہ صاحب
نے پوچھا تیرا نام کیا ہے۔ غلام کی چیخیں نکل گئیں۔ رو کر عرض کی لجپال بابا جی۔ ایک دن ہو
چپ کر جاؤں۔ دو دن ہوں چپ کر جاؤں۔ ۲ سال گزر گئے ہیں۔ خدمت کرتے کرتے۔
بابا جی اب تو میرا نام یاد کر لو۔ خواجہ صاحب نے سینے کے ساتھ لگا لیا۔ فرمایا مجھے اپنے نام کی فکر ہے۔
مجھے تو اپنا نام بھول گیا ہے۔ فرمایا معاف کرنا۔ میرا مقصود نہیں تھا۔ میں اللہ کو اتنا یاد کرتا ہوں۔ دوسرا
کوئی یاد ہی نہیں رہتا — (۲۸-۲۲) اللہ فرماتا ہے کہ مجھے اس طرح یاد کر کہ تجھے میرے سوا سب کچھ
بھول جائے۔ حضور علیہ السلام اتنا بیدار رہتے کہ پاؤں اقدس متورم ہو جاتے تھے۔ پاؤں
سوج جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب آپ ساری رات نہ بیدار رہا کریں۔ فرمایا یاایھاالمزمل۔
— قم اللیل الا قلیلاً۔ اے محبوب آدھی رات آرام فرمائیں۔ اور آدھی رات قیام فرمائیں۔ سیدہ عائشہ عرض
کرتی ہیں محبوب آپ کے صدقے اللہ نے اگلے پچھلے لوگوں کو معاف کرنا ہے۔ اے محبوب آپ اتنا کیوں
روتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا اے عائشہ افلا اکون عبدا شکورا۔ اس رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں جس
نے آمنہ کے در یتیم کو نبیوں کا امام بنا دیا ہے۔ تیری اور میری باری آئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یا ایھا الذین
امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔ فرمایا اے ایمان والو۔ میرا کثرت کے ساتھ ذکر کرو۔ دن بھی کرو اور رات بھی کرو۔
جب تیری اور میری باری آئی تو اللہ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا (۳۰-۴۸)
ہمیں اللہ فرماتا ہے مجھے بہت یاد کرو۔ اور اپنے محبوب کو فرماتا ہے کہ تھوڑا یاد کرو۔ یہ کام تو الٹ ہو گیا۔
جس محبوب کو اللہ فرماتا ہے تھوڑی عبادت کرو۔ وہ اور زیادہ کرتا ہے۔ اور جنہیں اللہ فرماتا ہے
دن و رات میں مجھے کثرت سے یاد کرو ہم رب کو بھول چکے ہیں۔ ہم رزق کے پیچھے لگ کر رازق کو بھول
گئے۔ مخلوق کے پیچھے لگ کے ہم اپنے خالق کو بھول گئے۔ اللہ کے ہیرے نے فرمایا اگر میری بارگاہ کا قرب چاہتے ہیں۔
تو رات سو کر نہ گزار سحر جاگ کے گزار۔ (۱۹-۳۱) اولیاء کرام ارشاد فرماتے ہیں۔

اگر انسان آنکھ کے آنسو سے اللہ کو راضی کر لے وہ منازل عبادتوں سے طے نہیں ہوتی۔ جو کبھی کبھی رات کے پچھلے پہر ایک آنسو کے قطرہ سے طے ہو جاتی ہیں۔ اللہ کریم نے قرآن مجید میں ولایت کی نشانی ارشاد فرمائی ہے کہ وہ نمازی ہوتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ولی کے معنیٰ مولانا علی قاری نے ۱۸ معنیٰ بیان فرمائے ہیں۔ لفظ ولی کا پہلا معنیٰ ہے۔ اَلْوَلِیُّ۔ اَلْوَارِثُ۔ ولی وہ ہوتا ہے جو وارث ہو۔ اَلْوَلِیُّ النَّاصِرُ۔ ولی وہ ہوتا ہے جو مشکل کشا ہو۔ اَلْوَلِیُّ اَقْرَبُ۔ ولی وہ ہوتا ہے جو نزدیک ہو۔ اسی طرح ولی کے ۱۸ معنیٰ ملا علی قاری نے فرمائے ہیں۔ ایک ایک معنیٰ پر قرآن و حدیث پر گفتگو کریں تو علیحدہ علیحدہ عنوان ہے۔ اَلْوَلِیُّ اَلْوَارِثُ۔ عرض کی یا اللہ ولی کس شئے کا وارث ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں ولی کی وراثت ارشاد فرمائی ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ فرمایا اے دنیا والو تم اپنے مال و جائیداد زمین زر کا وارث اپنی اولاد کو بناتے ہو۔ اللہ نے فرمایا۔ میری زمین تو ہے۔ لم یلد ولم یولد اللہ فرمایا میرا بیٹا کوئی نہیں ہے، میری اولاد کوئی نہیں ہے فرمایا تم اپنی زمین کا اپنی اولاد کو وارث بناتے ہو۔ میں اپنی زمین کا اپنے اولیاء کو وارث بنایا ہے۔ عرض کی یا اللہ اپنے اولیاء کو بس زمین کا ہی وارث بنایا ہے فرمایا نہیں نہیں۔ ولی کی وراثت کو چھوٹا منصب نہ سمجھنا۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا۔ اللہ نے فرمایا ولی زمین کا ہی وارث ہے۔ ولی میری جنت کا بھی وارث ہے۔ فرمایا اُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔ عارف کھڑی نے اس کا ترجمہ فرمایا ہے (ن والقلم وما یسطرون)

قلم ربانا ہتھ اولیاں دے دل لکھن جو من بھاوے ولیاں نوں رب طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

یہ ہے ولیوں کی وراثت۔ معلوم ہوا۔ کہ ولی وارث ہوتا ہے جنت کا بھی اور زمین کا بھی۔ یہ جنت کے کیسے وارث ہیں۔ حضرت علی رضہ مدینہ کی گلی میں تشریف لا رہے ہیں سامنے حضرت صدیق اکبر سے ملاقات ہو گئی۔ ان میں پیار کچھ اس قدر تھا۔ کہ جب بھی دونوں کی ملاقات ہوئی۔ تو جلدی سے السلام وعلیکم علی زبا سے۔ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا وعلیکم السلام سلام کرنے حضرت علی پہل کرتے تھے۔ ایک دن ملاقات ہو گئی۔ ابوبکر بھی خاموش اور حضرت علی بھی خاموش۔ انتظار کے بعد حضرت صدیق اکبر نے سلام فرمایا اے علی السلام علیکم۔ فرمایا وعلیکم السلام۔ حضرت صدیق نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ۔ یہ ہنس کر علی مجھ سے ناراض ہے۔ فرمایا کیوں؟ عرض کی یا رسول اللہ یہ پہلے سلام کہتے تھے۔ آج سلام نہیں کہا۔ میں نے سلام کہا تو انہوں نے جواب دیا ہے۔ نبی پاک نے فرمایا حضرت علی کو بلاؤ۔ جب حضرت علی تشریف لائے۔ تو حضور نے فرمایا! علی آپ کی

حج خلیل اللہ کی دعاؤں کا نام ہے ۔ ذبیح اللہ کی وفاؤں کا نام ہے ۔

اور حبیب اللہ کی اداؤں کا نام ہے

Allama. Safdar Raza. Noori.

(علامہ سفدر رضا نوری)

پر ناراض ہو۔ حضرت علیؓ نے مسکرا کر عرض کی نہیں یا رسول اللہ ﷺ صدیق تو میرا دوست ہے۔ فرمایا یہ کیسے میں علی روز سلام کرتے ہیں میں جواب دیتا ہوں۔ آج انہوں نے سلام نہیں کیا۔ میں نے سلام کہا تو انہوں نے جواب دیا ہے۔ حضرت علی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اصل معاملہ یہ ہے کہ میں نیند میں تھا تو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں جنت کی سیر کر رہا تھا۔ اچانک میں ایک ایسا محل دیکھا۔ ساری جنت میں اس طرح کا محل نہیں ہے۔ میں نے پوچھا اے فرشتو یہ محل کس کا ہے۔ یہ اس کا محل ہے جو پہلے سلام کرے۔ عرض کی یا رسول اللہ۔ صدیق کو فرما دیجیے۔ اب سلام صدیق کرے گا۔ جواب میں دوں گا۔ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ وہ محل میرے دوست صدیق کا ہو جائے۔

ملاقات ہوئی تو صدیق نے مبارکباد پیش کی کہ علی مبارک ہو۔ حضور کس چیز کی مبارک باد۔ فرمایا میں حضور کی بارگاہ سے اٹھ کے آ رہا ہوں سرکار نے فرمایا۔ کہ جاؤ علی کو مبارک دو۔ کہ قیامت کو جنت کی ٹکٹیں میرا علی تقسیم کرے گا۔ تو حضرت علی نے فرمایا خیر مبارک ابوبکر آپ کو بھی مبارک ہو۔ فرمایا اے علی جنت کی ٹکٹیں تو آپ نے تقسیم کرنا ہیں مجھے کس چیز کی مبارک دے رہے ہیں۔ کہ جنت کی ٹکٹیں تو علی تقسیم کرے گا۔ مگر یاد رکھنا۔ کہ جنت کی ٹکٹیں تو آپ نے تقسیم کرنی ہیں۔ ان ٹکٹوں پر مہر صدیق کی ہو گی۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ اے صدیق میرا اس کا معاہدہ کر فرمایا جو علی کا منکر آئے گا۔ میں مہر نہیں لگاؤں گا۔ تو حضرت علی نے فرمایا حضور جو آپ کا منکر آئے گا۔ میں نے ٹکٹ اس کو نہ دوں گا۔ جنت میں وہی جائیگا جو علی کا بھی غلام ہے اور صدیق کا بھی غلام ہو گا۔ معلوم ہوا یہ جنت کے وارث ہیں جس کو چاہیں تقسیم کر دیتے ہیں۔ فرمایا ولی جنت کا بھی وارث ہے اور زمین کا بھی وارث ہے۔

یہ زمین کے کیسے وارث ہیں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ آپ کے دور خلافت کے اندر ایک بوڑھی عورت سرسوں کا تیل لے کر مدینے کی گلی میں جا رہی تھی ٹھوکر لگی۔ وہ تیل گر گیا زمین اس کو جذب کر گئی۔ وہ عورت بیٹھی رو رہی تھی۔ ادھر سے عمر تشریف لائے فرمایا اے عورت ماں جی۔ گلی ہو مدینے کی اور دور ہو عمر فاروق کا۔ اور تم رو رہی ہے۔ تو عمر کو پوچھنا ہو گی۔ وہ کوئی آج کا حکمران تو نہیں تھا کہ جن کو سارے ہی رو رہے ہیں۔ فرمایا قیامت کو مجھ سے سوال ہو گا۔ کیوں روئی ہے۔ اس نے عرض کی اے عمر دیکھو نا۔ کہ زمین نے میرا تیل جذب کر لیا ہے۔ اس نے عرض کی میں نے بازار سے تیل لیا ہے۔ فرمایا آ جا میں بیت المال سے تیل دوں۔ عرض کی اے عمر آپ نے قیصر کے درس میں تعلیم حاصل کی ہے گھر میں یتیموں کا مال کیوں حاصل کروں۔ میں نے تو اپنا تیل ہی لوں گی۔ (۲۲—۲۴) حضرت سیدنا عمر فاروق جلال میں آ گئے۔ اور اپنا درہ زور سے پکڑ کر زمین پر مارا۔ فرمایا زمین جلدی کر مائی کا تیل واپس کر تجھے نہیں معلوم میں تیرا

وارث بول رہا ہوں۔ آپ نے انصاف فرمایا تو تیل اُبلا۔ مائی پیالے کر دو رکی تو فرمایا۔ مائی ذرا ٹھہر جا۔ میں نے بھی عدل کیا ہے زمین نے بھی عدل کیا ہے۔ تم بھی عدل کرنا۔ مائی نے کہا۔ آ ٹھہر میں کیسے عدل کروں۔ فرمایا۔ مائی جتنا ضائع ہوا اتنا ہی لے لینا۔ یہ جنت کے بھی وارث ہیں اور زمین کے بھی وارث ہیں۔

پاکپتن کی نگری کا تاجدار زہد الانبیاء چشتیوں کا امام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے اس سارے علاقے میں بس ایک ہی نعرہ ہے (اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید) حق فرید یا فرید یہ کیوں بابا فرید کے نعرے لگتے ہیں۔ یہ بابا فرید نے تو نہیں فرمایا کہ میرے نعرے لگاؤ۔ داتا علی ہجویری نے کبھی نہیں فرمایا کہ مجھے داتا صاحب کہو۔ کبھی غوث پاک نے فرمایا کہ مجھے غوث الاعظم کہو۔ یہ کیا وجہ ہے کہ۔

پیر مہر علی شاہ۔ پاکپتن میں عرس مبارک میں ایک گلی میں جا رہے تھے۔ تو لوگ۔ حق فرید یا فرید کے نعرے لگا رہے تھے۔ ایک منکر ملا کہنے لگا۔ لوگ تو جاہل ہیں آپ تو عالم ہیں۔ سید زادہ ہیں اللہ کے ولی ہو۔ اللہ کے نام کے ساتھ فرید فرید کر رہے ہو۔ تو پیر مہر علی شاہ نے فرمایا۔ تم تو لوگوں اور میری بات کرتے ہو۔ بلکہ اللہ خود بھی فرید فرید کر رہا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ دیکھو پیر مہر علی شرک کر رہا ہے کہ دیکھو اب یہ فرید فرید کر رہا ہے۔ فرمایا قرآن میں لکھا ہے کہنے لگا قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے۔ فاذکرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ فرمایا ساری عمر فرید رب رب کرتا رہا۔ اب رب فرید فرید کر رہا ہے۔ فرمایا رب جن پر راضی ہوتا ہے مخلوق کی زبان پر ان کے نام کا ذکر جاری کر دیتا ہے۔

بابا جی کے غلام نے زمین کا ٹکڑا ہدیہ پیش کیا۔ چند دن کے بعد قبضہ گروپ والے آ گئے۔ بابا جی یہ زمین ہماری ہے بابا جی نے فرمایا کہ مجھے مرید نے نذرانہ پیش کیا ہے۔ زمین تو فرید کی ہے۔ انہوں نے قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ بابا فرید جب قاضی کی عدالت میں پیش ہوئے۔ قاضی نے پوچھا بابا جی زمین کس کی ہے فرمایا قرآن تو کہتا ہے کہ فرید کی ہے۔ ان الارض یرثھا۔ آپ فرید کوئی پروف گرنٹی۔ کوئی رجسٹرڈ وغیرہ کوئی انتقال۔ فرمایا وہ تو کوئی نہیں ہے یہ تو میرے مرید نے نذرانہ پیش کیا ہے۔ تو قاضی نے کہا کہ بابا کوئی پروف نہیں تو زمین آپ کی نہ ہوئی۔ بابا فرید نے کہا قاضی مجھے تو گرانٹی چاہیے۔ آؤ زمین سے پوچھ لیتے ہیں۔ کہ تو کس کی ہے۔ قاضی نے کہا کہ کبھی زمین بھی بولتی ہے۔ فرمایا لوگوں کی ہو تو نہیں بولتی فرید کی بولتی ہے۔ وقت مقرر ہو گیا۔ قاضی بھی قبضہ کرنے والوں کے ساتھ آ گئے۔ تو بابا فرید مریدوں کے ساتھ آ گئے۔ زمین کے پاس کھڑے ہو کر قاضی کبھی زمین کی طرف دیکھے کبھی بابا جی کی طرف دیکھے۔ بابا فرید نے فرمایا۔ قاضی پوچھو زمین کس کی ہے۔ قاضی نے زمین سے پوچھا اے زمین تو کس کی ہے۔ زمین کے ذرے ذرے سے آواز آئی۔ یہ دنیا کی زمین بھی فرید کی ہے۔ اور جنت کی زمین بھی فرید کی ہے۔ الولی وارث۔ ولی وہ ہوتا ہے جو وارث ہو۔ ولی جنت کا بھی وارث ہے اور زمین کا بھی

• ہوتا ہے۔ ولی کا معنی الولی الناصر۔ ولی وہ ہوتا ہے جو مددگار ہو۔ جیسے مددگار۔ علماء فرماتے
ہیں۔ سیدنا فاروق نے ایران لشکر بھیجا۔ جہاد کیلئے۔ اس لشکر کی سپہ سالاری سیدنا ساریہ
کے سپرد کی۔ حضرت ساریہ ایران کے علاقہ نہاوند میں جنگ کر رہے ہیں۔ ادھر حضرت عمر
جمعہ کا خطبہ دے رہے ہیں۔ اچانک حضرت عمر فرماتے ہیں۔ یا ساریۃ الی الجبل۔ اے ساریہ الجبل
اے ساریہ جبل کی طرف دیکھو۔ مدینہ طیبہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم حیران ہوئے۔ حضرت ساریہ تو
ایران گئے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر مدینہ میں بیٹھ کے آوازیں لگا رہے ہیں۔ ایک مہینے بعد
ایک مجاہد آیا۔ اس نے کہا مبارک ہو مدینے والو اللہ نے فتح دی ہے۔ ایران فتح ہو گیا ہے
مگر جنگ ہار گئے تھے۔ حضرت عمر کی آواز گئی تھی۔ اس کے ایک مہینے کے بعد حضرت ساریہ مدینے
آئے۔ تو مدینے کے لوگوں نے پوچھا اے ساریہ ہم نہاوند میں تھے حضرت عمر فاروق نے مدینہ سے آواز
دی۔ اور ایران میں آپ نے کیسے آواز سنی تھی۔ حضرت ساریہ فرمانے لگے لوگو! اس رب
کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ عمر مدینے رہ کے آواز دی اور نہاوند میں مجھے اس
طرح لگا۔ جیسے عمر میرے پیچھے کھڑے ہو کر آواز دے رہے ہیں۔ (۱۵۔۔۔۵۰)۔ یہاں بات ختم
نہیں ہوئی۔ حضرت عمر فاروق کا ایک بچپن کا دوست ہے۔ مکہ میں رہتا تھا۔ یہ واقعہ سن کر وہ مدینہ
طیبہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ میرا دوست اب ۲۲ لاکھ مربع میل کا اکیلا ہی وارث ہے۔ اس نے نہیں دیکھا کہ
یہ امیر المومنین ہے یا خلیفۃ المومنین ہے۔ وہ بچپن کی طرح آوازیں مارتا ہے۔ مدینہ مدینہ کی گلی میں
ملے اور سینے سے لگا کر فرمایا کدھر آئے ہو۔ کہنے لگا میں سن کے آیا ہوں۔ کہ آپ مدینہ میں بیٹھ
کر ایران دیکھا بھی ہے حد بھی کی ہے۔ اور آواز بھی پہنچائی ہے۔ فرمایا ٹھیک سن کے آئے ہو۔ دوست
تھا کہنے لگا اے عمر آپ کو بچپن یاد ہے۔ فرمایا یاد ہے۔ یہ بھی یاد ہے کہ آپ اور میں مکہ کے پہاڑوں میں
اونٹ اکٹھے چراتے تھے۔ فرمایا یاد ہے۔ کہنے لگا عمر یاد ہے تیرا اونٹ گم ہو جاتا تھا۔ فرمایا یاد ہے یہ بھی
یاد ہے۔ تیرا باپ خطاب تجھے مارتا تھا۔ فرمایا یہ بھی یاد ہے۔ یہ بھی یاد ہے کہ تیرے اونٹ میں تجھے تلاش
کر کے دیتا تھا۔ فرمایا یاد ہے۔ کہنے لگا اے عمر مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی۔ بچپن میں تیرا اونٹ
گم ہوتا رہا ہے۔ تجھے تلاش کے باوجود نہ ملتا تھا۔ اونٹ میں تجھے تلاش کر کے دیتا رہا ہوں۔ آج مدینے میں
بیٹھ کے ایران کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اے عمر بتاؤ یہ آنکھ کہاں سے ملی ہے۔ عمر فاروق کی آنکھوں میں

آ گئے۔ اور چیخیں نکل گئیں۔ اپنے دوست کو سینے لگا کر فرمایا اے دوست۔ اس میں کتنا میرا کوئی نہیں ہے فرق اتنا ہے۔ اس وقت تیرا دوست تھا۔ اب محمد کا دوست ہوں (ﷺ) جو محمد ﷺ کے یار ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کیلئے دور نزدیک کے فاصلے ختم ہو جاتے ہیں۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔ یہ وہ آنکھ ہے جو رب کی زمین پر بیٹھ کر جنت کے مناظر دیکھ لیتی ہے۔ وکبصرہ الذی یبصر بہ۔ اللہ ولی الذین امنوا ——— النور ۔ یہ آنکھ کیسے ملتی ہے۔ ے

چشم چراغ جنہاں دے دیوے اوہ کیوں بالن دیوے ہو / عاشق دی معشوق حیاتی اوہ تے ڈٹھیاں بازی نادے ہو

عشق جنہاں دی ہڈی رچیا اوہ ستے بنا لاشعر اوں تھیوے ہو۔ نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہو

ولی وہ ہوتا ہے جو مرید کو سب پھر دور رہ کے بھی مدد کرتا ہے۔ حضرت مولانا روم نے فرمایا۔ مرشد کعبہ کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے دور کھڑے ہو کے کیسے ہیں منہ طرف کعبہ شریف کے۔ اسی طرح دور کھڑے ہو توجہ کرنے سے فیض ملتا ہے۔ تب ہی غوث الاعظم نے فرمایا۔ میں اپنے ہر مرید کے سر پر رہتا ہوں جیسے زمین کے اوپر آسمان ہوتا ہے۔ حضرت غوث پاک رحمۃ کو مرید وضو کروا رہا تھا۔ وضو کرتے ہوئے پانی کا چلو لیا۔ ہوا میں پھینکا چیخ ماری پھر چلو کو ہوا میں پھینکا اور چیخ ماری اسی طرح تین مرتبہ فرمایا ساتھ اپنے پاؤں کی کھڑاویں لکڑی کی جوتیاں لیکر ہوا میں پھینکیں۔ وہ مرید جو وضو کروا رہا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے حضور غوث پاک کی جوتی کو جاتا ہوا تو دیکھا۔ تین دن گزر گئے۔ واپس نہ آئی۔ تیسرے دن آپ نے اس مرید کو بلا کر ارشاد فرمایا جاؤ۔ بغداد کے باہر ایک قافلہ آیا ہے۔ ان سے کہنا کہ میں غوث پاک کا مرید ہوں۔ وہ جو دیں وہ لے آ جاؤ۔ مرید نے جا کر دیکھا کہ بغداد کے باہر ایک قافلہ آیا ہوا ہے۔ اس نے جا کر ان کو کہا کہ میں حضرت غوث پاک رحمۃ کا مرید ہوں۔ انہوں نے بڑی آؤ بھگت کی۔ بڑی خدمت تواضع کی۔ بڑے تحفے تحائف نذرانے پیش کیے۔ ساتھ غوث پاک کی جوتیاں بھی دیں۔ وہ مرید جب چلا تو خیال آیا۔ کہ غوث پاک سے کون پوچھے۔ ہو نہ ہو تو ان سے پوچھ لوں کہ غوث پاک کے جوتے کہاں سے لئے ہیں۔ ان کے سردار سے پوچھا کہ یہ جوتے کہاں سے لئے۔ اس نے کہا۔ کہ آج تین دن گزر گئے ہیں ہم جنگل سے گزر رہے تھے۔ اچانک ڈاکوؤں نے ہم پر حملہ کیا۔ ہمارا سامان چھین کے چلے تو ہم ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تو اچانک مجھے غوث پاک کی یاد آئی تو میں نے جنگل میں کھڑے ہو کر حضور غوث پاک کو بغداد کی طرف منہ کر کے پکارا ——— سلطان باہو

حسن فرماد پیراں دا پیرا میں آکو سناواں کہنوں ہو / تیرے جیہا مینوں ہور نہ کوئی میں جہے لکھ تینوں ہو۔

پھول نہ کاغذ بداں والے تے دروں دھک نہ مینوں ہو / میں وچ ایڈ گناہ نہ ہوندے باہو تُوں بخشیندوں کہنوں ہو
نوں

وہ کہتا ہے کہ حضور پاک تو نہیں آئے مگر آپ کی جوتیاں آ گئیں۔ اور ڈاکوؤں کے سروں پر لگنا شروع ہو گئیں۔۔۔ ڈاکو ہمارا سامان پھینک کر چلے گئے۔ قافلے کا سردار کہنے لگا۔ جیسے ڈاکوؤں کے سردار نے کہا۔ اے قافلے والو۔ لگتا ہے تمہارے پیچھے کوئی موجود ہے۔ آج لوگ کہتے ہیں۔ تمہارے ولی مدد نہیں کرتے۔ اے بیوقوف تم ولیوں کی بات کرتے ہو۔ ہمارے ولیوں کی جوتیاں بھی مدد کرتی ہیں۔ اَنَّ وَلِیُّ النَّاصِرُ۔ ولی وہ ہوتا ہے جو مدد کرے۔ میاں محمد بخش فرماتے ہیں۔

سے مالی باغ دی راکھی کردا پھل کچے ہون یا پکے۔ پیر مریداں تے سر تے رہندے نیکو ہون جے سچے۔

سب مرشد کو مرشد والے کا کیا پتہ ہو۔ گولڑے کا تا دربار چشتیاں دا امام۔ بابا پیر مہر علی شاہ چشتی نظامی سیالوی رح۔ تمہارے گجرات میں گاما ڈاکو گزرا ہے۔ اس پیر صاحب کی زیارت کی۔ ولی بھی ہو سید بھی ہو عالم بھی ہو۔ اتنا حسن و جمال والا بابا۔ ولی وہ ہوتا جس کو دیکھیں اللہ یاد آ جائے۔ ڈاکو کو خیال آیا کہ میں بابا جی کا مرید نہ بن جاؤں۔ شام کا وقت تھا۔ گولڑے کے پیر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ کہنے لگا بابا جی مجھے مرید بنا لو۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ تم گاما تو نہیں ہو۔ ہاں گاما ہوں ایک بات یاد رکھنا۔ جب پیروں کے مرید بن جائیں۔ پھر پیروں کے تابعدار رہنا پڑتا ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ لیے کہنے لگا۔ بابا نماز بھی پڑھوں گا۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ مگر چوری نہ چھوڑوں گا۔ کیونکہ عادتیں جو پڑ جائیں وہ نہیں جا سکتیں۔ چاہے اچھی ہوں یا بُری۔

انڈیا کا شہر رام پور وہاں ایک اللہ کے ولی گزرے ہیں حضرت عبداللہ قادری رح۔ آپ مسجد بنا رہے تھے تو آپ کی عادت تھی۔ کہ شام کو جب مزدور مزدوری لیتے تو آپ اپنے مصلے کے نیچے سے پیسے دیتے تھے۔ ایک مزدور نے برا خیال رکھا۔ لگتا ہے کہ بابا جی مصلے کے نیچے کوئی خزانہ رکھا ہوا ہے۔ عشاء کی نماز پڑھ کے سب چلے گئے۔ تو مزدور کدال لے کے آ گیا۔ مصلے اٹھا کے زمین کھود کر ساری رات زمین کھودتا رہا۔ پانی نکل آیا۔ مگر خزانہ نہ نکلا۔ فجر کے وقت کی آذان ہو گئی۔

([illegible]۔۲۰۔۱۰) زمین برابر کر کے مصلے کو بچھا دیا۔ اور چلا گیا۔ اگلے دن مزدور شام کو جب مزدوری لینے آئے تو حضرت عبداللہ قادری نے مصلے کے نیچے پیسے دے رہے تھے۔ جب وہ مزدور آیا تو آپ نے اس کو ڈبل مزدوری دی۔ وہ کہنے لگا جی مزدوری تو میں نے ایک لگائی ہے ڈبل کیوں۔ فرمایا تو رات کو بھی مزدوری کرتا رہے۔

گاما ڈاکو نے بھی ہاتھ جوڑ التماس کر لیا۔ کہنے لگا۔ بابا چوری میں نہ چھوڑوں گا۔ پیر مہر علی شاہ نے اس کا دل

پکڑ کر فرمایا یہ شریعت کی شرط ہے۔ کہنے لگا میری شرط ہے میں چوری نہ چھوڑوں گا۔ فرمایا گاموں
اگر یہ شریعت کی شرط تو ایک میری شرط بھی ہے۔ حضور وہ کون سی فرمایا۔ جا گاموں جم جم چوری
کر۔ مگر ایک بات یاد رکھنا جب چوری کرتے ہو۔ تجھے کوئی لڑکے والا پیر نہ دیکھتا ہو۔ گاموں کہنے
لگا کہ یہ پیر صاحب کیا کہہ رہے ہیں کہ کوئی لڑکے میں چوری نہ کرنا باہر چوری کر لینا۔ کہنے لگا بابا جی آپ کی
شرط منظور ہے۔ مجھے کر لو بیعت تو میں مرید بناؤ۔ بابا جی اس کو توبہ کروا کے کلمہ پڑھا کے بیعت کر کے
فرمایا جا گاموں۔ جب گاموں دروازے کے پاس گیا تو بابا جی نے فرمایا گاموں۔ جی شاہ جی۔
فرمایا شرط یاد رکھنا۔ بابا جی بڑی یاد ہے۔ گاموں واپس گجرات آیا۔ آدھی رات کا وقت
ہوا۔ عادتیں جاتی نہیں ــــ گاموں ایک مکان میں چوری کر رہا تھا۔ کہتا ہے چوری کرتے کرتے
اچانک میری نظر اٹھی۔ اس کمرے میں پیر صاحب نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ گاموں سامان رکھ کے
باہر دوڑا۔ باہر آ کر کہا یا اللہ شکر ہے پیر نے نہیں دیکھا۔ دوسرے مکان میں گیا۔ چوری کر کے سامان
اٹھا کر باہر آنے لگا۔ دروازے کے پاس آیا تو پیر مہر علی شاہ نے ہاتھ پکڑ لیے۔ فرمایا گاموں جا کر
وہاں نہیں دیکھا یہاں تو دیکھ رہا ہوں۔ ــــ پیر مریدوں کے سر پر رہتے ہیں۔
میرا لنگر تو مدینے سے چورہ شریف آتا ہے میں تو وہاں ہی بانٹتا ہوں۔ جس کا کھائیں اس کا گائیں۔
تاجدار چورہ شریف۔ برصغیر کی 72 گدیوں کا پیر خانہ ــــ نقشبندیوں کا مین ہیڈ آفس
سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی سب سے بڑی خانقاہ سرہند شریف۔ سرہند شریف
کے بعد دوسری بڑی خانقاہ وہ چورہ شریف ہے۔ تاجدار چورہ شریف پیر سید فقیر محمد چوراہی۔
آپ کے خلیفہ محدث علی پوری ہیں۔ تاجدار چورہ شریف کے گھوڑوں کو چارہ ڈالنے والے محدث شاہ
علی پوری بن گئے۔ پیر جماعت علی شاہ اس گھوڑی کو جس پر پیر فقیر محمد سفر فرماتے تھے۔ اس گھوڑی
کو غسل کروا کے لا رہے تھے۔ بابا کے قریب سے گزر رہا تو بابا دیکھ کے فرماتے ہیں۔ جماعت علی گھوڑی
کو تو بڑا سوہنا غسل دیا ہے۔ پیر جماعت علی شاہ نے عرض کی حضور مجھے گھوڑی کو غسل دینے
کا طریقہ ہی بڑا آتا ہے۔ تو بابا جی نے فرمایا آ ذرا ادھر۔ سینے لگ کے سینے لگا کے ولایت کی ساری منازل
طے کرا کے فرمایا۔ اگر تجھے گھوڑے نہلانے کا طریقہ ہے تو مجھے ولی بنانے کا طریقہ آتا ہے۔ اک ہی نظر سے
پیر جماعت علی شاہ بنا دیا۔ پیر جماعت علی شاہ نے پیر فقیر محمد کی زیارت کو
آ رہے۔ گرم دوپہر والدہ کی بیماری تھی ــــ ولی وہ ہوتا ہے جو مدد گار ہو۔ حضرت پیر رشید محمد
کے دروازے پہ رکھا تھا۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ آمنکر آ کر کہنے لگا آ رشید محمد۔ کہا شیخ

عبدالقادر کسی جگہ یا اللہ لکھو۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ اپنے دروازے سے کبھی
اندر آتے کبھی باہر جاتے۔ بس ورد کر رہے تھے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ تو
اچانک منتری بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو وہ بھی پڑھ رہا تھا۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی۔
آپ نے اس کو فرمایا تجھے کیا ہوا ہے۔ کہنے لگا۔ جب آپ یا شیخ عبدالقادر کا نام لے رہے تھے۔
تو میں اچانک بے ہوش ہو گیا۔ تو دیکھا اس دروازے میں ایک سبز رنگ کے چولے والا بابا
نکلا۔ تو کہنے لگا۔ تو بھی پڑھو۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی ——— میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا
میں ہی عبدالقادر جیلانی ہوں۔ میں بتانے آیا ہوں کہ ہمارا مرید ہمیں جہاں بلائے وہاں ہم آ جاتے ہیں۔
کالولی ناصر، ولی وہ ہوتا ہے جو مدد کرے۔ الولی الاقرب۔ ولی وہ ہوتا ہے جو نزدیک ہو۔
اللہ بھی ولی ہے، وہ شہ رگ کے نزدیک ہے۔ رسول بھی ولی ہے۔ اللہ ولی الذین آمنوا۔ انما
ولیکم اللہ ورسولہ ۔ اللہ ولی ہے۔ وہ شہ رگ کے نزدیک ہے۔ ونحن اقرب الیہ من حبل ———
رسول بھی ولی ہے۔ النبی اولی بالمومنین ——— اللہ شہ رگ سے نزدیک ہے۔ نبی جان سے بھی
نزدیک ہے۔ معلوم ہوا کہ ولی وہ ہوتا ہے جو نزدیک ہو۔ ولی وہ ہوتا۔ قرب الہی میں پہنچ
جائے بخاری کی حدیث میں ہے۔ نوافل کے ذریعے بندہ رب کے قریب ——— ولی وہ ہوتا ہے جو
قریب ہو۔ اب ہو کیسے نزدیک ہیں۔ خواجہ خواجگان تاجدار ولایت۔ شیخ بہاء الدین
نقشبند بخاری رح۔ جھوٹی بچی کا واقعہ ——— جو پہلے گزرا ———
اویس قرنی کا واقعہ ———

٠٦—٠٦—٢٠٢٥
١٠—١٢—١٤٤٦
٠٨—٤٤—PM
جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ انک میت وانھم میتون :- اللہ کریم نے ارشاد فرمایا انک میت وانھم میتون - بے شک محبوب آپ نے بھی میری بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اور یہ تمام بھی مرنے والے ہیں - اللہ تعالی یہ بھی فرما سکتا تھا۔ اے میرے حبیب مکرم تم سارے مرنے والے ہو۔ مگر خالق نے ارشاد فرمایا محبوب آپ بھی میری بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہو - اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کی موت اور ہے - اور لوگوں کی موت اور ہے۔ اللہ کریم نے اکٹھا ارشاد نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا محبوب آپ بھی میری بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہو۔ اور یہ کائنات والے بھی مرنے والے ہیں۔ موت اٹل حقیقت ہے۔ اعلی حضرت نے انبیاء اور نبی پاک کی موت کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ انبیاء کو بھی موت آنی ہے۔ مگر اتنی کہ فقط آنی ہے۔ انبیاء کو بھی موت آتی ہے مگر صرف ایک آن کی خاطر ہے۔ فرماتے ہیں بس ایک لمحے واسطے موت ہے۔ وہ اللہ کریم کا حکم پورا کرنے کیلئے۔ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتٰبا مؤجلا ہ صرف خالق کا حکم پورا کرنے کیلئے موت آتی ہے اس کے بعد اللہ کریم انبیاء کو ایسی زندگی عطا فرمائے گا۔ کہ رسول کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن درود پڑھا کرو۔ فرمایا جو محمد پر درود پڑھتا ہے۔ میں خود اس کا درود سنتا ہوں۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ جب آپ خود زندہ وحیات ہو۔ پھر آپ درود سنتے ہو۔ جب آپ قبر اطہر میں تشریف لے جاؤ گے پھر درود کیسے سنو گے۔ ان اللہ حرم ان تاکل الارض اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ فرمایا یاد رکھ اللہ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔ فرمایا اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ اور ان کو اللہ رزق بھی عطا فرماتا ہے۔ رسول کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم۔ فرمایا میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور میری قبر کی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ زندگی کا تو معلوم ہو گیا۔ کہ بہتر ہے مگر موت کس طرح بہتر ہے۔ فرمایا زندگی کے اندر میں تمہارے اعمال دیکھتا ہوں۔ تمہارے گناہ بھی دیکھتا ہوں۔ تمہارے لئے بخشش کی دعائیں کرتا ہوں۔ قبر میں جا کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اعمال پھر محمد ﷺ کو پیش کیے جائیں گے۔ اچھے اعمال دیکھ کے راضی ہوں گا۔ تمہارے گناہ دیکھ کر بخشش کی دعائیں کروں گا۔ معلوم ہوا کہ نبی زندہ ہے تو پھر بھی امت کیلئے بہتر ہے۔ نبی قبر میں چلا جائے۔ نبی پھر بھی اپنے غلاموں کیلئے بہتر ہے کہ وہ نبی مرتا نہیں۔ جس محمد ﷺ کے نام پر مرنے والے شہید زندہ ہیں۔ وہ نبی خود کیسے مر سکتا ہے۔ وہ نبی جس نے دلوں میں زندگی عطا کر دی۔ وہ نبی مر نہیں سکتا۔ مگر موت ایک لمحے کیلئے وارد ہوئی۔ جب کہ خواجہ غلام فرید نے فرمایا تھا۔

وچھوڑا نہ کسے دے پلے پاوے کسے دا یار نہ دیس پردیس جاوے۔ یہ وچھوڑے کا دکھ غم جدائی
صحابہ کرام کیلئے تھی۔ اعلیٰ حضرت نے جب نبی کی زندگی کو بیان فرمایا اللہ کریم نے ارشاد
فرمایا۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ہ یا ایہا النبی انا ارسلنک شاہدا ۔۔۔ منیرا ہ
اللہ نے فرمایا محبوب میں نے آپ کو عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جب اپنی باری آئی فرمایا
الحمد للہ رب العالمین ہ سبحان ربک ۔۔۔ العالمین ہ فرمایا میں رب العالمین ہوں اور آپ
رحمۃ للعالمین ہیں۔ عرض کی اے اللہ نبی زندہ ہے کہ نہیں۔ فرمایا اگر رب العالمین زندہ ہے تو
رحمۃ للعالمین بھی زندہ ہے۔ جس کو رحمت کی ضرورت ہے وہ محمد کے دروازے پہ آ جائے۔ معلوم
ہوا جب تک عالمین زندہ ہیں۔ رحمت بھی زندہ ہے۔ بلکہ میرا ایمان یہ ہے۔ جب عالمین مٹ
جائیں گے۔ رحمت اس وقت بھی زندہ ہی رہے گی۔ مجھے رحمت کی ضرورت ہے ہر سانس کے
ساتھ ضرورت ہے۔ پتہ نہیں یہ عقیدہ لوگوں نے کہاں سے بنا لیا۔ کہ نبی مر کے مٹی میں مل چکے ہیں۔
اے نبی کو مرنے والا کہنے والے تم خود مر جا ۔۔۔ تیرا عقیدہ مر جائے۔ تو خود مر جا نبی کو مردہ کہنے
والا ۔۔۔ اگر نبی زندہ نہیں تو پھر تم خود کیسے زندہ ہو۔ اگر زندہ نبی چاہئے ہو تو مدینے میں ملتے
ہیں۔ اگر مردہ نبی چاہئے تو مرزائیوں کے پاس چلا جا۔ ہم تو زندہ نبی والے ہیں۔ ورنہ جو بادشاہ
مر جائے۔ اس کے بعد نیا بادشاہ آ جاتا ہے۔ اگر نبی مر گیا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ تمہارا قرآن کہتا ہے
کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔ جا کر کسی زندہ نبی کا کلمہ پڑھتا ہے۔ ہمارا نبی تو زندہ ہے۔ اعلیٰ حضرت ن
ے تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ ہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں شہید کی زندگی بیان
فرمائی۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ہ فرمایا شہید زندہ ہے۔ یا اللہ وجہ کیا ہے۔
فرمایا اس واسطے شہید کی موت اللہ کے واسطے ہے۔ جب نبی کی باری آئی۔ ان صلوتی ۔۔۔ نبی نے عرض کی
یا اللہ میری زندگی بھی تیرے لئے ہے۔ ۔۔۔ معلوم ہوا جو بندہ اللہ کے راستے میں مر جائے وہ زندہ ہوتا
ہے۔ نبی کی زندگی بھی اللہ کے راستے پر ہے۔ نبی کا وصال بھی اللہ کے راستے پر ہے۔ جس کی ایک چیز
اللہ کی راہ پر ہے۔ وہ تو زندہ ہے۔ جس کا سارا کچھ اللہ کی راہ پر ہے وہ زندہ کیوں نہیں۔

دوستو! نبی کے وصال کی شان سن کر یہ نہ سمجھنا کہ ہمارا نبی مردہ ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے
کہ نبی سارے زندہ ہیں۔ معراج کی رات تمام انبیاء سرکار دو عالم کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے آئے
ہیں یہی یہ تو بتانے آئے ہیں کہ ہم زندہ ہیں۔ گرامی قدر حضرات (۴۲—۱۴) حضور علیہ السلام
کی زندگی مبارک کے آخری ایام۔ جب حضور علیہ السلام حج کر کے مکہ سے مدینہ واپس تشریف لائے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اکملت لکم دینکم —— دینا ہ فرمایا کہ دین مکمل ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رونے لگے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے ابوبکر یہ تو خوشی والی بات ہے کہ دین مکمل ہو گیا۔ تو آپ رو رہے ہو۔ فرمایا تم خوش ہو رہے ہو کہ دین مکمل ہو گیا۔ اور میں رو رہا ہوں کہ نبی جو ڈیوٹی دینے آئے تھے وہ پوری ہو گئی۔ فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے اس آیت پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ اب نبی پاک کے واپس جانے کا وقت آ گیا ہے۔ دین مکمل ہو گیا ہے۔ اب یہ کار و دعوت الی اللہ کا پیغام جو سنانے آئے تھے وہ پورا ہو گیا ہے۔ اب میرے نبی کے وصال کا وقت ہے۔ لوگ کہتے ہیں ہمیں اس وقت پتہ چلا کہ جتنا آقا کا صدیق جانتے ہیں اتنا کوئی بھی نہیں جانتا۔

۱۱ ہجری۔ نبی پاک ایک صحابی کا جنازہ پڑھا کے گھر تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں حضور علیہ السلام کے سر انور کو شدید درد شروع ہو گیا۔ (۴۳ — ۱۶) نبی پاک ﷺ جب گھر تشریف لائے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ نے سر اقدس پر دوپٹہ دیا۔ آپ بڑی تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ ام المومنین کے گھر میں قیام۔ عکاشہ نے بدلہ لیا —— مہر نبوت کو بوسہ دیا۔ محبوب کو اختیار دیا صحابہ کرام کو معلوم ہوا —— جبرائیل کا آنا —— سیدہ فاطمہ کا پردہ —— اللہ نے محبوب کا حال پوچھا —— مجھے سب کا حال پتہ ہے —— یار یاروں کو پوچھتے ہیں —— الذی خلق الموت —— ہم زندگی لمبی کر دیتے ہیں —— منبر میں اپنے غلاموں کی معافی —— ساری عمر گناہ کر لے آخری سانس کے وقت معافی —— آخری کلمات —— میمونہ و عائشہ نے خوشبو محسوس کیا۔ عزرائیل کا رونا۔ سیدہ فاطمہ کا رونا —— حضرت بلال کا ملک شام آنا۔ سیدہ ام حسنین نے اذان کیلئے درخواست پیش کرنا ——

[illegible]

.۷ — .۶ — ۲ — ۲۵

۱۰ — ۱۲ — ۱۴۴۶

۵ — .۷ — PM

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ سورۃ الکوثر: ہم نے آپ کو کوثر عطا فرما دیا۔ یہ کوثر
کیا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا۔ کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کریم علیہ السلام کو بیٹے
عطا فرمائے۔ مگر حضور علیہ السلام کی اولاد نرینہ آپ کے بیٹے بچپن میں وصال کر گئے۔ کفار مکہ نے
طعنہ دیا۔ کہ محمد بن عبداللہ ص ابتر ہو گئے۔ کیونکہ ان کا ظاہری حیات طیبہ میں کوئی بیٹا نہیں ہے۔
کون محمد کا ذکر کرے گا۔ کون محمد کو یاد کرے گا۔ کفار مکہ کا یہ خیال تھا۔ کہ جس کی اولاد نرینہ
نہ ہو جس کا بیٹا نہ ہو۔ اس کے مرنے کے بعد اس کو کوئی یاد نہیں کرتا۔ کافروں نے
حضور علیہ السلام کے بیٹے حضرت ابراہیم کے وصال کے بعد مکہ میں میٹنگ بلا لی۔ کہنے لگے کہ اب
ہمیں محمد ص کی مخالفت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اب محمد ص کی مخالفت نہیں کریں گے۔
مدینہ کے یہودیوں کا خیال ہے۔ سارے کافر اکٹھے ہیں۔ کہنے لگے اب محمد کو نہ مارو کیونکہ اس
کے بعد اس کا ذکر کوئی نہ کرے گا۔ اس کا ظاہری حیات طیبہ میں بیٹا نہیں ہے۔ میرے نبی پاک
نے بات کو سنا۔ سماعت مصطفیٰ نے سن کے حضور علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
(۲۱-۸) ۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب کو تسلی عطا فرمائی۔ اور سورۃ الکوثر نازل فرما دی۔
اگر کوئی نبی کا ذکر بند کرنے کی کوشش کرے گا۔ تو اللہ نبی کا ذکر اور بلند کرے گا۔ یہ آج کے
نہیں یہ بڑے پرانے ہیں۔ ابوجہل بھی یہی کام کرتا گیا۔ ابولہب ۔ عتبہ عتیبہ شیبہ ۔ اللہ
نے سورۃ الکوثر نازل فرما کر ان ظالموں کے منہ بند کر دیے۔ اللہ فرمایا کملی والے محبوب تیرا بیٹا
نہ رہے گا تو تیرا ذکر بند ہو جائے۔ اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ کوثر کا کیا مطلب ہے
کوثر کا مطلب ہے۔ کہ کہتے ہیں کہ محمد ص کا بیٹا کوئی نہیں ہے۔ نبی کا ذکر بلند ہو جائے گا۔ اللہ فرمایا کملی
والے محبوب بیٹے تو اسی لئے ہیں مگر قیامت تک امت اتنی دے دوں گا۔ آپ کے غلاموں سے
گلی گلی آپ کا ذکر نہ کرا دوں تو مجھے اپنا رب نہ کہنا۔ فرمایا کملی والے ہم کوئی بیٹوں کے محتاج ہیں
اگر میں ذکر نہ چلنے دوں تو ابوجہل بیٹوں والے کا ذکر نہ چلنے دوں۔ ابولہب کے بھی بیٹے ہیں
عتبہ عتیبہ شیبہ کی بھی اولادیں ہیں۔ اللہ فرمایا کملی والے میں ان کا ذکر نہ چلنے دوں۔ تو بیٹوں
والوں کے ذکر ختم کر دوں۔ اگر میں ذکر بلند کرنے پہ آؤں فرمایا کملی والے ہم نے آپ کو کوثر عطا
کر دیا ہے۔ اتنی امت عطا کر دیں گے۔ دن بھی تیرا کریں گے۔ امت رات کو محفلیں سجا کے آپ
کا ذکر کرے گی۔ پہلے اللہ فرمایا والضحیٰ ۔ الم نشرح لک صدرک ۔ لا اقسم ۔ لعمرک
۔ اللہ فرمایا محبوب ہم نے آپ کے چہرے کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ بتوں کے لئے فرمایا زلفیں ہیں

تیرا سارا ذکر بلند کر دیئے ہیں۔ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ آپ کی شان بہت بلند ہے۔ (سورۃ الکوثر) ہم نے آپ کو خیر کثیر دیا ہے۔ سارا قرآن آپ کی صفات کا مظہر ہے۔ نہ کثیر فرمایا نہ کثرت۔ یہ دونوں گنتی میں آجاتی ہیں۔ مگر کوثر گنتی میں نہیں آتا۔ کوثر وہ ہوتا ہے جو گنتی سے باہر ہو۔ اللہ فرمایا دنیا والو میں نے اپنے محبوب کو ستا ہیں اتنی عطا کی ہیں بے شمار گنتی ختم ہو سکتی ہے۔ محمد کی ثنا نہیں ختم نہ ہوں گی۔ خزیران زیران شدران مدان — محبوب جیسے عالموں کے ذکر ختم ہو جائیں گے۔ لیکن جگ بھی آپ کا ذکر کرے گا۔ رب خود بھی ذکر کرے گا۔ سو یہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔

جس نے ذکر سنا ہے مگر دیکھا نہیں ہے — (اویس قرنی) کا ذکر۔ قرن کا معنی سنگ — نسبت مکانی کی وجہ سے قرنی — باپ عامر۔ ماں کا نام شیدار۔

نوٹ: سیدنا اویس قرنی کا ذکر پہلے بھی گزر گیا۔

اتوار

٩-٤-٢٠٢٥

١٢-١٢-١٤٤٦

٥-١١

۵۷- حضرت یوسف علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ اذ قال یوسف ۔۔۔ ساجدین ۞ سیرۃ سیدنا یوسف علیہ السلام کے حوالے سے
پوری سورۃ اللہ پاک نے نازل فرمائی ہے۔ اتنی طوالت کے ساتھ کسی نبی کا ذکر بیان نہیں فرمایا جتنا حضرت
سیدنا یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو احسن القصص کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ یہ سورۃ قرآن مجید میں
نازل کیوں فرمائی ہے اس کی مفسرین نے کافی وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ شان نزول کے متعلق کافی واقعات
ہیں۔ عرب کا ایک مشہور معروف تاجر ہندوستان میں تجارت کرنے کیلئے آتا تھا۔ ہندوستان سے کہانیوں
کی کتابیں خرید کے عرب میں لے جاتا تھا۔ عرب میں جا کر ان کتابوں کا عربی میں ترجمہ کر کے کہانیوں کو سناتا تھا۔
سننے والے بڑے محظوظ ہوتے ہیں۔ (ا۔۲۵۱۔۸) کہانی سنا کے عرب کے جاہلوں کو پوچھتا ہے اب سناؤ
جو بات میں تمہیں سناتا ہوں اس کا زیادہ لطف ہے یا جو بات محمد ﷺ سناتے ہیں۔ آپ کے کلام کا زیادہ لطف ہے
لوگوں نے اس کو کہا کہ تمہاری کہانیوں کا زیادہ لطف آتا ہے۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب علیہ السلام پر سورۃ
یوسف نازل فرمائی۔ ارشاد فرمایا نحن نقص علیک احسن القصص۔ فرمایا محبوب بتا دو انہیں اے قصے سننے والو
ایک قصہ ہم تمہیں بھی سناتے ہیں۔ جو تمام قصوں سے حسین قصہ ہے۔ جس کا قصہ تمام قصوں سے حسین
ہے وہ خود کتنا حسین ہوگا۔ جو حسن کی نگری کا بادشاہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نبی پاک ﷺ
نے فرمایا۔ الکریم ابن الکریم ابن الکریم۔ فرمایا وہ جو کریم ہے بیٹا بھی کریم کا پوتا بھی کریم کا۔ پڑپوتا بھی کریم کا
پوچھا کون ہے اے محبوب۔ فرمایا یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم۔ یہ وہ یوسف ہے جو خود بھی نبی۔ جس
کا باپ بھی نبی ہے۔ دادا بھی نبی ہے پردادا بھی نبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بارہ بیٹے عطا
فرمائے۔ یعقوب علیہ السلام نے تین بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ چار شادیاں فرمائیں۔ خالق نے جو سب سے چھوٹا بیٹا
عطا فرمایا اس کا نام ہے بنیامین = یوسف علیہ السلام بنیامین اور آپ کی ایک بہن ہے۔ جس کا نام
زینب ہے۔ تین بہن بھائی ایک ماں کے بطن سے تھے۔ باقی آپ کی اولاد دوسری بیویوں سے ہے۔ جب حسن
حضرت یوسف علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ ایک تو بیٹا نبی کا ہے۔ ایک حسن کائنات سب سے
بے مثل ہے۔ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں اتنا حسن ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جو چیز تناول فرماتے
تھے۔ وہ چیز حضرت یوسف علیہ السلام کے حلق سے اترتی ہوئی نظر آتی تھی۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت
یوسف علیہ السلام کو حسن اپنی دادی حضرت سارہ سے ودیعت ہوا کائنات کی سب سے حسین عورت
حضرت حوا ہے۔ دوسرے نمبر پر حضرت سارہ تھیں۔ حضرت سارہ حضرت یوسف علیہ السلام کی دادی تھیں۔
آپ جب اپنی والدہ کی گود میں آئے کیونکہ حسن بے مثال تھا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حسن
کے دس حصے بنائے۔ اس دس حصے میں سے اللہ کریم نے نو حصے اکیلے حضرت یوسف کو عطا فرمائے۔ (۱۳-۵۱)

ایک حصہ اللہ تعالیٰ نے سارا کائنات میں تقسیم فرمایا۔ اس میں بھی یوسف
علیہ السلام کا حصہ ہے کیونکہ وہ بھی کائنات میں موجود تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام
جب کسی اندھیری گلی سے گزرتے تھے۔ تو آپ کے نور کی روشنی سے وہ گلی روشن ہو
جاتی تھی۔ مصر کی عورت نے یوسف علیہ السلام کو پوچھا کہ اے یوسف آپ کتنے خوبصورت
ہیں۔ خود بنے ہو یا کسی نے بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا اے مائی تم تو یوسف دیکھتی ہے اگر مجھے
بنانے والے کو دیکھ لو تو اکھوں یوسف بھول جاؤ گی۔ اتنا کائنات کا حسن
اللہ تعالیٰ اپنا محبوب اور نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے، یوسف علیہ السلام خاندانی نبی
ہیں۔ کسی کو چوہدری کا ہونے پر فخر ہے کہ اس کا والد چوہدری کا ہے، میرا دادا چوہدری کا ہے
میں خاندانی چوہدری ہوں۔ اسے کتنا فخر ہوگا۔ اس کو کتنا فخر ہوگا، جو حسن کی نگری
کا بھی تاجدار ہے۔ اور خاندانی نبی ہے۔ اللہ کریم نے بنی اسرائیل میں ستر ہزار انبیاء
کو مبعوث فرمایا۔ سارے یعنی یوسف علیہ السلام کی نسل ہیں۔ اسحاق علیہ السلام
کی نسل ہیں۔ تب ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جد الانبیاء کہا جاتا ہے،
اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کے بھائی
بنیامین جب پیدا ہوئے۔ حضرت یوسف اور بنیامین کی والدہ وصال کر گئی۔ بنیامین
عبرانی زبان کا اسم ہے۔ اس کا معنیٰ ہے دکھ والا بیٹا۔ یوسف علیہ السلام کو
آپ کے حسن کی وجہ سے باپ کو آپ سے بے شمار پیار رہتا۔ جس بچے کی ماں کی فوت
ہو جائے۔ باپ کو اس بچے سے پیار زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ باپ ماں والا پیار بھی دیتا
ہے۔ اور باپ اپنا پیار بھی دیتا ہے۔ یہ باپ اور بیٹے کی محبت دیکھ کر باقی بھائی حسد
کرتے ہیں۔ اللہ کے قرآن نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ حضرت
یوسف کا واقعہ ایک خواب کی تعبیر ہے ___ جس میں خواب ___ اذ قال یوسف
لابیہ ___ ساجدین ہ۔ اپنے بھائیوں کو نہ بتانا ___ یعقوب ہی کو غیب کا تھا۔ مستقبل
کی طرف کی نگاہ تھی ___ سوتیلی ماں نے خواب سنا۔ اپنے بیٹے کو بتایا ___ بھائی پیار
دیکھ کر حسد کرتے ہیں۔ مشورہ کیا ___ بھائی سیر کو جانے کی اجازت ___
یوسف علیہ السلام نے بھی اجازت طلب کی ___ باپ بیٹے کی ملاقات ___ سارا رات
ملاقات کرتے رہے۔ ایک دوسرے کی زیارت ___ صبح کو خود تیار کیا۔ ابراہیم کی قمیض پہنائی۔

جنت کی قمیض تھی ۔ ریشم ـــــ تعویذ بنا کر گلے میں ۔ کنعان درخت کے نیچے لوگ
مہمانوں کو چھوڑنے گئے ـــــ وداع کر کے ـــــ بھائی اٹھا کے لے گئے ۔
لے او حوالے رب دے تے ملی ہتھ آ جدائی ۔ رب میلا بابے تے آن ملدا گے ہور اڈ بٹ کالی ۔
باپ بیٹے کی طرف دیکھتے رہے ـــــ بھائیوں کا برا سلوک ۔ یوسف کا رونا اور ہنسنا ۔
سے بھائیوں پر فخر نہیں کرے ـــــ وارث سے دہ زمان کریں وارثاں دا رب وارث کر ماردا ای ۔
ہمیں کا خواب ۔ کہ بھیڑیوں نے حملہ کیا ـــــ ہمیں درخت کے نیچے ۔ والد سے پوچھا ۔ کہ یوسف
کہاں ہے ۔ بہن کی سنت ۔ حضرت شیما کی شان ـــــ جبرائیل کی پرواز ـــــ
بیمار مرشد ـــــ یوسف کو عزیز مصر ـــــ ابراہیم شاہ کا خواب حضور کو دیکھا ۔ جس نے
یوسف کو دیکھا وہ مر گئے ۔ جس نے محمد کو دیکھا وہ قبر میں بھی زندہ رہتا ہے ۔ جب کنویں
میں پھینکا تھا تو عصر کا وقت تھا ۔ منشا کے بعد روتے ہوئے ـــــ یوسف کے بھائی
جھوٹے تھے ۔ ہم روتے تھے سچے نہ تھے ـــــ امام حسین کی شہادت کے وقت یزید کا رونا کیسے ؟ ۔
جب امام زین العابدین نے واقعہ شہادت بیان فرمایا سیدہ زینب نے فرمایا تھا ۔ کہ قیامت تک
روتے رہے ہیں ـــــ بکری کو ذبح کر دیا ۔ یعقوب کا یہ علم غیب ـــــ کہ جو بات آ کر کہہ رہے تھے ؟ ۔
قمیض کو دیکھا ۔ مسکرا دیئے ـــــ کہ بھیڑیا بڑا ہی ہوشیار تھا ۔ پھر یوسف تو ذبح کیا ہے
اندر میں اسلوں والد گناہ والا ہے ـــــ اسی طرح فرشتے بھی جسم کو دیکھتے ہیں کہ دل کو دیکھتے
ہیں کہ ذبح کیا ہے ـــــ باہر سے معلوم ہوتا تھا کہ مر گیا ہے ۔ مگر اندر سے معلوم
ہوتا ہے کہ ذبح کیا ہے ۔ بھیڑیئے کو بلایا ـــــ اس نے کہا ۔ بات کی ۔ میں
سچا ہوں ـــــ میرے تو دانت نہیں ہیں ـــــ میں بوڑھا ہوں میں شکار نہیں کرتا ۔ میں تو
دوسرے جانوروں کے چارے کھاتا ہوں ۔ میں یہاں کا نہیں ہوں ۔ مصر کا ہوں ۔ میرا بھائی گم ہو گیا ہے
آپ یعقوب تم اپنے بھائی کو مار کے آ گئے ہو ۔ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ تیرا بھائی کھٹا نہیں ہے ۔
بھیڑیئے نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ یوسف کہاں ہے مگر غیبت ہو جاتی ہے ۔ مگر جانور ہوں مگر غیبت
نہ کروں گا ۔ میں دعا کروں گا تیرا یوسف مل جائے گا ۔ تم مسلمان ہو کر چغلی کرتے ہو تو تم سے
بھیڑیا اچھا ـــــ دو باتیں بھیڑیئے نے امت کو سمجھا دیں ۔ (۱) میں بھائی کو تلاش کرنے آیا ہوں
انما المومنون اخوۃ ۔ بھائی کا مال کھانے والا ۔ چغلی ۔ برا سلوک ۔ تم سے ہم اچھے
میں چغلی نہ کروں گا ـــــ دوزخ میں جائے گا ـــــ یعقوب کو یقین ہو گیا کہ یوسف زندہ ہے

یوسف کنویں میں گرے۔ فرشتوں کا آنا — سانپ بچھو قریب آ گئے۔ جس کنویں میں یوسف
تھے۔ فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں۔ اس ماں کی کیا شان ہو گی جس میں محمد رہے ہیں۔ یہ وہ
آمنہ تھیں جن کا فرشتے طواف کرتے تھے۔ تین دن تک یوسف کنویں میں۔ بھائی ارد گرد بکریاں
چراتے تھے۔ قافلے گزرا۔ مالک ابن زعر۔ اس کا خواب۔ گود میں ہیرا۔ ہیروں کی بارش۔
خواب کی تعبیر۔ کنعان سے ہیرا ملے گا۔ ایمان اولاد مال۔ قیامت تک تیری اولاد میں دولت چلتی
رہے گی۔ غلام بشریٰ کا بیٹا — ڈول میں بیٹھ جاؤ — بشریٰ کا غلام — 25 سال کا وعدہ
— کہ تجھے غلام آزادی — تین عیب — چور — دو ر کا ہے خواب بیوی ہے — سکے عیب دار
دیکھیں میں شیشہ دیکھا — میری قیمت نہ کوئی دے گا — حسن پر جان ہنسی کرتے ہیں کھوٹے سکوں کے
فروخت — آخری سلام — یوسف علیہ السلام کو اندر کا بھی حسن دیا ہے۔ بھائیوں نے
وصیت کیں — والدہ کی قبر پر یوسف — آخری قبر پر ملاقات — یوسف کو بھائیوں نے
کنویں میں ڈالا — اور کربلا میں امام حسین کے بھائی — وہ ویر ویراں کے ویرانے ہو ندے —
آخری بار والدہ کی قبر سے دعا — ابراہیم اسماعیل — وہ بھائی تیرا باپ آتش سے نکل جائے گا —
راستے میں بڑے واقعات — غسل کے بغیر نہیں دیکھے جاتے جب غسل کر کے باہر آئے تو تاک لگا
دیکھا — رات میں خواب میں دیکھا کہ کہتے ہیں ہے جو تو نے خواب دیکھا تھا۔ مصر میں لوگوں نے دیکھا۔
دیکھنے کی قیمت ہے — چھوٹا کو لوگوں نے زیارت کی — دوسرے دن دس لاکھ دینار —
زلیخا — راحیل — بڑی خوبصورت تھی — ۹ سال میں حضرت یوسف کی زیارت — زلیخا کی بیٹی
اللہ بیمار ہو گئیں — تھوڑے سال کے بعد دوبارہ زیارت — ہر طرف یوسف نظر آتا ہے ہر چیز سے
یوسف کا نام — جوانی میں پہر تک بار بار زیارت — میں مصر کا بادشاہ، پھر وہاں آ جاؤں گی۔ جیسے
تندرست شفا پایا — عزیز مصر ہے — پورا شہر گھیرا — ہی ملاقات کا — عزیز
مصر نامرد تھا — یوسف کو جنگل میں تلاش — بازار میں رس بکتا — غلام کو دیکھا — یوسف
کو دیکھا — عزیز مصر کو پیغام — عورت کو آیا — سوت کی دھاگے — قیامت کے دن جب
آواز آئے گی — (١٠ — ٢ — ٥٥) تجسس کرتا ہوں کہ کچھ ہو رہا اس کا ہے۔
قیامت میں ہمارا ایمان عاشقوں میں نام آئے گا — حضرت یوسف کی قیمت وزن
کے برابر سونا چاندی کا مشک کستوری — یوسف علیہ السلام محل میں عزیز مصر تھا اس
کو اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ یوسف علیہ السلام کا امتحان — یوسف کا کامیاب ہونا۔

زلیخا بہک گئی - بت پر پردہ ڈالا - حضرت یوسف نے اپنے رب کی دلیل دیکھی - یعقوب کی زیارت ہو گئی - مرشد اس لیے ہوتا ہے - مرشد ایمان کی حفاظت کرتا ہے - غوث پاک فرماتے ہیں میں اپنے مرید کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے زمین کو آسمان دیکھتا ہے - ایسے ہی نبی بھی اپنے امتیوں کو نگاہ نبوت سے دیکھتے ہیں - اس لیے ہر امتی کو چاہیے کہ نبی کو اپنے دل میں تصور کرے - (صوفیائے کرام) یوسف علیہ السلام نے دوڑ لگا دی - دروازے کھلتے گئے - مرد عورت سے زیادہ طاقتور - یوسف نبی ہیں اور ایک نبی میں ۱۰۰ مردوں کی طاقت عورت کا مکر - بچے کی گواہی - جب نبی کی عزت کی بات آ جائے تو بے زبان بھی بولتے ہیں - پتھر بھی بولتے ہیں - اشارہ کیا تو بچہ بولتا ہے - عورتوں میں باتیں - زلیخا نے چالیس عورتیں بلائیں - ہاتھوں میں چھریاں - یوسف علیہ السلام کو درخواست دی - ہاتھوں کی انگلیوں کو کاٹ دیا - یہ بشر نہیں ہے - اور جو قرآن پڑھ پڑھ کر کہے کہ نبی بشر ہے - تجھ سے تو بچہ ہی بہتر ہے - جو کہے یہ نبی بشر نہیں ہے کہ کچھ عورتیں بیٹھی ہوں تو جتنا مرضی بندہ نیک ہو دیکھتا تو ہے اس نے تو دیکھا ہی نہیں - آخری وقت بندے کو تکلیف ہوتی - مومن کی روح ایسے نکلتی ہے جیسے بال مکھن سے نکلتا ہے - ایک مولوی صاحب کو زیارت نبی ہوئی کہ مکھن اور بال کا مسئلہ - ایک ولی کے پاس گیا - کہ مجھے بتاؤ - عورتوں نے حضرت یوسف کو دیکھا تو تکلیف محسوس نہ ہوئی - اور جو ایمان والا مرتے وقت محمد کو دیکھے اسے کیسے تکلیف ہو گی -

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حسن یوسف دیکھ کے اک زلیخا بھل گئی پر کملی والیا تیرے تے ساری دنیا ڈل گئی .

زلیخا نے قید میں بھیج دیا - آپ نے وہاں قیدیوں کو تبلیغ - قیدیوں سے اچھا سلوک . قیدیوں کا خواب اور ان کی تعبیر - یوسف علیہ السلام کے ساتھ مذاق - ہو گا اسی طرح یوسف علیہ السلام نے قیدی کو کہا - اللہ نے فرمایا مجھے کیوں نہیں کہا - بادشاہ کا خواب - اور اس کی تعبیر - یوسف بادشاہ ہو گئے - سب کچھ عزت یوسف علیہ السلام کا ہو گیا . اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نبی کا بدلہ لیا ہے - بھائیوں نے سجدہ کیا - زلیخا کو جوانی — یوسف علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میں نے اس کو جوانی میں نہ دیکھا تھا - اے یوسف اب تجھے بنانے والا دیکھ لیا ہے -

Abbas
14-01-2025
19-12-1446

پیر وار
4-02 PM

۵۸۔ پنجتن پاک علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ فقل تعالوا ــــ علی الکٰذبین ۞ اس آیت کو آیت مباہلہ
بھی کہا جاتا ہے۔ علاقہ نجران کے عیسائی ــ سوالات کیئے ــ مباہلہ کیلئے آ گئے ــ پانچ تن
قرآن میں ہے۔ آگے سرکار ہیں۔ درمیان میں فاطمہ ہے پیچھے علی ہیں۔ حضرت علی نے عرض کیا۔
عورتیں پیچھے ہوتی ہیں۔ یہاں قانون بدل گیا ہے۔ اس کے قدموں کے نشان نظر نہ آئیں۔ یہ
نبی نظر آئے کہیں علی نظر آئے ــ جب نبی چلتے ہیں تو زمین قدموں کو بوسہ دیتی ہے۔ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے۔ وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی ــــ سلامًا ۞ لا اقسم بھذا البلد۔
مکے کی قسم کہا ہے ــــ مبارک مقامات ــــ سفر کے دوران صحابہ نے آواز سنی۔
پتھر رو رہے ہیں ــ حضور جب جا رہے تھے۔ تو قدموں کو بوسہ تو نے دیا تھا۔ اب مجھے چوم لینے دو۔
پنجتن پاک کا ذکر۔ حضرت علی ــ کی ولادت ــ علی کی والدہ بتوں کے آگے آنے سے بے کل
ہو جاتی ہیں۔ حضرت علی ماں کے بطن میں بھی احترام کرتے تھے۔ حضرت علی ولادت کعبہ
میں۔ حضرت عیسیٰ کی ولادت کے وقت حضرت مریم بیت المقدس سے باہر آ گئیں۔
۴۰ دن تک عورت ناپاک ہوتی ہے۔ وہ کتنا پاک ہو گا جو کعبہ میں پیدا ہوا ہے۔
انما یرید اللہ لیذھب ــ تطہیرا ۞

ــ اللہ اللہ نبی دا گھرانہ یہ گھرانہ ورا لگوا ہے اس میں حسنین ہیں فاطمہ ہیں اگر ان میں مشکل کشا ہے
ــ کسی کے خاندان میں کوئی وکیل ہو تو۔ وہ خاندان والے سارے چوہدری ہوتے ہیں۔ اس
خاندان کو کتنا فخر ہو گا جس میں علی بھی ہے نبی بھی فاطمہ بھی ہو حسنین بھی ہوں۔ جس کے گھر کا بھی
مشکل کشا ہو۔ وہ مشکلوں سے کب ڈرتے ہیں۔ علی کا ذکر کرنا حق میں اہلسنت کا ہے
حضرت علی کی نظر ــ دونوں جہانوں میں اس کی آنکھوں کی مثل نہیں ہے۔ حضرت علی کی آنکھ بے
اندھیرا بھی کا ہے ــ سرکار نے پوچھا اے علی دیکھتا کیوں نہیں تھا ــ یہ ارشاد ہوا بار بار ہم
ہم لاکھوں روپے لگا کر کعبہ کو دیکھنے جاتے ہیں مگر علی نے کعبہ میں تشریف لا کر کعبہ کو نہ دیکھا۔ نبی کو دیکھا
ہے۔ علی کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ وہ علی کتنی عبادت کرتا ہو گا۔ حضرت علی کو گھٹی
نبی کی زبان۔ سیدہ فاطمہ کو۔ حسنین کو بھی ــ ہمارے بچوں کو گھٹی دی جاتی ہے۔ کہ بچہ بڑوں پہ جاتا
ہے۔ جس کو حضور کی زبان کی گھٹی ملی ہو۔ کیا وہ حضور کی سیرت پہ نہ جائیں گے۔

یہودی کا سوال انڈس انڈیا ــ کائنات بھی علی کے سامنے رہتی ہے ــ
یہ یوسف یہود سے پوچھو ــ جو نبی کے علم پر لعن ہے وہ یہودی تو ہو سکتا ہے۔ مسلمان نہیں

جبرائیل کہاں ہیں — جنت ثلث تقسیم — (چار خلفاء کی چار ہاتھ بنی)
ہو پاک کیسے ہیں۔ جن کو نبی نے پاک کیا ہے۔ وہ پاک ہیں۔ اللہ جن کو رب نے پاک کیا ہے
حضرت عبداللہ صحابی ہر روز ایک درخت کو سلام ہیں — نبی کی یاد کرتے ہیں۔ حضرت
علی فتح مکہ کے دن نبی کے کندھوں پر۔ اللہ نبی جن کے کاندھوں پہ سوار ہوں گے — ہم سب کے
غلام ہیں — ہم تو نبی کی نسبت کو دیکھتے ہیں۔ حضرت علی کی نسبت دل فاطمہ —
قبر میں داڑھی والا آئے گا — حضرت عثمان نے ذرہ خریدی — ہم ذکر حسین بیان کرتے ہیں
ہم ذکر حسن بیان کرتے ہیں۔ حسن کے ساتھ کی نسبت ہے ہم اسی نسبت سے محبت کرتے
ہیں۔ دوران حج امام حسین کو مائی نے دودھ پلایا — مدینے میں خدمت کی اس مائی
کی —

Mathab

۲-۲۵
14—6—1446
19—12—
5—9—PM
پیر وار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ واذ ابتلیٰ ابراہیم ربہ ۔۔۔۔ اماماً ﴿۱﴾ حضرت ابراہیم پر چند مشکلات
آئیں تو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو چند امتحانات میں آزمایا تو ابراہیم علیہ السلام ان میں کامیاب رہا۔ پھر
اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر ارشاد فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماما ۔ فرمایا اب میں اے ابراہیم آپ کو لوگوں کا
امام بناؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ساری حیات طیبہ امتحانات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت
ابراہیم سے بڑے بڑے مشکل امتحان لئے۔ تو ابراہیم علیہ السلام ہر امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کے ہر ایک گوشے کو کھول کر بیان فرمایا۔ (۱۳۹ —— ۵)
۲۵ مقامات قرآن مجید میں ایسے ہیں۔ جہاں پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خراج عقیدت پیش
فرمایا ہے۔ محبت کا بیان فرمایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب نمرود سے مناظرہ کر کے باہر آئے۔ ابراہیم
علیہ السلام اپنے مالک سے زیادہ قریب ہو رہے ہیں۔ اور پھر وہ بھی موقع آیا جب اللہ تعالیٰ
نے ابراہیم علیہ السلام کو معراج کرانے کا ارادہ فرمایا۔ کہ میں اپنے ابراہیم علیہ السلام کو معراج کراؤں
اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج کا ذکر قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ ارشاد فرمایا وکذالک
نری ابراہیم ملکوت السموٰت والارض ۔ فرمایا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہی
ملکوت و ملک دکھا دیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی
کو معراج کرائی ہے۔ مگر ہر نبی کی معراج کی نوعیت مختلف ہے۔ حالات مختلف ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام
کو اللہ نے ایک پتھر پر کھڑے کر کے اپنی ساری کائنات کا نظارہ کرا دیا۔ زمین کی تحت الثریٰ سے
لیکر ساتوں آسمان اللہ عرش العلیٰ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظر میں آ گئے عرض کی اے اللہ
مجھے اور بلندی عطا فرما۔ میں اور بھی تیری قدرت کا نظارہ کروں۔ بعض نے لکھا ہے کہ سورج کی سیر کرنے
کیلئے گئے۔ فرشتوں نے اپنے پروں پر اٹھا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان کی طرف لے کر جا رہے ہیں
گناہ گاروں کی طرف دیکھا اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کی ——— نبی پاک نے امت کو بچا لیا ہے
اے ابراہیم واپس جاؤ زمین پر آپ مستجاب الدعوات ہیں میرے تین قسم کے معاملات ہیں میرے
بندوں سے۔ (۱) گناہ گار اس طرح کے ہیں وہ توبہ کرتے ہیں۔ میں ان کو معاف کر دیتا ہوں ۲ اور کچھ اس
طرح کے ہیں وہ خود تو گناہ گار ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد نیک پیدا ہوتی ہے۔ وہ میرے ذکر سے میری زمین کو
بھر دیتی ہے۔ اور میں ان کے والدین پر بھی راضی ہو جاتا ہوں۔ فرمایا تیسرا معاملہ اس طرح کا ہے کہ
قیامت کو گناہ گار رب کے آئیں گے وہ میری مرضی ہے میں جس طرح کا سلوک کروں اے ابراہیم
میرا اور میرے بندوں کا معاملہ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا اپنے اللہ سے محبت بڑی تھی۔

ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں حضرت عزرائیل حاضر ہوئے۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھر میں اجنبی شخص دیکھا۔ فرمایا تم کون ہو میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں کیوں آئے ہو۔ عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے نبی اللہ آپ کی اجازت تو نہیں ہے مگر اللہ کی اجازت تو ہے ۔ تم کون ہو۔ عرض کی حضور میرا نام عزرائیل ہے۔ میرے پاس کیوں آئے۔ حضور آپ کو اللہ کا پیغام دینے آیا ہوں۔ زمین پر ایک انسان ایسا ہے کہ اللہ نے اسے اپنا دوست بنالیا ہے فرمایا وہ کون ہے جس کو اللہ نے اپنا خلیل بنایا ہے۔ مجھے اس کا پتہ بتاؤ۔ کائنات میں چاہا کہیں بھی ہوگا۔ ساری زندگی اس کے ہمسایہ میں گزار دوں گا۔ مجھے بتاؤ اللہ نے کس کو دوست بنایا ہے۔ عزرائیل نے عرض کی۔ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا کہ اے اللہ کے نبی اللہ نے آپ کو خلیل بنایا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام بڑی حیرت سے فرمانے لگے کہ مجھے ۔ ہاں ہاں اللہ نے آپ کو دوست بنالیا ہے۔ کائنات میں صرف ایک ہی اللہ کا دوست ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کے ساتھ بڑا پیار رہے (۴۷-۱۴)۔ ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں مہمان آیا ۔ کھانا کھانا۔ ابراہیم علیہ السلام کے رب کو نہ ماننا۔ ابراہیم علیہ السلام کی محبت نے اکٹھا دیا بکریوں کو چرانا۔ کتوں کے گلوں میں کئی مثقال سونے کا ہار۔ جہاں اچھی لگتی ہے دنیا وہاں ہی رکھی ہے۔ اس لیے دنیا کی دولت کو ذلیل کر رہا ہوں۔ جو دنیا کو چاہنے والا ہے وہ کتے کی مثل ہے فرشتے آگئے۔ حضرت ابراہیم کا بیت خانہ جانا۔ اللہ کے خلیل کی عمر 16 سال ہے۔ مشرک اپنے رب کی مدد کرتا ہے۔ اور توحید والا وہ ہے جس کی رب مدد کرتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ بادشاہ کے دربار میں۔ آگ کا گلزار بننا۔ سرکاری طور پر ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا پروگرام۔ عورتوں کو بھی یہ بات تھی کہ نذر مانتی ہیں۔ ابراہیم کو جلانے کے پروگرام میں ادھر بچانے کے انتظام ہو رہے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے آگ پر جادو کر دیا ہے۔ چھپکلی اور ہدہد کی مثال ہدہد کا پیار اور اس کی نظر کا کمال۔ جو نبی کا گستاخ جانور ہو۔ اس کو مار دو۔ اور کلمہ پڑھ کے نبی کا گستاخ ہو وہ کیسے بچ سکتا ہے۔ یہ نبی کا معجزہ ہے۔ نمرود نے دیکھا۔ چالیس دن آگ میں مزہ کرتے رہے۔ زندگی کے ۴۰ دن۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہیں ایک ہزار بندے نے ابراہیم علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا۔ امتیوں کی تعداد تیرہ ہزار۔ واہ بلی باک نے ۲۳ سال کا کمال۔ شب و روز ۔

Iqbal

۱۴-۰۴-۲۰۲۵ ۸-۴۰ am بخیر

۲۰-۱۲-۱۴۴۶ منگل

۶۱۔ سیرۃ اسماعیل علیہ السلام

واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا۔ سابقہ
مضامین میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زندگی حیات مبارکہ کے چند گوشے سماعت فرمائے ہیں
کیونکہ الحمد اللہ آج حج کا دن ہے۔ اور حج بھی حجِ اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوست اپنے محبوب
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہزاروں سالوں کی حیات کے بعد بھی یادوں کو مٹنے نہ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام
کی ساری حیات طیبہ امتحانات کی عبارت ہے۔ حج کے دن اور حج اور قربانی یہ ساری اللہ
تے پیارے ابراہیم علیہ السلام کی یادیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کچھ دعائیں ہیں۔ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ میں ایسے مشکل امتحانات دیئے ہیں۔ جن کا ہم انسان
تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر چھوٹے چھوٹے امتحان رکھے۔ کہ غریبوں کا خیال رکھو جھوٹ
نہ بولو۔ رزق حلال کماؤ۔ کسی غریب کا مال نہ کھاؤ۔ ہمسائے کا خیال رکھو۔ یہ ہمارے لیے چھوٹے چھوٹے
امتحان ہیں۔ ہم تو ان کو بھی پورا نہیں کر سکے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اتنے
بڑے بڑے امتحانات نازل فرمائے کبھی آگ میں چھلانگ لگا رہے ہیں۔ کبھی ساری دولت اور مال
اپنے مالک کی بارگاہ میں پیش فرما رہے ہیں۔ بچپن میں ماں کی گود نہ ملی پہاڑوں کی غار میں
پلنا نصیب ہے۔ ابراہیم علیہ السلام جس معاشرے میں آنکھ کھولی سارا کفرستان ہے۔ صرف
ایک ہی ابراہیم علیہ السلام ہیں جو اپنے مالک کا نام یاد کرتے ہیں۔ آگ جلا کر نمرود نے اپنی
طرف سے ابراہیم علیہ السلام کو موت کی گھاٹ اتار دیا۔ سزائے موت دی۔ حضرت ابراہیم
علیہ السلام ۴۰ دن تک آگ میں رہے۔ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ
واقعی تیرا رب بہت بڑا رب ہے۔ اپنے دل کی تسلی کیلئے نمرود نے ۴ ہزار گائے ذبح کی۔ آ ابراہیم علیہ السلام
مجھے معاف کر دے جو میں غلطی کی ہے مجھے بھی اپنے خدا کا قرب عطا فرما۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا
تم ۴ ہزار گائے ذبح کی ہے کبھی ۴ لاکھ بھی کر دے تو اس وقت تک مالک کا قرب نہ ملے گا۔ جب تک ابراہیم
کی غلامی نہ کرے گا میرا مالک نہ ملے گا۔ اگر تم ڈائریکٹ جانا چاہے۔ قرب خداوندی نہیں ملے گا۔ اگر تم میری پیروی
کرے گا۔ نمرود کہنے لگا۔ کہ میں تیری غلامی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر میں تیرا غلام بنوں تو میری بادشاہت
جاتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام بابل شہر میں جوان ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ
السلام نے حضرت سارہ کے ساتھ نکاح فرمایا۔ حضرت سارہ بڑی حسین خاتون ہے اللہ کے
خلیل حضرت سارہ کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے لگے۔ ۲۰ سال کا عرصہ گزر گیا۔ مگر اولاد نہ ہوئی۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اب اولاد کی غم لگتا ہے۔ مگر ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی کا دل نہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت فرما کر جا رہے تھے اپنی بیگم کے ساتھ ایک بستی سے گزرے
آپ نے حضرت لوطؑ سے فرمایا کہ اللہ نے آپ کو اس بستی کیلئے نبی بنایا ہے۔ آپ یہیں رک جاؤ۔
حضرت لوط علیہ السلام اس بستی میں رک گئے۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت سارہؑ کے ساتھ
سفر فرما رہے ہیں۔ راستے میں ایک شہر کی آبادی آئی۔ اس سلطنت کا بادشاہ بڑا ظالم
انسان ہے۔ جو بھی مسافر اپنی بیوی یا بہن کو ساتھ لے کر اس شہر سے گزرتا ہے۔ اگر وہ اس
عورت کا خاوند ہو تو اسے قتل کر دیتا ہے اگر اس کا بھائی ہوتا ہے تو اسے رکھ لیتا ہے۔ اس
عورت کے ساتھ بدتمیزی کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم جب اس سلطنت میں داخل ہوئے۔ تو اس کے
سپاہیوں نے حضرت سارہ اور ابراہیمؑ کو گرفتار کر لیا۔ قانون کے مطابق پوچھا کہ تم کون ہو۔ ابراہیم
علیہ السلام کو معلوم تھا۔ اگر میں کہتا ہوں کہ اس کا خاوند ہوں تو یہ قتل کر دے گا۔ ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا کہ میں سارہ کا بھائی ہوں۔ حالانکہ شوہر تھے۔ آپ نے فرمایا سارہ میری دینی بہن ہے۔ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ نہ بولا۔ بیوی بھی انسان کی دینی بہن ہوتی ہے۔ حضرت سارہ ویسے
تو حضرت ابراہیم کی کزن تھی۔ اس لیئے آپ کو قید کر دیا گیا۔ (۹ — ۴۷) اور حضرت سارہؑ
کو بادشاہ اپنی عادت کے مطابق جب تنہائی میں لے کر گیا۔ سر سے لیکر پاؤں تک حضرت سارہ نے
پردہ فرمایا ہے۔ نبی کی بیوی کا ایک بال بھی ننگا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وہ ماں ہے جس کے بطن سے اسحاق
پیدا ہوں گے اور اسحاق کی اولاد سے ۴ ہزار انبیاء پیدا فرمانے ہیں۔ یہ ۴ ہزار نبیوں کی ماں ہے۔
اتنی پاکیزہ ماں ہے سر سے لیکر پاؤں تک پردہ ہے۔ بادشاہ قریب آیا تو آپ فرمانے لگیں۔ بادشاہ
ٹھہر جا۔ تیرے مذہب اور عقیدے کے مطابق مجھے اپنے مالک سے دو باتیں کرنے دو۔ میں مالک کی بارگاہ میں دو رکعت
نفل نماز ادا کرنا چاہتی ہوں۔ ایسے وقت میں رب یاد آنا یہ اللہ والوں کا ہی کام ہے۔ بادشاہ
کو کیا معلوم تھا کہ یہ دو رکعت نفل جو ہوتے ہیں یہ مسلمانوں کا ایٹم بم جیسے ہی ہوتا ہے۔ اسی واسطے
ارشاد فرمایا یایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ۔ اے ایمان والو جب تم مدد چاہتے ہو تو صبر
کرو یا نماز پڑھو۔ تب ہی مشکل کے وقت اللہ والے نفل ادا کرتے ہیں۔ زندگی میں جب مشکل وقت
آ جائے تو اپنے مالک سے رابطہ کر لیا کرو۔ نماز سے مدد حاصل کی حضرت سارہؑ نے باہر ابراہیم
نماز کی نیت کر کے کھڑی ہو گئیں۔ آج عزت رہ جائے۔ حضرت سارہ نفل ادا کر رہی تھی ظالم بادشاہ
جب سارہ کے قریب آیا۔ حضرت سارہ نے آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ ظالم نے جب ہاتھ بڑھایا۔
ہاتھ خشک ہو گیا۔ دورہ پڑ گیا۔ علماء فرماتے ہیں کائنات میں پہلا انسان ہے جس مرگی کا دورہ پڑ گیا۔

کیونکہ اللہ کی نیک بندی کی طرف نگاہ اٹھائی ہے۔ بادشاہ کو مرگی کا دورہ پڑ گیا۔ اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے۔ حضرت سارہ اپنے اللہ سے محو گفتگو ہیں۔ بادشاہ کو ہوش آیا تو دوبارہ ملکہ سارہ کے قریب آیا پھر بے ہوش ہوا۔ تیسری بار جب سارہ کے قریب آیا۔ تیسری بار بھی بے ہوش۔ کہنے لگا لگتا ہے بڑی نصیب والی ہو۔ بڑی اللہ کے قریب ہو۔ اس نے حضرت سارہ سے معافی طلب کی۔ اس نے ابراہیم علیہ السلام سے بھی معافی مانگی۔ بادشاہ نے توبہ استغفار کی۔ حضرت ابراہیم فرمانے لگے ہمیں جانے دو۔ کہنے لگا ٹھہر جاؤ میں کچھ تحفہ پیش کر دوں۔ حضرت سارہ کے ساتھ ہاتھ جوڑ لیے۔ حضرت ہاجرہ کو بلا دیا۔ کہنے لگا یہ میری بیٹی ہے۔ مگر میری عظمت دیکھ کے جی کرتا ہے کہ اپنی بیٹی ہیں اور غلامی میں تیری ہو۔ حضرت ابراہیم حضرت سارہ و ہاجرہ کو لے کر جا رہے تھے۔ وقت گزرتا جا رہا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بڑے ہو گئے۔ ایک دن سارہ قریب بیٹھے عرض کیا یا نبی اللہ۔ لگتا ہے کہ مجھ سے اولاد نہ ملے گی (۱۵ - ۳۹) مگر میں آپ کو بے اولاد رکھنا نہیں چاہتی۔ عرض کی آپ نبی اللہ دوسری شادی کر لو۔ ہو سکتا ہے اللہ دوسری بیوی سے اولاد دے دے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کس کے ساتھ شادی کر دوں۔ سارہ نے عرض کی حضور ہاجرہ کے ساتھ شادی کر لیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو اپنے نکاح میں لے لیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی رب ھب لی من الصالحین۔ یا اللہ بیٹا عطا کر دے۔ بیٹا بھی ایسا ہو۔ من الصالحین۔ صالح بیٹا عطا کر۔ نیک بیٹا کے نہیں دعا کی۔ صالح بیٹے کیلئے دعا کی۔ نیک اور صالح کا فرق کیا ہے نیک تو خود نیک ہوتا ہے اور صالح وہ۔ نیک ہوتا ہے، جو کافروں کے منہ سے گزر جائے اور ان کو بھی کلمہ پڑھا دے۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی رب ھب لی من الصالحین۔ وہاں لبیک اللھم لبیک کی صدائیں ہیں۔ یہاں سبحان اللہ کی صدائیں ہیں تا کہ حاضری لگ جائے۔ نبی نے یہ بھی بتا دیا۔ کہ جب بھی اولاد طلب کرو تو نیک اولاد مانگو۔ یا اللہ مجھے صالحین میں سے بیٹا عطا کر۔

سیک پتراں دی ایہہ گواہی ہوندی آنگن لوک ہیار (میاں صاحب)

ایہہ میوہ نبیاں دی منگیا کر کر عذر ہیا نے۔

اللہ نے حضرت ہاجرہ کے بطن سے اللہ کے نبی کو اللہ کا نبی بیٹا عطا فرمایا۔ باپ بھی نبی ہے بیٹا بھی نبی ہے۔ اللہ کے نبی خلیل نے بیٹے کا نام اسماعیل رکھا۔ جس کا معنی ہی فرمانبردار ہے۔ اسماعیل کو ایک دن اپنی گود میں بٹھایا۔ بڑھاپے میں بیٹا ملا۔ بیٹا بھی وہ ہے جس کے ماتھے میں محمد کا نور چمک رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے سے بڑا پیار ہے۔ بیٹے کو ہر وقت اٹھائے پھرتے تھے۔ اولاد کس کو پیاری نہیں ہوتی۔ بیٹے تو نانا نانی بھی چسپیں لگتے ہیں۔ اگر ہو بھی اسماعیل جیسا۔ ابراہیم بیٹے کے رخسار پر بوسے

فرشتوں نے کہا اے رب العالمین۔ دوست تو ٹھیک ہے مگر پیار بیٹے سے کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا اے فرشتو
واویلا نہ کرو۔ وہ میرا یار ہے اس کو بیٹے سے کبھی بڑا پیار رہا ہے۔ مگر اس کا پیار میرے ساتھ اس طرح کا ہے
اگر میں اس کو ایک خواب دکھا دوں۔ اس نے بیٹا بھی قربان کر دینا ہے۔ وہ میرا پکا یار ہے۔
فرشتوں نے کہا یا اللہ آزمالیں اس کو۔ اللہ نے فرمایا اے فرشتو کبھی وہ امتحان میں فیل بھی ہوا ہے۔ اس نے
اس امتحان میں بھی کامیاب ہو جانا ہے۔ ادھر حضرت سارہؑ پہلی بیوی کا ہے اور سوکن تو سوکن ہی ہوتی
ہے۔ دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے سے پیار کرتے ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ دو بیویاں ہوں تو
اولاد ایک سے ہو جائے۔ تو خاوند کا رجحان اس بیوی کی طرف ہوتا ہے، جس کی اولاد ہو۔ سارہ اور ہاجرہ
ایک ہی صحن میں ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے پیار کرنا۔ بیٹے کی وجہ سے زیادہ وقت ہاجرہ
کے پاس گزر جانا۔ سارہ نے ایک دن بٹھا لیا کہ میرے پاس کوئی نہیں ہے۔ میں برداشت نہیں کر سکتی کہ آپ
میرے ہوتے ہوئے ہاجرہ کے ساتھ وقت زیادہ گزارو۔ لہذا نبی اللہ ہاجرہ کو میری آنکھوں سے دور کر دو۔
ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں پھر ایک امتحان آ گیا۔ اللہ کے نبی نے سمجھا کہ شاید امتحان ختم ہو گئے
ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی طرف دیکھا۔ فرمایا سارہ جیسے کہتی ہے اسی طرح
کرو۔ میری بھی یہی رضا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے سر خم تسلیم کیا۔ بیٹے کو گود میں اٹھایا۔ اپنی بیوی
کو ساتھ لے کر چلے ملک شام سے۔ اے ہاجرہ آپ کی عظمت پر صدقے جاؤں۔ وہ بیوی ساتھ ساتھ
چلی جا رہی ہے پوچھا تک نہیں کہ حضور کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت ہاجرہ پیچھے پیچھے ساتھ آ رہی ہیں۔
اللہ کے نبی حبیب چلتے چلتے مکے آئے۔ ابھی مکہ شہر نہ بنا تھا۔ یہاں جنگل ہی جنگل میں پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ انسان
کا پتہ کوئی نہیں = رات کو جانوروں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ اللہ کے نبی دو پہاڑوں کے درمیان آئے۔ قدرت
نے ارشاد فرمایا اے ابراہیم۔ ہاجرہ اور اسماعیل کو یہاں ہی چھوڑ دو۔ اللہ کے نبی نے حضرت ہاجرہ کو وہیں بٹھایا۔
اسماعیل کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اولاد کو ماں کی گود میں بٹھایا۔ تھوڑے ستو دیئے۔ کھجوریں دیں۔ پانی دے کر
چلے۔ ہاجرہ سمجھ رہی ہیں۔ تھوڑی دیر سفر میں تھک گئے ہیں۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کیلئے بیٹھے ہیں۔ جب
چلے تو ہاجرہ نے صرف اتنا پوچھا اے پیارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ ابراہیم نہ بولے ہاجرہ سمجھ گئی ہے کہ آج قدرت
کی دلیل بدل گئی ہے کہتی ہے کہ چھوڑ کے جا رہے ہو۔ صرف اتنا ارشاد فرما دیں۔ کہ جنگل میں کس کے آسرے
چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ ابراہیم کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ آواز آئی بولنا نہیں ہے۔ اللہ کے نبی نے آسمان
کی طرف اشارہ کیا۔ ہاجرہ نے عرض کی اے میرے سرتاج جانا ہے تو جاؤ۔ اگر بات اس پر آگئی ہے وہ ضائع
نہیں کرے گا۔ ابراہیم علیہ السلام پیچھے کی طرف دیکھا۔ اور واپس ملک شام۔ دوستو۔ ذرا غور کرو۔

اگر ہوتی آج کی بیوی۔ تو کہتی اے ابراہیم جنگل میں چھوڑ کے جا رہے ہو۔ بے آب و گیاہ مقام۔ کھانے پینے کیلئے کوئی نہیں۔
اے ابراہیم میں نے کوئی رہنا۔ میں اپنے والدین کے پاس چلی ہوں۔ مگر واہ اے ہاجرہ تیری عظمت پر قربان جاؤں۔
اتنی فرمانبردار عورت۔ پوچھا بھی نہیں اے سرتاج کیوں چھوڑ کے جا رہے ہو۔ اللہ کے ابراہیم علیہ السلام بیٹے کو چھوڑ
کے روتے ہوئے نکلے۔ پہاڑ کی اوٹ میں آئے اللہ کے نبی نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی۔ ربنا انی اسکنت
ـــــ عرض کی اے پالنے والے میں نے اپنی ذریت اپنی اولاد کو بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ اے
اللہ میری اولاد کا خیال رکھنا۔ عرض کی یا اللہ ساری کائنات کے قلوب ان کی طرف پھیر دے۔ ان کو پھلوں کا رزق
عطا کر۔ دعاؤں سے نوازا۔ یا اللہ میری اولاد نیک رہے۔ اس طرح اللہ نے دل پھیر دیے ہیں۔ آج حج کا
دل آیا ہے کہ۔ جہاں ابراہیم اپنا بیٹا چھوڑ کے گئے ہیں۔ وہ تو جنگل میں رہ گئے۔ ساری دنیا مکے کی طرف
جا رہی ہے کہ۔ لاکھوں روپے لگا کر وہ جگہ دیکھنے جاتے ہیں۔ یہ نبی کا دعا کا اثر ہے۔ عرض کی یا اللہ نمازی رہیں۔
آج بھی نمازی ہیں۔ عرض کی یا اللہ ان کو پھلوں کی نعمت دینا۔ جن دوستوں نے مکے کی زیارت کی ہے ان کو
معلوم ہے کہ مکے میں پھلوں کا باغ نہیں ہے کہ جن شہروں میں پھل پیدا ہوتے ہیں۔ مگر جب موسم گزر جائے
تو پھل وہاں بھی نہیں ملتے۔ مگر مکے میں تو پھل پیدا ہی نہیں ہوتا۔ مکے میں ہر موسم میں پھل مکے میں ملتا
ہے۔ کیونکہ نبی کی دعا ہے۔ نبی نے ہزاروں سال پہلے دعا کی۔ مگر اس دعا کا اثر آج بھی نظر آ رہا ہے۔

جب ابراہیم ہاجرہ کو چھوڑ کے آ گئے۔ تو اے ہاجرہ تیری عظمت پر صدقے جاؤں۔ نبی کی ماں اپنے بیٹے کو
گود میں لے کر خاموش بیٹھ گئی۔ جدھر جدھر دیکھا جنگل نظر آتا ہے۔ پہاڑ نظر آتے ہیں۔ پرندہ بھی کوئی نہیں نظر
آتا۔ عرب کہتے ہیں۔ پرندہ علامت تھا۔ ادھر سے قافلے بھی نہ گزرتے تھے۔ یہاں سے جانور بھی نہ گزرتے۔ کیونکہ کئی
کئی میلوں تک پانی نہ تھا قافلے والے ڈرتے نہیں گزرتے کہیں اس علاقے میں پیاسے نہ مر جائیں۔ پرندے
بھی نہ گزرتے تھے۔ ان کو بھی معلوم تھا کہ اس علاقے میں پانی نہ تھا۔ اللہ کے نبی کی بیوی اپنے بیٹے کو گود میں
لے کر بیٹھ گئیں۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا۔ آدھی رات آ گئی۔ آسمان کی طرف دیکھا۔ رو کر عرض
کی اے اللہ۔ میں شکوہ نہیں کرتی۔ میں شکایت نہیں کرتی۔ مگر یا اللہ مجھے کچھ بتا دے مجھے اس جنگل
میں کیوں چھوڑا گیا ہے۔ یا اللہ اگر مجھے میری ڈیوٹی بتا دی جائے۔ میں بڑی اچھی طرح پوری کروں گی۔ قدرت کی آواز
آئی اے ہاجرہ جنگل میں بیٹا پالنے نہیں آئی۔ یہاں ساری دنیا کی تربیت کرنے آئی ہو۔ (۵۰ — ۳۰)
اے ابراہیم اپنے بیٹے کو وہاں جنگل میں چھوڑ کے جا رہا ہو۔ جہاں کوئی سکول مدرسہ نہیں ہے، جہاں بستی
نہ ہے جہاں بازار نہیں ہے۔ جہاں خوراک نہیں ہے۔ ہم بھی اپنے بیٹوں کو نازوں سے پالتے ہیں ان کیلئے
اعلیٰ تعلیم کا انتظام کرتے ہیں۔ اے ابراہیم علیہ السلام جب بیٹے کے پڑھنے کی باری آئی ابراہیم علیہ السلام نے

اپنے بیٹے کو سکول داخل نہیں کروایا۔ اس سکول میں داخل کروایا جس کو ماں کی گود کہتے ہیں۔ ابراہیم کے بیٹے کا پہلا مکتب والدہ کی گود ہے۔ پیاس کی وجہ ——— صفا و مروہ کی دوڑ ——— اسماعیل نے دیکھا کہ میری ماں دوڑ رہی ہے۔ اسماعیل نے اپنے پاؤں کی ایڑی لگائی۔ پانی کے چشمے ابل پڑے۔ آئے امی جان ہم نے وقت ضائع نہیں کرنا۔ ہم پانی کی تلاش میں نہیں آئے۔ امی جان ہم نے کائنات کی تربیت کرنی ہے۔ اے امی جان تو پانی تلاش کر رہی ہے فکر نہ کر۔ میرے ماتھے میں محمد کا نور ہے پانی تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم اللہ کے راستے میں ہیں پانی تو ہمارا تلاش کر رہا ہے۔ سیدہ ہاجرہ نے سات چکر لگائے۔ اللہ کو ہاجرہ کی ادا پسند آئی۔ ان الصفا والمروۃ ——— [illegible] قیامت تک آنے والے حاجیو۔ ان پہاڑوں پر دوڑ لگاؤ۔ جس طرح میرے نبی کی والدہ نے دوڑ لگائی تھی کہ مرضی کی یا اللہ اس وقت پانی نہ تھا اب پانی بھی مل جاتا ہے۔ اللہ نے زمانہ پانی کو ملتا ہے مگر دوڑ لگانی پڑے گی۔ میری ہاجرہ کی یاد تازہ رہے گی۔ آج ہم میلاد مناتے ہیں۔ چند نادان لگا رہے لوگ کہتے ہیں نبی پندرہ سو سال پہلے آئے تم میلاد اب مناتے ہو۔ میں نے کہا اے بے وقوف نبی تو ۱۵ سو سال پہلے آئے ہیں ہاجرہ تو چار ہزار سال پہلے دوڑی ہے تو آج بھی دوڑ لگاتا ہے کہ ہاجرہ کی یاد تازہ کر لے ہم بھی میلاد آج مناتے ہیں۔ نبی کی یاد تازہ رہتی ہے۔

۱۸ — ۶ — ۲۰۲۵

۲۱ — ۱۲ — ۱۴۴۶ بدھ

۷ — ۶ — PM

یریدون لیطفئوا نور اللہ ـــــ الکفرون ۔ حضرات گرامی قدر ۔ دنیا کے بازار دن کو کھلتے ہیں ۔ اس
کی رحمت کا بازار پچھلی رات کو کھلتا ہے ۔ یہ دنیادار کے سونے کا اور اللہ والوں کے جاگنے کا وقت
ہے اللہ والوں کی خریداری کا وقت ہے ۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے ہم نبی پاک ص کی یاد میں رات
جاگنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ۔ ہر سانس کے بدلے اللہ تعالیٰ اپنی تجلیاں عطا فرماتا ہے
الم سے لیکر آخری سورۃ تک نعت مصطفےٰ ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا ص کو شہر مکہ مکرمہ میں پیدا
فرمایا ۔ حضور علیہ السلام نے ۴۰ سال مکہ کی وادی میں اعلان نبوت کے بغیر گذارے ۔ اتنی حسین
مہرے محبوب کی حیاتِ طیبہ ہے ۔ ۴۰ سال مہرے آقا نے اعلان نبوت نہیں فرمایا ۔ مگر کفار مکہ
اس وقت بھی حضور ص کو صادق اور امین کہہ کے پکارتے تھے ۔ جب کفار مکہ میں حضور علیہ السلام نے
اعلان نبوت فرمایا ۔ کافروں نے پوچھا کہ آپ نبی ہیں تو نبی ہونے کی کیا دلیل ہے ۔ تو حضور علیہ السلام
نے فرمایا فقد لبثت فیکم ـــــ افلا تعقلون ۔ فرمایا میرے نبی ہونے کی یہ دلیل ہے کہ میں نے ۴۰ سال
تمہارے اندر گذارے ہیں ۔ میں نے کبھی کسی کا دل دکھایا ہو ۔ میں نے کبھی کسی کا حق مارا ہو ۔ میں نے کبھی
جھوٹ بولا ہو ۔ اعلان نبوۃ کر کے میرے نبی نے اپنی پہلی زندگی کو اپنی نبوت کی دلیل بنایا ۔ اعلان
نبوۃ سے پہلے بھی مکے والے مجھے صادق و امین کہہ کے پکارتے ہیں ۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اعلان نبوۃ فرمایا تو کافروں کو اس وقت بھی کہنا پڑتا تھا ۔ اچھی ماں کا بیٹا ہے اچھے باپ کی اولاد ہے
صادق بھی ہے امین بھی ہے ۔ حضور علیہ السلام کی تمام صفات کو کافر بھی مانتے ہیں ۔ کافر یہ سوچتے
کہ اعلان نبوت رسول اللہ نے فرمایا ہے ۔ بلال جیسے غلام بھی کلمہ پڑھتے ہیں ۔ صہیب رومی جیسے غلام بھی
کلمہ پڑھتے ہیں ۔ عمار بن یاسر غریب غلام کلمہ پڑھ رہے ہیں ۔ ابو جہل کو تکلیف تو ہے مگر تھوڑی ہے
مگر اس دن سے ابو جہل کی کمر ٹوٹ گئی جب حضرت عمر فاروق نے کلمہ پڑھ لیا ۔ ابو جہل کی آدھی
طاقت رسول عربی ص کی طرف منتقل ہو گئی ۔ مکے کے اندر دو لوگ اس طرح تھے جو سارا مکہ
اُن سے ڈرتا ہے ۔ (۸۰ ـــ ۸۰) ایک ہشام کا بیٹا جس کو عمر ابن ہشام کہا جاتا ہے جس
کو ابو جہل کہا جاتا ہے ۔ اور دوسرا عمر ابن خطاب ہے اور جب حضرت فاروق اعظم غلامی دامن
مصطفےٰ میں آ گئے ۔ اب ابو جہل کو اتنی تکلیف ہے ۔ اگر اسی رفتار سے مسلمان زیادہ ہوتے گئے
تو مجھے مکے میں کون چوہدری تسلیم کرے گا ۔ جب سارے غلام محمد کے غلام بن گئے تو ہماری غلامی
کون کرے گا ۔ سارے کافر حضور ص کے خلاف میٹنگ کر رہے تھے ۔ دار الندوہ میں بیٹھ کے بات
متفق کر لی کہ محمد ص کے ساتھ سلوک کون سا کریں ۔ کون سا طریقہ ہے کہ اسلام کے راستے میں

کہ لوگ مسلمان نہ ہوں۔ ایک کہنے لگا کہ محمد کو قتل کر دیتے ہیں۔ نہ محمد ہوں گے نہ کوئی ان کا کلمہ
پڑھے گا۔ ایک کہنے لگا کہ محمد کی برادری بہت بڑی ہے اگر محمد کو قتل کریں گے۔ تو برادری کے ساتھ
دشمنی لینی پڑے گی۔ کوئی اور مشورہ دو۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ کہ محمد کو قید کر دیتے ہیں۔ ایک کہہ رہا تھا۔
کہ محمد کو ملک بدر کر دیتے ہیں۔ اپنے مکہ سے باہر نکال دو۔ ادھر کافر حضورؐ کے خلاف میٹنگ کر
رہے تھے۔ ادھر رب اپنے محبوب پر آیات نازل فرما رہے ہیں۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ ـــــ کافر
ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ اللہ اپنے نور کامل مکمل کرے گا۔
اللہ نے فرمایا چاہے کافروں کو میری بات بری لگے۔ اللہ نے فرمایا میرا نور رہ جائیگا اے پھونکوں سے
میرے نور کو بجھانے والو تم ختم ہو جاؤ گے۔ (میاں صاحب)

پھونکاں مار بجھایا لوکاں نور محمد والا نور محمد کدے نہ بجھسی ایہہ وعدہ حق تعالیٰ۔

کافر کہہ رہے تھے کہ محمد کو مار دینا ہے۔ اللہ نے فرمایا میں نے اپنے نور کی حفاظت کرنی ہے۔ میاں صاحب
نے ہر دم اوہو صاف میرے وچ ہور نہیں کجھ سجھدا جس دیوے نوں اوہ آپ جگاوے اوہ نہ کسے توں بجھدا
اللہ نے فرمایا۔ یایھا النبی انا ارسلنک شاہدا ـــ مبشراً اللہ نے فرمایا واللہ خیر الماکرین۔
اللہ فرماتا ہے محبوب وہ آپ کو مارنے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ میں آپ کو بچانے کی تدبیر کر رہا ہوں۔ اللہ
نے محبوب کو فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ رات کو ہجرت فرما جائیں۔ جس کے ساتھ محبت ہو۔
محبت بڑی انتشاری چیز ہے۔ محبت کی نہیں جاتی۔ بلکہ محبت ہو جاتی ہے۔ محبت محبوب کا قرب مانگتی ہے
میرا محب میرا محبوب مطلوب مقصود میرے پاس رہے۔ جب اللہ کو اپنے محبوب کو پیدا کرنے کی باری
آئی تو اللہ نے اپنا گھر بھی مکہ میں بنایا۔ اور بیت اللہ بنا کر ہمسایہ میں کہا حبیب اللہ
اور ہمسایہ میں محبوب پیدا کر دیا۔ اپنے محبوب کو 53 سال مکے میں رکھا۔ جب اس ۵۳
سال گزرنے کے بعد۔ ہجرت کی باری آئی تو فرمایا محبوب چھوڑو مکہ شریف کو۔ اور چلو
ساڑھے تین سو میل دور ڈیرے لگا دیئے۔ عرض کی یا اللہ محبوب کو دور تو نہیں کرتا۔ خود محبوب
کو مکہ میں بنا کر دور مدینے میں بھیج رہے ہو۔ محبوب کو تو قریب رکھتے ہیں۔ فرمایا اس لئے
محبوب قیامت تک لوگوں نے میرے گھر کا حج اور طواف کرنا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ اللہ کو
ملنے کیلئے آئے ہیں اور محبوب کو بھی مل جائیں۔ فرمایا اس لئے میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کون
مجھے ملنے آتا ہے اور کون ہے جو آپ کی زیارت کیلئے آتا ہے۔

اللہ فرمایا محبوب آپ رات میں ہجرت فرما جائیں۔ جب ہجرت کی رات آئی تو

کفار مشورہ کر رہے تھے۔ کہ آج رات تمام قبائل کا ایک ایک نوجوان ننگی تلوار لے کر محمدؐ عربی کے
گھر کا محاصرہ کر لو۔ تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے جب محمدؐ اٹھیں گے۔ تمام مل کر حملہ کر دیں گے۔
اگر ایک قبیلے والے قتل کریں گے تو دشمنی پڑ جائے گی۔ تمام قبائل مل کر ماریں گے۔ تو محمدؐ کے
قبیلے والے کس کس سے لڑیں گے۔ ہر قبیلے کا ایک ایک نوجوان لے لیا گیا۔ کہ نبی پاکؐ
کے گھر کا محاصرہ کرنا ہے۔ ادھر دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے پیارے محبوب ہجرت
کرو اور مدینہ پاک چلے جاؤ۔ اس رات حضور علیہ السلام نے حضرت مولا علیؑ کو بلایا۔ فرمایا اے
علی آج رات تو نے میرے بستر پر آرام کرنا ہے۔ تو مولا علیؑ بڑے راضی کہ میں نے مصطفیٰؐ کے
بستر پر سونا ہے۔ نبی پاکؐ نے فرمایا باہر کافر ننگی تلواریں لے کر گھوم رہے ہیں۔ علی میرے بستر پر سو جا
اے محبوب میرا کام کیا ہے۔ فرمایا صبح کافروں کی امانتیں دے کر میرے پیچھے مدینے آ جانا۔ ننگی
تلواریں لے کر اس نبی کو قتل کرنے کے لیے آئے ہیں جس کے پاس امانتیں رکھی ہوئی ہیں (۴۲-۲۱)
کافروں نے کہا کہ دشمنی اپنی جگہ مگر ہے تو امانت دار ہے۔ شیرِ خداؑ کو میرے آقا نے فرمایا میرے علی
میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ مولا علی آئے فرمایا ٹھہر جا۔ اے علی اس طرح لیٹنا ہے۔ جب رات کو
کروٹ بدلنا اس طرح۔ جب مکمل ہو۔ حضرت علی نے عرض کی اے محبوب کیا میں پہلی مرتبہ سونے
لگا ہوں۔ میں روز سوتا ہوں۔ اتنی تاکید کیوں ہے۔ فرمایا اے علی پہلے اپنے بستر پر سوتے ہو۔ اور آج
محمدؐ کے بستر پر سونا ہے۔ اس طرح سونا ہے کہ سویا ہوا علی ہو، نظر محمدؐ آ رہا ہو۔ مولا علی فرماتے
ہیں کہ میں محمدؐ عربی کے بستر پر لیٹا۔ فرماتے ہیں رب کعبہ کی قسم ہے۔ صرف ایک ہی رات ہے جو
میں میٹھی نیند سویا ہوں۔ وہ رات ہے جب ہجرت کی رات میں مصطفیٰؐ کے بستر پر لیٹا۔ آپ کی
عبادت کا یہ حال ہے کہ ساری ساری رات بیدار رہتے ہیں۔ مولا علی کو کسی نے سوال کیا کہ آپ کی
عبادت بڑی مشہور ہے اور جس کی عبادت کرتے ہو کبھی اس کی زیارت بھی کی ہے۔ تو آپ نے
فرمایا کہ تم رب دیکھنے کی بات کرتے ہو۔ فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے ایک سجدہ کر کے دوسرا سجدہ میں
نہیں جب تک اللہ کی زیارت نہ کر لوں۔

یہ وہ علی ہے جس کی زندگی کی ہر رات جاگ کے گزری ہے، جس کو دیکھنا ہی عبادت ہے،
خود اس کی عبادت کا کیا عالم ہو گا۔ النظر و جہ علی عبادۃ۔ مولا علی فرماتے ہیں کہ آج رات اتنی
میٹھی نیند سویا کہ ساری زندگی اس طرح کا آرام نہ ملا۔ پوچھا اے علی اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا زندگی
کی ہر رات میں جب لیٹتا تھا۔ یہ خیال ہوتا تھا۔ اے علی تیری زندگی کی آخری رات نہ ہو، تجھے سوتے کو ڈر لگا ہے

اٹھ کے عبادت کریں۔ اس دکھ کے ساتھ تو سونا ہی بہتر ہے۔ میں رات کو سویا ہی نہیں ساری زندگی۔ بیدار
رہ کے گزار دی۔ اپنے مالک کی عبادت کرتے کرتے گزر جاتی تھی۔ مگر جب آئی ہجرت کی رات مولا علی نے
ہیں کہ بڑی میٹھی نیند سویا۔ عرض کی اے شیرِ خدا کیا آپ کو مرنے کا یقین نہ تھا۔ آج سونے کی کیا بات
ہے۔ مگر آج تو دشمن ننگی تلواریں لے کر کھڑے ہیں۔ آج تو موت نظر آرہی ہے۔ پہلے تو یقین نہ تھا۔ مگر آج
تو یقین مستحکم ہے۔ مولا علی نے کہا میں نے سوتے سوتے رات گزار دی۔ پوچھا اے علی وجہ کیا ہے۔ فرمایا
ہر رات یہ غم لاحق تھا کہ کہیں موت نہ آجائے۔ لیکن ہجرت کی رات یقین تھا کہ میں نے مرنا نہیں ہے۔
آج کی رات میں نے نیند میں گزار دی۔ اس لئے کہ محبوب نے فرمایا تھا اے علی سو کر امانتیں واپس کر کے
مدینے آجانا۔ اب جب تک علی مدینے نہ چلا جائے مجھے موت بھی نہیں مار سکتی۔ (۵۸-۲۴)
رسولِ عربی نے فرمایا ہے کہ علی امانتیں دے کر مدینے آجانا۔ اب تو موت مدینے میں آئے گی۔
امام کاشفی نے لکھا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل کو بلایا۔ اللہ تعالیٰ
نے دونوں کو اپنی قدرت کاملہ کے سامنے کھڑا کر کے فرمایا کہ میں نے تم دونوں کو ازل سے ایک دوسرے
کا بھائی بنایا ہے۔ اے جبرائیل اگر میں حکم دوں کہ میکائیل کی موت کا وقت آگیا ہے تو اے جبرائیل تم
مر جاؤ۔ تو جبرائیل نے کہا کہ اے اللہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میکائیل ہے تو میرا ویر میرا بھائی مگر میں اس
پر مر نہیں سکتا۔ اللہ نے فرمایا اے میکائیل اگر تجھے میں حکم دوں کہ جبرائیل کی موت کا وقت آگیا ہے تو تم
مر جاؤ؟ تو میکائیل نے کہا اے اللہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ موت اپنی اپنی ہے۔ دونوں فرشتوں نے
عرض کی یا اللہ یہ کب ایسا ہوا کہ کوئی کسی پر مر جائے۔ اللہ نے فرمایا تم دونوں ایک دوسرے کے بھائی ہو کر نہیں
مر سکتے۔ تو آؤ ذرا زمین کی طرف دیکھو۔ یا اللہ کیا ہے۔ فرمایا ہجرت کی رات ہے۔ میرا محبوب اپنے
حجرے سے باہر نکل گئے ہیں باہر ننگی تلواریں لے کر کافر کھڑے ہیں۔ تم بھی بھائی ہو۔ علی اور نبی بھی
بھائی ہیں۔ وہ دیکھو علی اپنے بھائی محمد پر جان قربان کر دی ہے۔ محمد کے بستر پر سونے لگا
ہے۔ یہ کس وقت بھی کافر حملہ کر سکتے ہیں۔ اور آج علی اپنے بھائی محمد پر جان قربان کر رہا ہے
فرمایا جو میرے محبوب پر جان قربان کر رہا ہے۔ تم دونوں جا کر علی کی حفاظت کرو۔ جبرائیل
علی کے سرہانے کھڑے ہو گئے۔ میکائیل علی کی پاؤں کی جانب کھڑے ہو گئے۔ ساری رات حضرت
سوئے رہے۔ جبرائیل و میکائیل ہوا دے کے کہتے ہیں اے علی سویا رہ۔ شیر کی عظمت پر قربان جاؤں
تم زمین پر سو رہے ہو۔ اللہ عرش پر تجھ پر ناز کر رہا ہے۔ (میاں صاحب)
غالب شیر اللہ دا ہووے ویرہے پاک نبی دا گنتی وچ نہیں آسکدا رتبہ مولیٰ علی دا

مولا علی کو نبی ﷺ نے اپنے بستر پر سُلا دیا۔ حضور علیہ السلام جب آدھی رات اپنے حجرہ پاک سے نکلے۔ عرض کی یا اللہ میں نکل تو جاؤں مگر کافر ننگی تلواریں لے کر کھڑے ہیں۔ اے اللہ اگر میں دروازہ کھول کر باہر نکلوں تو حملہ کر دیں گے۔ اللہ فرمایا اے محبوب میں نے اس کا بھی انتظام کر دیا ہے۔ یا اللہ کس طرح۔ فرمایا محبوب تھوڑی سی مٹی اپنے مٹھی لے کر سورۃ یاسین کی تلاوت کر کے مٹی ان کافروں کی طرف مٹی پھینکو۔ اس طرح کر کے مٹی پھینکی۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ جیسے حضور ﷺ نے مٹی پھینکی تو ان کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی۔ سارے کافر نیند سے بے ہوش ہو گئے۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ یہ آنکھوں میں چھوٹا سا تنکا چلا جائے۔ مٹی کا ذرہ آنکھ میں چلا جائے۔ اس کو ساری رات نیند نہیں آتی۔ جہاں مٹی بھر کے آنکھوں میں ڈال دی جائے۔ بندہ پھر سو جائے۔ نیند اس وقت آتی ہے جب سکون ہو۔ آنکھ کو سکون نہ ہو نیند نہیں آتی۔ میرے نبی نے مٹھی بھر کے مٹی ان کی آنکھوں میں ڈال دی۔ اُن کو اب سکون ملا۔ عرض کی یا اللہ آنکھ میں مٹی پڑ جائے تو نیند تو آتی نہیں یہ کیسے ہو گیا۔ اللہ فرمایا محبوب اگر یہ مٹی پھینکیں ان کو بے سکونا ہو جائے۔ تو آپ کی شان رحمۃ للعالمین پر داغ لگ جاتا ہے۔ اے محبوب آپکی رحمۃ للعالمینی پہ صدقے جاؤں اگر کسی کافر کی آنکھ میں مٹی بھی ڈالیں پھر بھی اس کو سکون ملتا ہے۔

ایسے سکون والا اللہ حضور کو لایا ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے مٹی پھینکی تو کافر سارے سو گئے۔ علماء سیرۃ بیان فرماتے ہیں جب ہجرت کی رات سرکار دو عالم ﷺ نے حجرے کا دروازہ کھولا۔ تو ابوبکر صدیق دروازے کے پاس کھڑے ہیں۔ سرکار نے ہلا کے فرمایا اے صدیق آدھی رات کے وقت یہاں کیا کر رہے ہو۔ بڑی سے اکڑ کے کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کی۔ اے محبوب ﷺ ایک دن آپکی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا تھا ایک دن میں نے ہجرت کر کے مدینے چلے جانا ہے۔ عرض کی اے کملی والے محبوب ﷺ وہ دن گیا اور آج کی رات آ گئی۔ ایک رات بھی اپنے گھر نہیں گزاری۔ ایسا نہ ہو کہ محبوب مجھے چھوڑ کے چلا جائے۔ ساری زندگی کی راتیں آپ کے دروازے پہ گزار دی ہیں۔ واہ صدیق ہم آپکے عشق پہ صدقے جائیں۔

ایک علی ہے بستر پہ لیٹ کر جان قربان کر رہا ہے۔ اور دوسرا تلواروں کے سائے سے نبی کے ساتھ گزر رہا ہے۔ دیکھو نبی کے دو عاشقوں کی شان و عظمت۔ اور انہیں محبوب ﷺ سے محبت دیکھو۔ جب ابو بکر صدیق میرا نبی ساتھ لے کر چلے اور سارے کافر سو گئے۔ جب دونوں ساتھی مکے کی گلی سے گزر رہے تو سامنے کعبہ نظر آ رہا تھا۔ جب کعبے کی طرف دیکھا تو میرے نبی زار و قطار رو دیئے (۲۰۔ ۲۴۳) میرے آقا نے فرمایا اے کعبہ اگر میرے بس میں ہوتا تو کبھی بھی تجھے چھوڑ کر نہ جاتا۔ مگر میں کیا کروں لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اے اللہ کے گھر میرا وعدہ ہے پھر سے ساتھ میں کبھی آؤں گا۔ میں تجھے ملنے کیلئے۔ 53 سال

جن گلیوں میں میرے رسول نے گذارے۔ جہاں رسول عربی کا بچپن گزرا۔ میرے رسول کی جوانی گزری۔
53 سال اس مکہ کی گلیوں میں میرے رسول نے گذارے۔ جس کعبے کے ہمسائے میں گذارے۔ لاکھوں درود
لگا کر کعبہ کو دیکھنے والو۔ میرے نبی نے کعبہ کی جدائی پائی تھی۔ جب سرکار مکہ سے نکلے میرے آقا رو رو کے
دیکھ رہے ہیں۔ ابو بکر میرے نبی کے آگے آگے چل رہے ہیں۔ تھوڑی دور جا کر ابو بکر میرے نبی کے
پیچھے آ گئے۔ کبھی دائیں کبھی بائیں۔ کبھی آگے۔ کبھی پیچھے۔ ابو بکر صدیق میرے نبی کے ارد گرد گھوم رہے ہیں
اس طرح صدیق نبی کے ارد گرد گھوم رہے ہیں جیسے لوگ کعبے کا طواف کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا
ابو بکر یہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کی اے محبوب جب میں آگے چلتا ہوں۔ تو خیال آتا ہے کہ کوئی دشمن پیچھے
سے نہ آ جائے۔ میں پیچھے آتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ کوئی دشمن دائیں طرف سے نہ آ جائے۔ عرض کی
اے محبوب میں آپ کی حفاظت کر رہا ہوں۔ میرے آقا نے فرمایا ابو بکر میری حفاظت کرتے ہو تجھے اپنی فکر
نہیں ہے۔ عرض کی کملی والے میرے جیسے لاکھوں بھی آ جائیں۔ آپ جیسا تو اللہ نے دوسرا پیدا ہی نہیں فرمایا۔
میرے نبی نے صدیق کو سینے لگا کر فرمایا فکر نہ کر اگر میرے جیسا کوئی نہیں ہے تو آپ جیسا بھی کوئی
نہیں ہے۔ اگر میں رسالت میں بے مثال ہوں تو اے صدیق تم اپنی صداقت میں بے مثال ہو۔
تب ہی صوفیا فرماتے ہیں کہ وہ صدیق ہے جو افضل ہے مخلوق میں انبیاء کے بعد۔ نبیوں کے بعد اگر کسی
کا مرتبہ ہے تو صدیق اکبر کا ہے جس نے رسول اللہ پر اپنا تن من دھن جان قربان کی ہے۔ حضور جب
مکہ سے چلتے چلتے باہر آئے تو غار ثور تین میل کا سفر۔ صدیق اکبر نے ایک بار غار کی طرف دیکھا اور
ایک بار محبوب کی طرف دیکھا (۳/۱ — ۲۷) پتھریلی پہاڑوں کی زمین ہے۔ تین میل کا سفر ہے۔ ابو بکر صدیق
نے محبوب کی طرف دیکھا تو دست بستہ عرض کی ذرا میرے کاندھوں پر تشریف لائیں۔ رسول عربی جب ابو بکر صدیق
کے کاندھوں پر تشریف فرما ہوئے۔ ہم اہلسنت و جماعت ہیں ہم اس علی کے بھی غلام ہیں۔ جو نبی کے کاندھوں پر بیٹھا
اور ہم اس صدیق کے بھی غلام ہیں جن کے کاندھوں پر نبی تشریف فرما ہوئے۔ ہم دونوں کے غلام ہیں۔ ابو بکر صدیق نے
نبی کے پاؤں کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے۔ اور میرے نبی پاک نے صدیق اکبر کے سینے کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ غور کرو۔
سینہ نبی کا اور کندھے صدیق کے۔ اور سینہ صدیق کا ہاتھ نبی کے جب صدیق کی کندھے کے ساتھ اس طرح کر کے نبی کا سینہ
لگا۔ مدینے آ کے نبی نے فرمایا لوگو۔ یہ صدیق وہ شخص ہے جو مکہ میں رہتے تھے۔ حضور اب یہ کون ہیں۔ فرمایا رات
کے وقت ان کی کندھے محمد کے سینے کے ساتھ لگ چکی ہے۔ جو کچھ خدا نے میرے سینے میں رکھا تھا۔ وہ سارا میں نے
صدیق کے سینے میں رکھ دیا ہے۔ جب ابو بکر صدیق نے نبی کو کاندھوں پر اٹھا لیا۔ وہ سامنے غار ہے۔ ..
غار جو صدیوں سے مصطفیٰ کی زیارت کو اشتیاق میں تھی۔ اس طرح دیکھ کے فرمایا اے غار۔ نبی کی زیارت

کرنی ہے کہ۔ غار نے کہا زیارت کرنی ہے کہ زیارہ محبوب دیکھنا ہے۔۔ تو میرے پاس ہے۔ غار نے کہا دکھا دو۔ صدیق نے دیکھا ۳ میل کا سفر ہے۔ نبی کو اٹھا کر ۳ میل پہاڑ پر چڑھنا ہے۔ اے غار میرا محبوب دیکھنا ہے کہ اونچے ہو کے محبوب نہیں ملتے۔ محبوب تو عاجزی میں ملتے ہیں۔ آ جا صدیق کے قدموں کے بوسے لے نیچے ہو جا۔ صدیق اکبر نے نبی کو اپنے کاندھوں پہ اٹھایا اور اس نے ساری بلندیوں کو اکھٹا کیا۔

دوسری جانب کافروں کو جب ہوش آیا تو اپنے سروں سے مٹی جھاڑ کر پوچھتے ہیں کہ کیا ہوا۔ ابوجہل نے کھڑکی کے اندر سے دیکھا تو حضرت علی سو رہے تھے۔ کہنے لگا کوئی فکر نہ کرو۔ محمد اندر ہی سو رہے ہیں کہیں نہیں گئے۔ وقت گزرتا جا رہا ہے۔ تہجد کا وقت گزر رہا تھا۔ کہنے لگے حضور آج کیوں نہیں اٹھ رہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ آج میں میٹھی نیند سو رہا تھا۔ باہر کافر انتظار کر رہے ہیں کہ کب محمد اٹھیں تو ہم حملہ کریں۔ جب تھوڑی سی روشنی ہوئی تو ابوجہل کہنے لگا۔ ذرا ہلا کے دیکھتے ہیں۔ جا کر دروازہ کھول کے چادر اتاری تو بستر نبی کا تھا اور سو علی رہے تھے۔ ابوجہل کا رنگ اڑ گیا۔ کہ ساری رات حفاظت کرتے رہے یہ کیا ہوا۔ مولا علی کو کہنے لگا۔ کہ اٹھو علی۔ بتاؤ نبی کہاں ہیں۔ مولا علی نے فرمایا اے بے وقوف نگرانی تم کر رہے تھے اور پوچھتے مجھ سے ہو۔ فرمایا میں تم سے پوچھتا ہوں کہ نبی کہاں ہے۔ آج بھی کئی لوگ کہتے ہیں کہ نبی حاضر ناظر ہے تو نظر کیوں نہیں آتا۔ ان کو یہ جواب دو کہ تم میں سے نبی گزر گئے۔ تم نے نہ دیکھا تھا۔

دوڑ لگ گئی کافروں کی۔ ایک کھوجی بلایا گیا۔ وہ کہنے لگا ابوجہل کوئی مسئلہ نہیں میں تمہیں ابھی بتا دیتا ہوں۔ میرے نبی کے قدموں کے نشانات دیکھ کے کہنے لگا یہ دیکھو۔ ان کے قدموں کے نشان ہیں۔ یہ گلی میں جا رہے ہیں قدموں کے نشانات۔ کھوجی کہنے لگا۔ نبی ایک ہی بندہ نکلا ہے۔ تھوڑا سا آگے جا کے کھوجی اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے کہا کیا ہوا۔ کہنے لگا۔ پہلے ایک تھا۔ اب دو ہیں۔ ابوجہل نے کہا۔ چلو میں تجھے پیسے زیادہ دوں گا۔ دونوں کو تلاش کر دے۔ مکہ سے باہر نکل کے دیکھا جہاں صدیق اکبر نبی کا طواف کر رہے تھے۔ وہاں دیکھ کے کھوجی پھر سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے پوچھا کیا ہوا۔ کہنے لگا میں حیران ہو رہا۔ گھر سے ایک نکلا تھا۔ آگے آ کے دو ہو گئے۔ اب یہاں لگتا ہے کہ بیس پچیس ہیں۔ قدموں کے نشان ہی بہت ہیں۔ ابوجہل نے کہا کہ جلدی کرو۔ فکر نہ کرو۔ پیسے اور دوں گا سارے ہی ڈھونڈ دے۔ مکے سے چلے جب پہاڑ کے دامن میں آئے۔ جہاں صدیق نے میرے نبی کو کاندھوں پہ اٹھایا تھا۔ وہاں کھوجی آ کر پھر سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ ابوجہل کہنے لگا۔ کہ اب کیا ہوا؟ کہنے لگا۔ گھر سے ایک نکلا آگے دو ہو گئے۔ آگے ۲۰ - ۲۵ ہو گئے یہاں پھر ایک رہ گیا۔ ابوجہل کہنے لگا چلو تلاش کرو۔ تھوڑا سا آگے چلے تو کھوجی پھر سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے پوچھا اب کیا ہوا کہنے لگا اب یہاں ایک بھی نہیں ہے۔ ابوجہل کہنے لگا کہ وہ ایک کہاں گیا۔ صوفیا فرماتے ہیں۔ کہ میرا نبی نور ہے۔ نور بڑا لطیف ہوتا ہے کہ

تو لطافت سے کیا مراد ہے۔ مثال آنکھ میں نور ہے۔ آنکھ کا نور کمزور ہو جائے تو آگے چشمہ لگاتے ہیں۔
آنکھ کا نور اتنا لطیف ہے کہ چشمہ کے اندر سے گزر جاتا ہے۔ شیشہ ٹوٹتا بھی نہیں ہے۔ اور جو ہے ہی
اللہ کا نور ہے۔ وہ محمدی کتنے لطیف ہوں گے۔ وہ اتنے لطیف ہیں کہ سورج کی شعاعیں ہی نہیں
نہیں۔ اس میں سے گزر جاتی ہیں۔ اس لیے سایہ ہی نہیں بنتا۔ اور نور اتنا لطیف ہوتا ہے۔
کہ اس کا وزن ہی نہیں بنتا۔ جب صدیق نے نبی کو اٹھایا۔ نبی کا سینہ صدیق کے ساتھ لگا۔ تو صدیق
بھی بنے لطیف۔ وہ ایسے لطیف ہو گئے صدیق اکبر کہ زمین پر قدموں کے نشانات باقی نہ رہے۔
کھوجی وہاں سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ کہنے لگا یہاں تو ایک بھی نہ رہا۔ جب غار کے دروازے پہ گئے تو غار
میں ایک سانپ ہے۔ وہ سانپ کس وقت کا ہے۔

ایک دن عیسیٰ علیہ السلام اپنے امتیوں کو فرما رہے تھے۔ ومبشرا برسول یاتی۔ احمد
اے میرے غلامو میرے بعد جو نبی آئیں گے۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ یہ سانپ اس وقت حضرت عیسیٰ کے
قریب سے گزر رہا تھا۔ اس کے کانوں نے میرے نبی کا نام سنا۔ اس سانپ نے عرض کی اے اللہ مجھے اس
وقت تک موت نہ دینا جب تک میں احمد کی زیارت نہ کر لوں۔ (۴۹—۶) ملشق لگ رہا
سانپ کو میرے نبی کا۔ اللہ کریم نے فرمایا اے سانپ مکہ کے پہاڑوں میں بسیرا کر لے کبھی وقت آ لیگا
میرا محبوب خود چل کے تیرے پاس آئیگا۔ اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کتنے حسین تھے۔
امام غزالی فرماتے ہیں۔ اندھیری گلی مصر کی گزرتے تھے تو گلی روشن ہو جاتی تھی۔ ایک عورت نے یوسف کو کہنے
لگی اے یوسف آپ اتنے حسین ہیں خود بنے ہو یا تجھے کسی نے بنایا ہے۔ فرمایا اماں جی ابھی تو یوسف
دیکھا ہے کبھی میرا بنانے والا دیکھ لیتی تو مجھے بھول جاتی۔ یوسف علیہ السلام کی ولادت کے بارہ سو سال پہلے
یہودا نام کا انسان اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر حضرت ہود کے صحیفے میں پڑھا تھا۔
اس نے عرض کی اے اللہ مجھے اتنی دیر موت نہ دینا جب تک مجھے یوسف کی زیارت نہ ہو جائے۔
اللہ نے فرمایا اے یہودا اس طرح کر کنعان کے کنویں میں آرام کر تجھے میرا یوسف مل جائیگا۔ جب
یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنویں میں پھینکا۔ بھائیوں نے جب بازوؤں میں رسی باندھ کے رسی
کاٹ دی۔ اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام جس کنویں میں گئے۔ آپ کنویں میں جا کر پتھر پر بیٹھ گئے۔
یہودا سوراخ میں سے نکل کر سامنے آ گیا۔ اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام دیکھ کر حیران
رہ گئے۔ اس اندھیرے کنویں میں انسان کہاں سے آ گیا۔ یہودا نے اللہ کے نبی کے سامنے ہاتھ
باندھ کر رو کر کہنے لگا اے نبی اللہ مجھے بارہ سو سال گزر گئے ہیں۔ اس کنویں میں تیرا انتظار کر رہا ہوں

کہنے لگا اے لیجپال بھائیوں کا گلہ نہ کرنا۔ کہ بھائیوں نے تجھے کنویں میں پھینکا ہے۔ آپ یوسف علیہ السلام آپ کو
بھائیوں نے نہیں پھینکا۔ تجھے کنویں میں میرا انتظار لے کر آیا ہے۔ وہ یہودا بارہ سو سال کا انتظار میں
ہے کہ یوسف علیہ السلام آئیں گے۔ یوسف علیہ السلام خود کنویں میں تشریف لے آئے۔

دوسری جانب سانپ بھی انتظار کر رہا ہے۔ اللہ فرمایا محبوب چلو غار میں اس کو بھی پانچ سو سال
کا عرصہ گزر چکا ہے۔ غار میں سے پہلے چار سو سال یا پانچ سو سال میں اتنے سوراخ بنا کے رکھے ہیں۔
کہ ایک بند ہو جائے دو بند ہو جائیں۔ کوئی ایک راستہ تو کھلا رہے گا۔ مگر واہ صدیق شیر عشق
پر صدقے جاؤں۔ محبوب کو باہر غار کے کھڑا کر کے عرض کی آ محبوب آپ یہاں کھڑے ہوں۔ میں ذرا صفائی
کر کے آیا۔ صدیوں پرانی غار ہے ہو سکتا ہے کوئی جانور میرے محبوب کو تکلیف نہ دے۔ صدیق اکبر نے اپنی قمیض
اتاری۔ پہلے تو قمیض سے تو غار کو صاف کیا۔ جب آئی مزار کی باری میرے نبی نے فرمایا جب غار کی باری
تھی۔ صاف تم نے کی بعد میں میں آیا۔ جب مزار کی باری پہلے میں جاؤں گا۔ جگہ بنا کے۔ یہ دوستی ہے
مصطفیٰ کی اور صدیق کی۔ غار کی باری آئی صدیق پہلے جا رہے ہیں کہ محبوب تیرا دشمن آپ کو
تنگ نہ کرے۔ اور جب مزار کی باری آئی تو مصطفیٰ نے فرمایا۔ اے صدیق تم بعد میں جانا میں پہلے جا کے مزار کو
صاف کر لوں۔ قیامت تک آپ کو ساتھ رکھوں گا۔ کہ تیرا دشمن تجھے تکلیف نہ دے۔ قیامت تک جو
صدیق کا دشمن ہے اسے میرے صدیق کی مزار پر حاضری دینی پڑے گی۔

جب صدیق اکبر غار کی صفائی کر رہے تھے تو دیکھا کہ غار میں کتنے سوراخ ہیں۔ ابوبکر صدیق جو سوراخ دیکھتے
ہیں اپنی قمیض پھاڑتے ہیں۔ سانپ کو پانچ سو سال گئے ہیں سوراخ بناتے بناتے۔ صدیق نے منٹوں میں سارے
سوراخ بند کر دیے ہیں۔ دو سوراخ رہ گئے۔ صدیق اکبر نے آواز دی آئیے محبوب اندر آ جاؤ۔ میرے آقا جب غار کے
اندر تشریف لے گئے تو صدیق اکبر نے دو سوراخوں پر ایک پر ایک ایڑی کا رکھ لی اور دوسرے کا سوراخ پر دوسری کی ایڑی
رکھ لی۔ اے محبوب تھک گئے ہو گئے۔ آ جاؤ صدیق کی گود میں آرام کر لو۔ میرے آقا علیہ السلام نے صدیق کی گود میں
سر انور رکھا تو آنکھیں بند کر لیں۔ اور وہ سانپ جس کو پانچ سو سال محمد کے انتظار میں گزر گئے ہیں۔
جب غار میں نبوۃ کی خوشبو گئی تو آج سانپ کی غار میں دوڑیں لگ گئیں۔ جدھر جاتا ہے سوراخ بند پاتا ہے۔
جب آئے سانپ صدیق کی ایڑی کی جانب تو اس نے بوسہ لیا صدیق کی ایڑی کا پر۔ اور صدیق کو درخواست
پیش کی کہ اے صدیق اپنی ایڑی ہٹاؤ۔ ایک مرتبہ محبوب دکھا دو میں انتظار کرتے کرتے پانچ سو سال گزر گئے
ہیں۔ صدیق نے ایڑی کو دبا لیا۔ کہ میں اپنا محبوب نہ دکھاؤں گا۔ سانپ نے کہا میں مار دوں گا میرے
پاس موت ہے اور زہر ہے۔ فرمایا جتنا مرضی مار دے۔ اگر موت تیرے پاس ہے۔ تو زندگیاں تقسیم کرنے والا

سانپ منتیں کر رہا ہے کہ آ صدیق ایک مرتبہ محبوب دکھا دے۔ میاں صاحب
ے آسے آسے عمر گزاری جھلے کھار ہزاراں   مالی باغ ہنس وکھن دیسد آ شیاں جدوں بہاراں
لوگ کہتے ہیں کہ سانپ نے ڈنگ مارا۔ مگر عشق والوں نے بات اور سمجھا دی ہے۔ کہ سانپ اتنا گستاخ
نہیں ہے۔ کہ نبی کے دوست کو ڈنگ مار دے۔ سانپ نے جب صدیق کے قدموں کا بوسہ لیا۔ صدیق تو
یاران پیچھے کیا۔ سانپ نے محبوب دیکھا۔ آنے والی امت کو ارشاد فرما دیا۔ اگر محمد دیکھنا ہو تو صدیق
کے قدموں کو بوسہ دینا پڑے گا۔

بس صدیق نے اور کوئی کام نہیں کیا محبوب کے مکھڑے کی تلاوت کرتے رہے (۱۵-۱-۰۰-۱)

تین دن اور تین رات یہ تو صدیق کی گود ہی ہے اور رہنی ہے۔ ایک دن ایسا بھی ہو گا۔ گود ہی صدیقہ کی ہو گی
اور اندر بنی ہو گا۔ ایک مرتبہ عائشہ صدیقہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ رات کا وقت تھا۔ آسمان کی
طرف دیکھ کے فرمانے لگیں اے کملی والے محبوب آپ کا کوئی غلام اس طرح کا بھی ہے۔ جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں
کے برابر ہوں۔ واہ سیدہ عائشہ آپ کے عقیدے پر قربان جاؤں۔ سنیو۔ تمہیں مبارک ہو۔ تمہارا اور
سیدہ عائشہ صدیقہ کا عقیدہ ایک طرح کا ہے۔ سیدہ عائشہ نے سوال کر کے بتا دیا اے محبوب آپ کو آسمان کے
ستاروں کی تعداد کا بھی معلوم ہے۔ اور غلاموں کی نیکیاں بھی معلوم ہیں۔ فرماتی ہیں سوال کرتے میرے ذہن
میں یہ بات آ رہی تھی۔ کہ میرے محبوب میرے ابا جی سیدنا صدیق اکبر کا نام لیں گے۔ فرمایا ہاں عائشہ میرا ایک غلام
ہے۔ جس کی نیکیاں آسمان کے تاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ کون ہے کہ دل ٹوٹ
گیا۔ فرمایا اے عائشہ جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ وہ عمر فاروق ہیں۔ حضرت عائشہ نے عرض کی
اے محبوب اگر ستاروں جتنی نیکیاں عمر کی ہیں۔ میرے ابا جان کی نیکیاں کدھر گئیں۔ میرے آقا ﷺ کو کے
بیٹھ کے فرمایا عائشہ تارے جتنی نیکیاں عمر دیاں ہیں۔ (۲۳-۲-۰۰-۱) سیدہ عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ
آسمان کے ستاروں جتنی نیکیاں عمر کی ہیں۔ میرے ابا جی ابو بکر کی نیکیاں کدھر گئیں۔ میرے آقا نے فرمایا تاروں جتنی
نیکیاں عمر کی ہیں۔ مگر عمر کی ستاروں جتنی نیکیاں ایک طرف صدیق کی غار والی نیکی ایک طرف۔ اس بات کا جب
عمر فاروق کو علم ہوا تو آپ فرماتے ہیں میں نے سوچا۔ کہ صدیق اکبر کو پوچھ کے آتا ہوں کہ غار میں وہ کون سی نیکی
کرتے رہے ہو۔ جو عمر کی نیکیوں کے پلے میں نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروق چلتے چلتے ابو بکر صدیق کے گھر آئے۔ اور آ کر
کہنے لگے کہ نبی پاک نے فرمایا کہ آسمان کے تاروں کے برابر نیکیاں عمر کی ہیں۔ مگر عمر کی ساری نیکیاں ایک طرف
ابو بکر کی غار والی نیکی ایک طرف فرمایا بتاؤ ابو بکر غار میں کون سی نیکی کرتے رہے ہو۔ آپ نے فرمایا اے عمر
میں تو غار میں کوئی نیکی نہیں کی۔ لوگ تو رحل پر رکھ کے قرآن پڑھتے ہیں۔ غار میں تین دن رات میں گود کو رحل بنا

(سنن — ۵۶۰ — [illegible])

کہ قرآن والا اکوں تلاوت کرتا رہا ہوں۔ سو کہ جج رج ویکھو اکھیوں نی مڑ آنا جانا قسمت دا ——
عرض کی کہ ابوبکر میری نمازوں کو لے لو۔ حج زکوٰۃ کو بھی لے لو۔ وہ نماز والی نیکی مجھے دے دو۔ ابوبکر کو
عرض کی فاروق اعظم نے کہ اللہ کی بارگاہ میں پڑھی تم لے لو۔ اور عشق کی پڑھی ہوئی نماز مجھے دو۔ سے
سو جنہاں عشق دی نمازاں پڑھیاں اوہ کدی ناہیں مردے۔ مرداں دے درباراں تے آ ویکھو دیوے بلدے۔
پہلی پوڑی عشق تیرے دی پل صراط تیرا لوکی حج نوں جاندے میں مکھ ویکھاں تیرا (بلھے شاہ)
کائنات میں اکیلے صدیق اکبر ہیں جنہوں نے شب رات دن حضور کی زیارت کی ہے معلوم ہوا کہ کتنی بڑی عبادت
سے زیارت کا مقام بڑا ہوتا ہے۔ سلطان باہو نے فرمایا۔ مرشد دا دیدار باہو ——
دونوں محب محبوب غار سے نکلے تو راستے میں سرکار نے فرمایا ابوبکر بھوک لگ رہی ہے۔ عرض کی یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وہ سامنے جھونپڑی نظر آ رہی ہے۔ اگر اجازت ہو تو پوچھ کے آؤں کچھ کھانے کیلئے؟ ابوبکر
کے ساتھ نبی پاک ؐ بھی ہیں۔ جب دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک مائی باہر آئی۔ فرمایا مائی جی ہم مدینے کے مسافر ہیں۔
ہمیں بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دو۔ اس مائی نے جب میرے نبی پاک ؐ کی طرف دیکھا تو رونا شروع کر دیا۔
اور آسمان کی طرف دیکھ کے کہنے لگی کہ یا اللہ اگر اتنا غریب نہ بناتا۔ اتنے حسین مہمان کو بھی خالی نہ جانے
دیتی۔ سرکار کی طرف دیکھ کے کہنے لگی۔ معافی دو میں بڑی غریب ہوں گھر میں کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے۔
صدیق اکبر نے فرمایا اماں جی رو نہ۔ ہم چلے جاتے ہیں۔ نبی پاک نے فرمایا ابوبکر ٹھہرو ابھی نہیں جائیں گے
اس کے گھر میں ایک بکری نبی پاک نے دیکھی۔ میرے آقا نے فرمایا تو مائی کہنے لگی۔ جی یہ بکری دودھ نہ دیتی ہے۔
یہ بڑی عمر کی ہو گئی ہے میرا خاوند بکریاں کو چرانے کیلئے گیا ہے۔ یہ ان سے نہیں سکتی۔ نہیں تو ریوڑ کے ساتھ جاتی
پر بڑی ہو گئی ہے اس لئے یہ دودھ نہ دیتی ہے۔ سرکار دو عالم نے مسکرا کے فرمایا۔ کہ مائی جی یہ بکری دودھ تو نہیں دیتی
اگر تم اجازت دو۔ ہم اس سے دودھ حاصل کریں۔ مائی دربار سے ہٹ گئی تو کہنے لگی کہ اگر یہ دودھ دیتی
ہے تو اس سے لے لو۔ وہ بکری بڑی دیر سے بیٹھی ہوئی ہے، جب سرکار قریب گئے تو اس بکری نے
سر اٹھا کر نبی پاک کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اور ارشاد فرمایا تو وہ کھڑی ہو گئی۔ اور اس نے بول کر
سرکار کو سلام عرض کیا۔ اور بکری کے درمیان گفتگو ہوئی۔ بکری نے میرے آقا کے قدموں کو بوسہ دیا
ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضور نے اپنے ہاتھ بکری کے تھنوں پر پھیرے۔ تو بکری کے تھنوں میں
دودھ بھر گیا۔ ابوبکر نے مائی کی طرف دیکھ کر مسکرا کر فرمایا۔ مائی جی ذرا برتن لاؤ۔ مائی برتن لا رہی تھی۔
اندر رہی تھی۔ یہ بکری دودھ نہ دیتی ہے۔ برتن کا کیا کرنا ہے۔ اگر اس نے دودھ دے بھی دیا تو کتنا دے گی۔
وہ مائی پلیٹ لے کر آئی۔ وہ برتن لا رہی ہے اور حضور دودھ سے بھر رہے ہیں۔ ابوبکر فرماتے ہیں۔

اس مائی کے سارے برتن بھر گئے۔ اس کے سارے برتن ختم ہو گئے۔ مگر ابھی جاری تھا۔ اس طرح لگتا ہے کہ میرے آقا نے اس بکری کا کنکشن حوض کوثر کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ صحابہ فرماتے وہ بکری حضرت سیدنا عثمان غنی کے دور تک وہ بکری اسی طرح دودھ دیتی رہی۔ صحابہ فرماتے ہیں جب عرب میں قحط پڑا تو اس مائی کے پاس دودھ ملتا تھا۔ میرے نبی نے ابوبکر کو دودھ پلایا پھر خود پیا۔ ابوبکر صدیق اور نبی پاک مدینے کی جانب روانہ ہو گئے۔ وہ مائی شام تک اپنے دروازے پر کھڑے ہو کر میرے نبی کو دیکھتی رہی۔ اس مائی کا نام کتب سیرۃ نے لکھا ہے ام معبد۔ اس مائی کا خاوند جب شام کو بکریاں لے کر گھر آیا۔ آج اس کو اپنی گھر میں بڑا عجیب نور نظر آیا ہے۔ بیوی کو قریب ہو کر پوچھا کہ کوئی آیا تھا۔ خاوند اور بیوی کی گفتگو۔ بیوی نے کہا۔ کہ اس جیسا کوئی ہو تو بتاؤں۔ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ۔ وہ رب کی خدائی میں بے مثل رہا بتاں ہے۔ ؎ (مولانا غلام رسول عالم پوری)

؎ اوہناں دے دند ہین موتیاں دیاں لڑیاں — اوہ لباں دے راہواں وچ حوراں رہن کھڑیاں۔
اکھیاں وچ ملازاں سرمے دی دھاری — ولاں نوں اینج لگدا کالا جیویں ہک لکاری
دلبند لوں مائی آمنہ دا بابل ہے اوہ پیارا فاطمہ دا — تدوں شہنشاہ اوہ عملی گھر نہ حسین و حسن دا غمخوار نانا۔
زلیخا جے اس نوں ویکھ لیندی — کدی تکدی نہ یوسف شاہی دا نہ بیندا نا۔
مدینے شہر دے وچ رہن والا — خدا دے عرش تے جا ہسن والا = کتنا یوسف حسین و جمیل ہے۔

اور عاشق کہتے ہیں صرف ایک زلیخا ہے۔ آمنہ دا لال تاجدار تا قربان جاؤں جس نے دیکھا ہے وہ بھی دیوانہ ہے اور جس نے نہیں دیکھا وہ بھی آپ کا صرف دیوانہ ہے۔ خاوند نے بیوی سے پوچھا اس کا نام کیا تھا۔ ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہتی ہائے۔ میں نے اس کا نام تو پوچھا ہی نہیں ہے۔ اس عورت نے سوچا کہ میرا خاوند مجھے لڑے گا۔ کہ اس کا نام کیوں نہیں پوچھا۔ اس ڈر کی وجہ سے اس عورت نے اپنے پاس سے نام رکھ لیا۔ آج ہمارے گھر مبارک آیا تھا۔ خاوند کہنے لگا۔ آج کے بعد میں بکریاں چرانے نہ جاؤں گا۔ جب مبارک آئے گا۔ میں نہ دیکھ سکا ہوں گا۔ کسی بچے کو بھیج دینا۔ بس مبارک دیکھوں گا۔ ہر روز شام کے وقت خاوند بیوی سے پہلا سوال کرتا تھا۔ کہ کیا آج مبارک آیا تھا۔ اس عورت نے کھانا رکھا اس نے کہا کھانا بعد میں کھاؤں گا۔ پہلے مجھے مبارک کی بات سناؤ۔ مائی ہر روز ایک ہی بات سناتی۔ کیونکہ اس کے پاس صرف ایک ہی بات تھی۔ اس کے گھر کھانا بعد میں کھایا جاتا تھا۔ محمد کا میلاد پہلے ہوتا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا ہے ——— ام معبد کہتی ہیں میں گھر کا سودا سلف لینے کیلئے مدینے چلی گئی۔ جب مدینے کی منڈی سے سودا سلف لے لیا۔ اور اچانک بچے نے کہا اماں وہ دیکھو کون جا رہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق مدینے کی گلی سے گزر رہے تھے۔ وہ عورت کہنے لگی اے کون ہے۔ وہ کہنے لگا۔ یہ اس دن مبارک

کے ساتھ آئے ہوئے۔ وہ عورت دوڑ کے ابوبکر صدیق کا دامن پکڑ کے کہنے لگی کہ یہ مبارک کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا اے عورت تم کس مبارک کی باتیں کر رہی ہو۔ عورت کہنے لگی وہ جو آپ کے ساتھ تھے۔ وہ تو چلے گئے تھے۔ اور ابھی تک میرا گھر روشن ہے۔ آپ نے فرمایا ساتھ ہی آ جاؤ۔ تجھے مبارک سے ملا دوں۔ وہ عورت میرے نبی کی بارگاہ میں آئی۔ سارا دن میرے آقا کی زیارت کرتی رہی۔ شام کو کلمہ پڑھ کے گھر آ گئی۔ اس کا خاوند جب شام کو گھر آیا۔ اور اس نے دیکھا گھر روشن ہے۔ کہنے لگا ایسے لگتا ہے کہ آج مبارک آئے تھے۔ وہ کہنے لگی مبارک نہیں آیا آج میں گئی تھی۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے کیوں نہیں بلایا۔ کہنے لگی فکر نہ کر میں گھر دیکھ کے آئی ہوں۔ جب دل کرے گا جا کر ملاقات و زیارت کر لیں گے۔ ہمارا مبارک وہ ہے جس کو کائنات محمد کہتی ہے۔ مدینے والے صرف دس لوگ تھے۔ جنہوں نے دیکھ کے حضور کا کلمہ پڑھ لیا۔ باقی سب مدینے والوں نے نام سن کر حضور کا کلمہ پڑھ لیا تھا۔

اب مدینے والوں کو معلوم ہو گیا کہ حضور ہماری طرف تشریف لا رہے ہیں ۱۷ دن ہو گئے تھے ہر آدمی اس راہ کی طرف دیکھتا تھا۔ جو راہ مکے سے مدینے کی طرف آتا تھا۔ پر اس سے پوچھو جس کا محبوب کا انتظار رہو۔ جب مدینے والوں کو میرے آقا کی سواری نظر آئی تو صدیق اکبر میرے نبی کے ساتھ تھے۔ مدینے والے کہتے ہیں کہ ہم ایک محمد کی انتظار میں تھے یہ کون ہیں جو دو ہیں۔ دونوں کی گفتار ایک جیسی انداز (۵۴-۲۶-۰۱) مدینے والوں نے تو حضور کو دیکھا نہ تھا۔ کسی نے ابوبکر کو کہا کہ نبی ہے۔ اور نبی صدیق ہے۔ کوئی ابوبکر کے قدم چومتا ہے۔ کوئی نبی کے قدم چومتا ہے۔ ابوبکر نے سوچا کہ لوگ مجھے نبی سمجھ بیٹھے ہیں۔ عشق نے قبول نہ کیا۔ ابوبکر نے چادر کا سایہ نبی پر کر دیا۔ کہ لوگو میں نبی نہیں ہوں۔ بلکہ میں تو غلام ہوں۔ یہ بات الگ ہے۔ ساتھ رکھ رکھ کے محبوب نے رنگ اپنا چڑھا دیا ہے۔ جب سرکار تشریف لائے تو لوگوں نے نعرے لگائے یا رسول اللہ یا محمد ۔ ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ حضور میرے مہمان بن جائیں۔ سواری کی مہار چھوڑ دی۔ اس سواری کو معلوم ہے۔ کہ کہاں قیام کرنا ہے۔ ابو ایوب انصاری کے گھر میں ٹھہرے۔ (۰۰-۳۲-۰۱)

کدی آ کے ہمریاں دے محلے یا رسول اللہ ۔ غریباں نے ایہہ راہ ملے یا رسول اللہ ۔

میرے نبی کی سواری چلتی آ رہی تھی۔ حضرت ابو ایوب اندر سجدے میں رو رہے تھے۔ دوسری جانب میرے نبی کی سواری چلتی چلتی امیروں کی کوٹھیاں چھوڑ کے ابو ایوب انصاری کے دروازے پہ بیٹھ گئی۔ مدینے والوں نے دروازہ پہ دستک دی۔ کہنے لگے ایوب دروازہ کھول۔ عرشوں کا مہمان تیرا مہمان بن گیا ہے۔

Mubbas

۲۴-۱۲-۲۰۲۴ ۱۰ — ۳۱ AM جمعرات

۶۳۔ شہادت امام قاسم رضؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا اعطینٰک الکوثر ــــ صدق اللہ مولٰنا العظیم ط؛

اُس دھرتی کربلا شہر نے لکھیاں لکھاں سلام ؛ نہر دے تے شہید ہوئے سرداراں شہیداں نوں سلام

حسین دی بھین زینب راہی ویراں نوں واجاں ماردی ؛ اوہ انھاں دے دکھ دل دی شام غریباں نوں سلام

ذکر حسین کرنا اصل اہلسنت کا ہی کام ہے۔ لوگ تو دس دن امام حسین کا ذکر کرتے ہیں اور ہم ہر سانس میں پوری زندگی امام حسین کا ذکر کریں تو پھر بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ نوجوان کہتے ہیں کہ ہم امام حسین کے ذکر کو لوگوں کے عبادت خانوں میں سننے جاتے ہیں۔ یاد رکھو۔ امام حسین کو غیروں کے سپرد نہ کریں۔ حسین تو ہمارا ہے۔ ہم سنی اصل حسینی ہیں۔ ہم محمدی ہیں امام حسین اور نبی کی آل کے اور اصحاب رسول کے اور میں سب کو دعوت دوں گا۔ کہ جس طرح ربیع الاول میں ہر آدمی گھر گھر میلاد النبیؐ کی محفل سجاتا ہے۔ اسی طرح محرم شریف میں بھی گھر گھر ذکر حسین کی محفل سجاؤ۔ کیونکہ ہم محرم کی دسویں والے ہیں۔ ہم غوث کی گیارھویں والے بھی ہیں۔ اور ہم میلاد کی بارھویں والے بھی ہیں۔ لہذا دسویں محرم منانا بھی ہم اہلسنت کا ہی حق ہے۔ گیارھویں کا ختم دلانا بھی ہم سنیوں کا حق ہے۔ اور بارھویں کو میلاد منانا بھی ہم سنیوں کا ہی حق ہے۔ جہاں ربیع الاول شریف میں ذکر میلاد شریف کی محافل کراتے ہو۔ شہدائے کربلا کی محافل بھی گھر گھر کیا کرو۔ یہ ہمارا سنیوں کا ہی حق بنتا ہے۔ قرآن مجید میں سب سے چھوٹی سورۃ مبارکہ ہے۔ اور عظمت کے لحاظ سے سب سے بڑی سورۃ مبارک ہے۔ وہ سورۃ الکوثر ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا انا اعطینٰک الکوثر اے حبیب علیہ السلام ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ اب کوثر ملنے کی خوشی اور شکرانے میں آپ اپنے رب کی نماز پڑھو۔ اور قربانی ادا کرو۔ ان شانئک ھو الابتر۔ اللہ نے فرمایا بے شک آپ کا دشمن ابتر ہو جائے گا۔ بے نشان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو خدیجۃ الکبریٰ ام المومنین کے بطن سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں۔ حضور علیہ السلام کی بیٹیاں بھی جوان ہوئیں۔ مگر بیٹے چھوٹی عمر بچپن میں وصال کر گئے نبی پاک علیہ السلام کے بیٹے کا وصال ہوا (یہ تفصیل پہلے بھی گزر چکی ہے) مکے کے بڑے بڑے کافروں نے میٹنگ بلائی۔ کافروں کا بڑا سردار عاص بن وائل اپنی برادری میں کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اب محمد کو مارنا چھوڑ دو۔ کوئی محمدؐ کو پتھر نہ مارے نہ محمد کو تنگ کرو۔ اس کو نہ روکو۔ اس کو کھلے عام تبلیغ کرنے دو۔ کفار نے پوچھا وجہ کیا ہے۔ تو عاص بن وائل کہنے لگا۔ کہ محمد کا بیٹا زندہ ہی نہیں رہا۔

وہ کہنے لگا۔ کہ محمد معاذ اللہ ابتر ہو گیا ہے۔ جس کی اولاد نہ ہو تو لوگ اس کو اوتر کہتے ہیں۔
یہ اوتر لفظ عربی میں ابتر ہے۔ عاص بن وائل کہنے لگا اس کا بیٹا نہیں ہے۔ اور جس کا بیٹا نہ
ہو اس کی نسل کیسے جاری ہو۔ محمد تو ویسے ہی بڑے دکھی ہیں۔ اس کو تنگ نہ کرو۔ اس
کی نسل نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کا ذکر کوئی نہیں کریگا۔ چند دن کی محمدؐ کی تبلیغ ہے۔
جس دن محمدؐ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ محمد کے بعد اس کا کوئی نام نہ لے گا۔ لہٰذا اب محمد کو کوئی
تنگ نہ کرے۔ یہ بات کافر نے اپنی مجلس میں کی تو حضورؐ تک یہ باتیں پہنچ گئی۔ تو سرکی آنکھوں میں
آنسو آگئے۔ آسمان کی طرف دیکھ کے عرض کی یا اللہ ایک تو میرے بیٹے وصال کر گئے ہیں۔ اور کافر طعنے دے
رہے ہیں۔ اور مجھے ابتر کر رہے ہیں۔ اور عرض کی یا اللہ کافر کہتے ہیں کہ محمد کا بیٹا نہیں رہا۔ اب محمد کا
ذکر کوئی نہ کرے گا۔ اور مجھے ابتر کر رہے ہیں۔ اللہ کریم نے جبرائیل کو فرمایا۔ جبرائیل میرے محبوب کو میرا
سلام اور پیغام پہنچا دو۔ اللہ نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی ہے۔ اللہ نے فرمایا کملی والے محبوب پریشان
نہ ہو۔ کیا ہوا کہ ہم نے بیٹے واپس بلا لیئے ہیں۔ اے کملی والے ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ عرض کی یا اللہ
کافر طعنے دیتے ہیں۔ اللہ نے اس کا بھی جواب دے دیا۔ فرمایا کملی والا تیرے دشمن ابتر جائیں گے۔ کملی والے نے
رو کر عرض کیا۔ کافر طعنے دیتے ہیں کہ محمدؐ کا بیٹا کوئی نہیں۔ اس کا ذکر مٹ جاتا ہے۔ عرض کی میرا اللہ
میرے ذکر کون کرے گا۔ فرمایا کملی والے بیٹے اور بیٹیاں میں ہی عطا کرتا ہوں۔ اگر میں چاہوں تو بیٹے والوں کے
ذکر نہ چلنے دوں۔ اگر میں چاہوں تو بغیر اولاد ذکر چلا دوں۔ عرض کی یا اللہ میرے ذکر کون کرے گا۔ فرمایا انا
اعطینٰک الکوثر اللہ فرمایا محبوب کافر کہتے ہیں کہ تیرا ذکر کون کرے گا۔ فرمایا محبوب آپ کو غلام ہی اتنے دوں
گا۔ جگ بھی ذکر تیرا ہی کریگا۔ رب بھی ذکر تیرا ہی کرے گا۔ اللہ فرمایا کملی والے محبوب میں آپ کو کوثر
دوں گا۔ عرض کی یا اللہ میرا بیٹا کوئی نہیں ہے۔ عرض کی یا اللہ میری نسل کیسے چلے گی۔ اللہ نے فرمایا
محبوب فکر نہ کر کافر کہتے ہیں کہ محمدؐ کی نسل کوئی چلے گی۔ اللہ فرمایا تیری اولاد میں علی کے صلب میں
رکھ دی ہے۔ کافر کہتے ہیں تیری نسل نہ ہو گی۔ اللہ فرمایا محبوب میں بڑی حکمتوں والا ہوں۔ محبوب ہر
علاقے میں سید ہوں گے۔ ہر ملک میں سید ہوں گے۔ گلی گلی سید ہوں گے۔ محبوب ہر ادر یہاں مل جاتی ہیں
ہر ملک میں سید تیری اولاد ہوں گے۔ قیامت تک لوگ سیدوں کو دیکھ کر کہیں گے۔ کہ سید اولاد علی کی ہیں۔
آل نبی کی ہیں۔ فرمایا اے محبوب کافر طعنہ دیتے ہیں کہ تیری نسل نہ ہو گی۔ اللہ فرمایا محبوب جتنی ہم نے
آپ کو اولاد عطا فرمائی ہے اتنی اور کسی کو نہ دیں گے۔ عرض کی یا اللہ میرا بیٹا نہیں ہے میری نسل کیسے
چلے گی۔ ارشاد نبوی ہے ہر نبی کی نسل بیٹوں سے جاری ہوتی ہے۔ میں وہ محبوب ہوں میری نسل

میری بیٹی فاطمہ سے چلے گی ۔ فرمایا فاطمہ کی اولاد کو دیکھ کے ڈر نہ کہے گا ۔ سید اولاد علی کی ہے اور آل نبی کی ہیں ۔
کشمیر کے بادشاہ نے فرمایا ۔ ۔ ۔ میاں صاحب فرماتے ہیں ۔

آل نبی اولاد علی دی صورت وچ کمل اوہنا ندی نام نشان لکھ یاب ہے جس اہند کے تے میل اندر دی جاندی
آپ کو کوثر اولاد دوں گا ۔ کثرت بہت زیادہ کو کہا جاتا ہے ۔ کثیر بہت زیادہ کو کہا جاتا ہے ۔ اللہ نے
فرمایا کوثر ۔ نہ کثرت نہ کثیر فرمایا کوثر دے دیا ۔ یا اللہ اس کا مطلب کیا ہے ۔ فرمایا کثرت کی تعداد ہو سکتی
ہے ۔ کثیر بے شمار ہو سکتا ہے ۔ کوثر وہ ہوتا ہے جس کی گنتی ختم ہو جائے ۔ اے محبوب آپ کو اتنی اولاد
دوں گا ۔ اللہ نے تین آیات میں کافروں کے تمام طعنوں کے جواب دے دیئے ۔

بیٹوں کے بیٹے ہوتے ہیں ۔ بیٹیوں کی اولاد نسل نہیں ہوتی ۔ بیٹی کی اولاد اپنے باپ کی ہوتی ہے ۔
بیٹوں کی نسل ہوتی ہے ۔ بیٹیوں کی اولاد نسل نہیں ہوتے ۔ امام حسن و حسین رض قیامت تک
آنے والے سید نبی کی اولاد اور نبی کی نسل کیسے ہو سکتے ہیں ۔ کیونکہ یہ نبی کے بیٹے کے بیٹے نہیں یہ نبی کی بیٹی
کے بیٹے ہیں ۔ ویسے تو ابناءَ نا و ابناءَ کم بھی اس کی دلیل ہے ۔ مگر آؤ میں قرآن سے ایک اور
دلیل پیش کروں ۔ اللہ تعالیٰ جب قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کی اولاد اور ذریت کا ذکر فرمایا ۔
ومن ذریتہ فرمایا میں نے آدم کی ذریت میں نوحؑ کو بھی پیدا فرمایا ۔ آدم کی اولاد ابراہیم کو بھی پیدا
فرمایا ۔ آدم کی نسل میں اسماعیل کو بھی پیدا فرمایا ۔ ایوب ۔ الیاس ۔ داؤد ۔ سلیمان ۔ یعقوب ۔
یوسف و زکریا و یحییٰ ۔ و عیسیٰ کل من الصالحین ۔ عرض کی یا اللہ سارے نبی آدم کی نسل اور اولاد میں
عیسیٰ کیسے آدم کا بیٹا ہے ۔ عرض کی یا اللہ عیسیٰ کا تو باپ نہیں ہے ۔ اللہ نے فرمایا سارے نبی باپ کی طرف
سے آدم کی نسل میں ۔ اور عیسیٰ ماں کی طرف سے آدم کی اولاد ہے ۔ اگر مریم کا بیٹا ماں کی طرف سے
آدم کا بیٹا ہو سکتا ہے ۔ پھر حسین حسن فاطمہ کی طرف سے محمد کا بھی بیٹا ہو سکتا ہے ۔ (۵۶ ــ ۲۶)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کی طرف سے نواسے لگتے ہیں ۔ ان کا تو باپ ہی نہیں ہے ۔ فرمایا ومن
ذریتہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل ہے ۔ اسی طرح حسن حسین اور قیامت تک آنے والے
سید یہ بھی اپنی اپنی ماں کی طرف سے محمد کی نسل ہو سکتے ہیں ۔ یہ جو کربلا میں آئے ہیں نا یہ
کوئی عام نہیں ہے ۔ یہ بیٹے محمد کے ہیں ۔ یہ اولاد نبی کی ہے ۔ یہ لوگ کہتے ہیں یہ علی کی اولاد ہیں نہیں نہیں ۔
میرے نبی نے گود میں بٹھا کے فرمایا ۔ لوگو یہ میری بیٹی فاطمہ کے ہی بیٹے ہیں ۔ اور میں محمد کے بھی بیٹے ہیں ۔
ہے آل و اولاد شیری دا منگت ہیں گنگال   خیر چا پاؤ محمد تائیں حضرت شاہ جیلانی ۔
اللہ نے فرمایا انا اعطینٰک الکوثر اے محبوب ہم نے آپ کی نسل ختم نہیں کرنی دینی ہے پھیلا دیں گے ۔ کلی والے

ہم چاہیں تو بیٹوں سے نسل جاری کر دیں۔ ہم چاہیں تو بیٹیوں سے جاری کر دیں۔ تمام کی نسلیں
بیٹوں سے جاری کی ہیں۔ اللہ کے محبوب کی باری آئی تو اللہ نے اپنے محبوب کی بیٹی سے نسل جاری
کر دی۔ یہ جو سید ہیں یہ نبی کے بیٹے ہیں۔ ان کا ادب کر کے یہ سمجھا کرو۔ کہ ہم نبی کا ادب کر رہے
ہیں۔ ہم ادب کر کے کسی پہ احسان نہیں کر رہے بلکہ اپنے آپ پیارے مصطفیٰ کی سنت کر دار رہے ہیں۔

محرم کے دنوں میں لوگ یا حسین تو کرتے ہیں۔ لیکن یا حسن نہیں کرتے۔ پوچھا کرو ظالمو۔ کیا وہ
نبی کا نواسہ نہیں ہے۔ کیا وہ زہراؓ کا لال نہیں ہے۔ کیا وہ نبی کے گھر کی رونق نہیں ہے۔ کیا وہ نبی کے
کاندھوں پہ نہیں کھیلا۔ کیا وجہ ہے یا حسین تو کرتے ہیں لیکن یا حسن نہیں کرتے۔

ہم اہلسنت ذکر حسین بھی کرتے ہیں۔ ذکر حسن بھی کرتے ہیں۔ امام حسنؓ کو ظالم لوگ اس
بات کی سزا دے رہے ہیں۔ حضرت امام حسن نے حضرت امیر معاویہ کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ امام حسن
نے خود تو صلح نہیں کی۔ جب امام حسن ماں کی گود میں آئے تو حضور کو خبر دی گئی۔ آ محبوب اللہ نے
نواسہ دیا ہے۔ میرے نبی نے گود میں اٹھا کر ارشاد فرمایا۔ اے فاطمہ یہ میرا بیٹا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ اگر کربلا میں حسین نے اپنی گردن کٹا کے کعبہ کٹا کے نانے
کا وعدہ ان پورا کیا ہے۔ تو امام حسن نے بھی امیر معاویہ کے ساتھ صلح کر کے فرمان محمد کا ہی پورا فرمایا ہے۔
لوگ اس بات کی سزا دے رہے ہیں امام حسن کو۔ کہ مولا علی کے بیٹے نے امیر معاویہ کے ساتھ صلح کیوں کی ہے
اگر یزید امیر معاویہ کا بیٹا گستاخ اور ظالم نکلا ہے اس میں امیر معاویہ کا کیا قصور ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ
صحابیٔ رسول ہیں۔ کاتب وحی ہیں۔ اور پوری امت مصطفیٰ کے ماموں لگتے ہیں۔ کیونکہ امیر معاویہ کی بہن
میرے نبی کے گھر میں ہے۔

جب دو امیروں کی لڑائی ہو جائے بعد میں امیر کی اولاد صلح کر لے اور پھر کوئی اعتراض کرے
سکتا ہے۔ جی (۴۰۔۳۲) میں نہیں مانتا۔ اس نے میرے چوہدریوں سے مار ہی کھانی ہے۔ چوہدریوں
نے یوں ہی کہنا ہے اے ظالم لڑائی ہماری تھی صلح ہم نے کی ہے۔ اور تیرا تجھے کیا تکلیف ہے۔ اے ظالم
علی کے بیٹے نے صلح کر لی ہے اے مراثی تجھے کیا تکلیف ہے کس چیز کی سزا دے رہا ہے امام حسن کو۔ امام
حسنؓ نے صلح کی ہے۔ اور نبی کا فرمان پورا کیا ہے۔ اور تاریخ گواہ ہے۔ امام حسن کی صلح نے
اسلام کو پوری کائنات کو کیسے کیسے فائدے دیے۔ امام حسنؓ کا ذکر بھی ضروری ہے امام حسن
کا ذکر بھی ضروری ہے ایک دن سرکار دو عالم تشریف فرما ہیں۔ تو جبرائیل امین ریشمی کپڑا لے کے آئے۔ اس
کپڑے میں ایک بچے کی خوبصورت تصویر ہے۔ نبی پاک نے دیکھ کے فرمایا اے جبرائیل یہ میرے حسن کی تصویر

تیرے پاس کیسے آئی ہے۔ جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ یہ تصویر آپ کی تو نہیں ہے۔ حضور فرمایا
یہ بچہ تو میرے جیسا ہی لگتا ہے۔ جبرائیل امین نے عرض کی اے کملی والے محبوب یہ تصویر آپ کی نہیں ہے
میرے آقا نے فرمایا پھر کس کا بچہ ہے جو محمد جیسا ہے یہ بچہ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ عرض کی یارسول اللہ
علی کے گھر میں چلے جائیے۔ آپ کا نواسہ حسن آیا ہے۔ کملی والے فرمایا چلے سیدہ کے گھر میں آئے
کملی والے فرمایا بیٹی لاؤ محمد کا ٹکڑا محمد کی گود میں دے دو۔ امام حسن کو میرے نبی نے سینے لگایا۔ ماتھے
پہ بوسہ دیا میرے نبی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سیدہ کے گھر میں پہلا بیٹا آیا ہے۔ چاہیے تھا آپ
تو نبی پاک کو خوش ہونا چاہیے۔ بیٹی نے عرض کی یارسول اللہ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں آ گئے۔
فرمایا سیدہ تیرا بیٹا دیکھ کے مجھے اپنی ماں آمنہ یاد آ رہی ہے۔ فرمایا بیٹی تیرے بیٹے کی زلفیں والیل کی
زلفیں لگتی ہیں۔ آنکھیں مازاغ ہیں ۔۔ اس کے ہونٹ دیکھو تو اپنے یوحیٰ کے ہونٹ لگتے ہیں۔
اس کا سینہ دیکھو تو اپنا سینہ الم نشرح لگتا ہے۔ فرمایا بیٹی اگر آج میری ماں آمنہ ہوتی تیرا بیٹا
دیکھ کے اپنے بیٹے کا بچپن یاد کرتی۔ حضرت علی فرماتے ہیں سر سے لے کر سینہ تک میرے بیٹے حسن حضور
کی مشابہت ہے۔ اور سینہ سے لے کر پاؤں تک امام حسین کا وجود نبی جیسا تھا۔ جب
حضور علیہ السلام نے وصال فرمایا تو صحابہ کا حضور کے بعد کبھی کبھی دل اداس ہو جاتا تو صحابہ علی
کے باب کو دستک دیتا۔ اے علی ذرا امام حسن حسین کو بلاؤ۔ ہم نے محمد کی تصویر دیکھنی ہے۔ ویسے تو
اللہ نے نبی جیسا دوسرا نہیں بنایا۔ مگر علی کے دونوں بیٹے اکٹھے کھڑا ہوئے تو تصویر مصطفیٰ کی
بن جاتی۔ یہ وہ حسن ہے جو اپنے نانے کی دستار پہن کے جب زہرا کے حجرے سے نکلتے لوگوں
کو ایسے لگتا تھا۔ جیسے آمنہ کے گھر سے محمد تشریف لا رہے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے مکے
کے پہاڑوں سے نبوت کا چاند نکل رہا ہے۔ یہ وہ امام حسن ہے جس کی صورت نبی کے ساتھ
ملتی ہے۔ نبی پاک نے گودی میں لے لیا۔ اس کی اور کیا عظمت ہوگی جس کو دنیا میں آتے ہی گود نبی کی
مل جائے۔ میرے نبی نے منہ تھا چوما۔ تو جوانو۔ جو کہے اللہ مدینے کی مٹی نبی کے قدم کو بوسہ دیتی ہے
اس کی تو رب قرآن میں قسم اٹھاتا ہے۔ اس کی کیا عظمت ہے۔ جس کا منہ تھا نبی چوم رہے ہیں۔
میرے نبی رو رہے ہیں۔ اکثر میرے آقا نے امام حسن کے چہرے پہ بوسہ دینا۔ اور امام حسین
کی گردن پر بوسہ دینا۔ سیدہ نے ایک دن عرض کی اے حضور بڑی بار غور کیا حسن کو جب چومتے ہو۔
تو چہرے سے اور امام حسین کو گردن پر بوسہ دیتے ہو۔ میرے نبی نے فرمایا بیٹی حسن کا وہ پیالہ
زہر والا یاد آتا ہے۔ اس کو زہر دے کے شہید کیا جائے گا۔ اور حسین کو بدبختوں تلواروں سے گردن کٹتی

نظر آتی ہے۔ اس کو میدان کربلا میں شہید کیا جائے گا۔ سیدہ زہرا پاک کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عرض کی بابا آج روتے ہیں تو تڑپ جاتے ہو۔ جب کملی والے ان پر اس طرح کے ظلم ہو رہا ہوگا۔ تو میں کہاں ہوں گی۔ ابا جان اس وقت آپ کہاں ہوں گے۔ اس وقت شبیر تنہا کہاں ہوگا۔ جب لوگ میرے حسین پر ظلم کر رہے ہوں گے تو میرے آقا نے فرمایا۔

نہ میں ہوواں گا نہ توں ہوویں گی۔ نہ ہو گا شبیر خدا دا۔ اک ہووے گی زینب روندی جدوں ویکھے گی حال بھرا دا

امام حسن میرے آقا کی گود میں آئے تو میرے نبی امام حسن کو گھٹی اپنی زبان کی عطا فرماتے۔ امام حسین کو بھی حدیث پاک میں آتا ہے۔ کبھی کبھی اپنی زبان ان کے منہ میں رکھتے اور کبھی کبھی ان کی زبان اپنے دہن مبارک میں چوستے۔ ایسا نانا جان منیں عطا فرما رہے ہوتے۔ کملی والے آقا نے اپنی زبان امام حسن کے منہ میں رکھی۔ ہمارے بچوں کو چاچا نانا یا گھر کے لوگ مائیں کہتی ہیں کہ نانا پہ چچا پہ تایا یا ماموں پہ گیا ہے۔ اور حسن کو گھٹی مصطفیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے محمد پہ نہیں جانا تھا تو اور کس پہ جاتے۔ امام حسن وہ ذات ہیں۔ جیسے امام حسین مصطفیٰ کے کاندھوں پہ کھیلتے ہیں۔ اسی طرح امام حسن بھی کھیلتے رہے۔ جو جو فضائل امام حسین کے حدیث پاک میں آئے ہیں۔ وہ تمام حدیث ویسے کے ویسے فضائل امام حسن والے بھی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کوئی بیان نہ کرے۔ مگر احادیث پڑھ کے دیکھو۔ امام حسن بھی نبی کا نواسہ ہے ذکر حسن نہ کرنے والو ظالمو۔ حسین کا ذکر لاکھوں بار کرو۔ ہم بھی کرتے ہیں۔ اس کا بھی کرو جو حسین کا بڑا بھائی ہے۔ جو حسین سے بھی بڑا ہے۔ وہ بھی نبی کا نواسہ ہے۔ آئیں محرم الحرام کے دنوں میں ذکر حسین بھی کریں اور ذکر حسن بھی کر دیں۔ اور لوگوں کو بتائیں کہ یہ حق ہی سنیوں کا ہے۔ امام حسن کو گھٹی میرے نبی نے عطا فرمائی تھی اس کا اثر کیا ہوا۔

امام حسن تشریف فرما ہیں تو آپ کا ایک مرید پاس بیٹھا ہے۔ ایک بندہ آ کر کہنے لگا امام حسن تو نبی کے نواسے میری اولاد نہ ہے۔ کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا استغفر اللہ پڑھا کرو۔ دوسرا بندہ آ کر کہنے لگا حضور میرے گھر سے بیماری نہیں جاتی۔ کوئی وظیفہ بتائیں۔ امام حسن نے اسے فرمایا تم بھی استغفر اللہ پڑھا کرو۔ ([illegible]) = تیسرے نے آ کر پوچھا کہ حضور اس سال میری فصل نہیں ہوئی کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں امام حسن فرمانے لگے تم بھی استغفار پڑھا کرو۔ وہ گیا ایک اور آگیا کہنے لگا حضور بارش نہیں ہو رہی کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں۔ امام حسن نے فرمایا تم بھی استغفار پڑھا کرو۔ یہ گیا ایک اور آگیا اس نے کہا حضور میری کمائی میں برکت نہیں ہے۔ کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں۔ امام حسن فرمانے لگے تم بھی استغفار پڑھو۔ نبی کی آل والے لوگوں کو تو استغفار کی طرف لگا رہے ہیں۔ یہ پانچ

آدمی گئے۔ وہ جو قریب امام حسن کا مام پر بیٹھا تھا۔ اس نے تڑپ کے عرض کی حضور بیماریاں پانچ اور علاج
ایک۔ تو امام حسن نے فرمایا یہ علاج میں نے اپنے پاس سے نہ دیا۔ میں نے قرآن سے دیکھ کر وہ کہنے لگا۔
حضور قرآن کہاں فرماتا ہے آپ سنو یا استغفروا ربکم سورۃ نوح۔ آپ نے فرمایا اللہ نے قرآن نے ان پانچ
بیماریوں کا علاج یہی ارشاد فرمایا ہے۔ اس نے دست بستہ عرض کی حضور آپ کی بڑی شان ہے ہر بات
کا جواب قرآن سے دیتے ہو۔ فرمایا کیوں نہ قرآن سے جواب دوں۔ اس کی زبان کے بوسے دیتے ہیں۔ جس
کے سینے پر اللہ نے قرآن نازل فرمایا ہے۔ یہ حضور علیہ السلام کی زبان نبوت و رسالت کا کمال ہے۔

آج یہ بتانا ہے کہ ہم حسینی ہیں۔ تم ارد گرد دیکھ لو 50+50 سال ہو گئے مسجد بنا بیٹھے ہیں لیکن
کسی مسجد سے ذکر حسین کی آواز آئی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم حسینی ہیں۔ یہ جو ذکر حسین کر رہے ہیں۔
ہم ذکر حسن ذکر حسین نبی کی آل کا ذکر کر رہے ہیں۔ ہم نے یزید کو رضی اللہ کہنا معاذ اللہ تم معاذ اللہ
کہنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ جو یزیدی ہیں وہ قیامت کے دن یزید کے ساتھ ہوں گے۔ ہم حسینی
ہیں قیامت کے دن ان شاء اللہ امام حسین کے ساتھ ہوں گے۔ قیامت کے دن یا تو گواہی دیں گے۔
سے اللہ اللہ نبی دا گھر یہ گھرانہ وراء الوراء ہے۔ اس میں حسنین ہیں فاطمہ ہیں اس گھرانے میں مشکل کشا ہے
اللہ نے ارشاد فرمایا یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی ـــــ علی العالمین) اللہ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل والو
اللہ نے فرمایا میری نعمتیں یاد کرو۔ جو میں نے نعمتیں تم پر کی ہیں۔ اللہ نے فرمایا وانی فضلتکم علی العالمین میں نے
تمہیں تمام عالمین پر فضیلت عطا فرمائی ہیں۔ عرض کی یا اللہ بنی اسرائیل نے کیا کیا ہے۔ ان پر میں نے نعمتیں
نازل فرمائی ہیں۔ ان پر میں نبی بھیجے ہیں۔ (۵-۱۴) ان میں بادشاہ بھی بھیجے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جن
میں نبی اور بادشاہ آئیں ان کو فضیلتیں ملتی ہیں۔ ان کو کتنا فخر ہوگا جن کے گھر میں علی بھی ہو۔
نبی بھی ہو۔ حسن بھی ہو حسین بھی ہو۔ اللہ فرمایا کہ بنی اسرائیل ناز کرو میں نے تم میں نبی اور بادشاہ
بھیجے ہیں۔ جن میں نبی آئیں وہ ناز کریں اور جن میں نبیوں کا امام ہی آ جائے۔ اس خاندان کو اپنے
آپ پر کتنا ناز ہوگا۔

امام حسن ایک دن بیٹھے تو آپ کی خادمہ پیالے میں سالن لے کر آئی۔ اچانک نوکرانی کو ٹھوکر لگی
اور سالن کا پیالہ امام حسن کے کپڑوں پر پڑا۔ اور کپڑے خراب ہو گئے۔ تو امام حسن نے بڑے غصے
اور جلال سے اسے دیکھا۔ تو نوکرانی قرآن پڑھنے لگی۔ والکاظمین الغیظ والعافین مومن بڑا
غصہ پی جانے والے ہیں۔ امام حسن فرماتے ہیں جلوہ میں غصہ پی گیا۔ اس نے ساتھ اگلے الفاظ
پڑھے۔ والعافین عن الناس۔ مومنوں کی نشانی ہے کہ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

امام حسن فرماتے ہیں کہ جاؤ معاف کیا۔ اس نے اگلے الفاظ تلاوت کیے۔ واللہ یحب المحسنین
اللہ احسان کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔ امام حسن نے فرمایا میں غصہ بھی پی گیا۔ فرمایا تجھے
معاف بھی کیا۔ اور احسان بھی کیا جا میں نے تجھے آزاد کیا۔ لوگو — جن کے نوکروں کو اتنا
قرآن آتا ہے۔ اور جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا اُن کو کتنا قرآن آتا ہوگا۔ ہم تو قرآن کھول
کے نہیں پڑھتے۔ لوگو قرآن پڑھنے والے بھی وہ تھے۔ اور قرآن کی حفاظت کرنے والے بھی وہی تھے۔
انہوں نیزے کی نوک پہ چڑھ کے قرآن کی تلاوت کر کے بتایا۔ لوگو اگر ہمارے گھر میں قرآن نازل
ہوا ہے تو دیکھو ہم نے حفاظت بھی کی ہے۔ جس کو نبی نے گھٹی دی ہو وہ قرآن پڑھ کے ہر سوال
کا جواب دیتے ہیں۔ ان کے گھروں میں کام کرنے والوں کو بھی اتنا قرآن آتا ہے۔ صورت تو
پہلے ہی نبی جیسی ہے۔ اور سیرت بھی نبی جیسی سیرت ہے۔

امام حسن تشریف فرما ہیں دروازے پہ دستک ہوئی پوچھا کون ہے۔ باہر سے آواز آئی حضور
ایک منگتا آیا ہے۔ امام حسن نے فرمایا ٹھہرو میں دیکھوں کہ گھر میں کچھ دینے کو ہے۔ آپ گھر گئے تو جتنا
پیسہ تھا وہ چادر میں باندھ کے سائل کو لا کر دیا۔ ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ پچاس ہزار درہم
تھے۔ اور اس کو فرمایا جلدی سے سارے لے جاؤ۔ نانا جان کی زبان کے چوسے تھے۔ میرے آقا علیہ ایک دن تشریف
لے کے جا رہے تھے۔ دس ہزار بکریاں میرے نبی کو مال میں ملیں۔ یہودی نے طعنہ دے کے کہنے لگا کہ محمد بڑا
امیر ہو گیا ہے۔ سرکار نے فرمایا کس طرح دس ہزار راہ جاتے مل گئی ہیں بڑا امیر ہو گیا ہے۔ سرکار دو عالم
نے مسکرا کے فرمایا اے بے وقوف تم نے ابھی تک محمد کی امیری دیکھی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا اور کیا امیری ہے
فرمایا میری امیری یہ نہیں کہ مجھے دس ہزار بکریاں مل گئی ہیں۔ فرمایا محمد کی امیری یہ ہے کہ جا محمد نے تجھے دے دی
ہیں۔ وہ حیران ہو کر دس ہزار بکریاں لے کر جا رہا تھا۔ اور ساتھ محمد کا کلمہ پڑھتے جا رہا تھا۔ اور اپنے قبیلے
برادری میں کہہ رہا تھا۔ اے لوگو محمد کا کلمہ پڑھ لو۔ محمد تو اتنا عطا فرماتا ہے کہ غریبی کا خوف ختم ہو جاتا ہے
عادتیں تو نانا جان والی تھی۔ نواسہ اس نبی کا اور بیٹا اس علی کا۔ حضرت علی ایک سفر سے تھک کر
واپس آئے۔ دوپہر کا وقت تھا ابھی آرام کرنے ہی لگے تھے۔ وہ جو میرے علی کا ساری عمر خادم رہا۔ قنبر
آپ کا غلام تھا۔ دوڑ کر آئے۔ اور عرض کی حضور باہر ایک منگتا آیا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کیا مانگتا ہے
حضور منگتا ایک روٹی مانگ رہا ہے۔ مولا علی نے فرمایا اے ساری عمر تیری میرے ساتھ گزر گئی ہے۔ تجھے معلوم
نہیں۔ میری عادت کا۔ جاؤ اس کو روٹی دے دو۔ اور قنبر بھی مزاج شناس تھا۔ عرض کی روٹی
تو دے دوں جس سفر سے تھک کے آئے ہیں۔ حضور جو روٹیوں والا طباق ہے وہ ابھی اونٹ سے

میں نے نہیں اتارا۔ مولا علی فرماتے ہیں چلو اس کو سارا طباق ہی دے دو۔ قنبر کھڑا ہے مولا علی فرماتے ہیں جاتے کیوں نہیں۔ عرض کی حضور چلا تو جاتا وہ جو روٹیوں والا طباق ہے وہ میں نے اونٹ کے کجاوے پر باندھا ہے۔ مولا علی فرماتے ہیں چلو وہ کجاوہ ہی دے دو۔ قنبر کھڑا ہے۔ جاتا نہیں عرض کی حضور کجاوا تو ایک اونٹ پر ہے۔ مولا علی فرماتے ہیں چلو اونٹ ہی دے دو۔ وہ سوالی تو روٹی لینے کے لیے آیا ہے قنبر پھر کھڑا ہے۔ مولا علی فرماتے ہیں جاتے نہیں۔ حضور چلا تو جاتا جو اونٹ روٹیوں والا ہے وہ تو اونٹوں کی قطار کے درمیان میں ہے۔ مولا علی فرماتے ہیں کہ چلو سارے اونٹ ہی دے دو۔ میں نے کتاب میں پڑھا ہے۔ یہ پہلے اونٹ کی مہار غلام کے ہاتھ میں ہے مولا علی فرماتے ہیں قطار دے دو قنبر نے رسی دور سے رکھ دی ایک طرف دوڑ گئے۔ مولا علی فرماتے ہیں تجھے کیا ہوا ہے کہتے لگا حضور آپ کی سخاوت دیکھ کے ڈر گیا ہوں کہ کہیں مجھے بھی اس کو ہی نہ دے دینا۔ (میاں صاحب)

سے مالاں والے سخی نہیں ہوندے سخیاں مال نہیں ہوندے

ایچے او تھے دو ہی جہان ہین سخی لگتاں نہیں ہوندے

امام حسن کی بارگاہ میں منگت آیا۔ ۵ ہزار درہم کی تھیلی بنا کر فرمایا اٹھا کے لے جاؤ منگتے سے تھیلی نہ اٹھایا گیا۔ امام حسن فرمانے لگے تھیلا رکھ دو جاؤ بازار سے غلام لے کے آؤ تھیلا اٹھا کر شہر سے لگ چھوڑ آئے۔ منگت بازار سے غلام لے کر آیا غلام کے کاندھوں پر تھیلی اٹھا کے لے کے چلا۔ دروازے کے پاس گیا۔ تو امام حسن فرمانے لگے اس کو اجرت نہ دینا اس کی اجرت بھی میں ہی دوں گا۔ منگتا دروازے کے قریب گیا۔ امام حسن فرماتے ہیں معافی دے دے اس نے عرض کی حضور معافی تو وہ مانگتا ہے جو کچھ نہ دے اتنا دے کے معافی کیوں مانگتے ہو۔ فرمایا نواسہ بنا کا ہوں۔ جتنا اپنی دہلیز پر اکٹھا کر کے رکھا ہے۔ اس کی معافی مانگ رہا ہوں۔ جو عادتیں نانا جان کی تھی وہ ہم میں مضبوط ہیں۔ انہوں نے گھر میں بیٹی کی جامل کی۔ صورت بھی بنی جیسی سیرت بھی بنی جیسی۔

مکہ لٹک دونوں بھائی حج کرنے جا رہے راستے میں ماں کی جھونپڑی ____

یہ ہے حسن صورت بھی بنی جیسی اور سیرت بھی بنی جیسی۔ اگر کربلا میں امام حسین کا بڑا حصہ ہے۔ حصہ حسن کا بھی بڑا ہے۔ (۱۰۱-۸۰-۱۰۱) اس لیے امام حسن تو واقعہ کربلا سے پہلے شہید ہو گئے تھے۔ مگر امام حسن کا بھی کربلا میں حصہ ہے۔ وہ اس لیے۔ کہ امام قاسم بیٹا ہے امام حسن کا لہذا محرم الحرام جہاں امام حسین کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہاں ذکر حسن کرنا بھی بنتا ہے۔ اس کا ایک ذکر حسن کا کربلا میں حصہ ہے۔ حضرت قاسم کی والدہ ام فروہ بنت امرا القیس تھیں۔

حضرت قاسم کی میدانِ کربلا میں آپ کی عمر مبارک ۱۳ سال کی ہے۔ بیٹا حسن کا تھا۔ حسین تو تھا۔ نواسہ نبی کا۔ پوتا علی کا۔ جو زہرا پاک کے دل کا قرار ہے۔ جب امام قاسم پیدا ہوئے تو امام حسن نے اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھا۔ کیونکہ اس لیے امام حسن کا ماموں مصطفیٰ نبی کا بیٹا تھا قاسم۔ حضرت سیدہ فاطمہ کے بھائی۔ امام حسن کے ماموں۔ جو بچپن میں وصال کر گئے۔ اپنے ماموں کی یاد تازہ کرنے کیلئے امام حسن نے بیٹے کا نام قاسم رکھا۔ نبی پاک کے بیٹے قاسم کی وجہ سے حضور علیہ السلام کو ابوالقاسم کہا جاتا ہے۔

ایک دن حضرت قاسم کی والدہ ام فروہ اپنے بیٹے قاسم کو لے کے امام حسن کی بارگاہ میں آئی ہے کہ عرض کی حضور آج قاسم نے صبح کا دودھ نہیں پی رہا۔ امام حسن نے ارشاد فرمایا شام کو پی لے گا۔ شام ہوئی تو واقعی امام قاسم نے دودھ پی لیا۔ ماں نے پوچھا حضور اس نے سارا دن دودھ نہ پیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ شام کو پی لے گا۔ آپ کو کیسے معلوم تھا۔ تو امام حسن نے رو کے فرمایا تجھے نہیں معلوم کہ آج دس محرم کا دن ہے۔ ام فروہ نے عرض کی حضور ۱۰ محرم تو ہے لیکن دودھ نہ پینے کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ام فروہ تیرا بیٹا قاسم کرب و بلا کے میدان میں دس محرم کو شہید ہوگا۔ میں تو نہ ہوں گا۔ اس کو حسین کے ساتھ شہید کرا دینا۔ اتنا تو اب اسماعیل کی ماں حاجرہ نے نہ ملا تھا۔ جتنا تجھے قاسم کی شہادت کا ملے گا۔ یہ وہ ام فروہ ہے جو کرب و بلا کے میدان میں امام قاسم کی والدہ امام حسن کی بیوی موجود ہے۔ مگر جب کربلا کا واقعہ گزر گیا۔ تو ام فروہ سیدہ زینب کے ساتھ مدینے طیبہ آگئیں۔ ام فروہ کبھی مدینے میں سائے میں نہ بیٹھیں۔ کسی نے پوچھا کہ آپ سائے میں نہیں بیٹھتیں۔ آپ رو کے ارشاد فرماتی تھیں پیاسوں کو دھوپ میں شہید ہوتا دیکھا ہے۔ ساری عمر سائے میں نہ بیٹھیں۔ جب امام زین العابدین واقعہ کربلا کے بعد ساری عمر کسی نے آپ کو مسکراتے نہ دیکھا تھا۔ بعد ان سے پوچھو جو کربلا سے بچ کے واپس آئے تھے۔ ان کو کربلا کی یاد دلاتے کیسے تھا۔ امام قاسم امام حسن کا بیٹا ہے۔ آپ جیسے قرآن پڑھتے تھے مدینے والے گلیوں میں سنا کرتے تھے۔ وہ قاسم جو جوانی چڑھ رہا تھا۔ ابھی چار سال کی عمر ہے تو امام حسن شہید ہوگئے۔ پالنے کی ذمہ داری ادھر جان کی ہے اور دوسری جانب حضرت عباس کی ہے۔ جنگ کے سارے طریقے حضرت عباس نے سکھائے۔ حضرت عباس چچا بھی اور استاد بھی ہیں۔ ام فروہ کو ایک دن خواب آیا۔ ایک گلاب کا پھول ہے۔ ہوا چلی ہے۔ تو اس گلاب کی پتیاں بکھر گئیں تھیں۔ فرماتی ہیں میں خواب میں ابھی گھبرا رہی تھی لیکن جیسے آنکھ کھلی تو رو رہی تھی۔ پریشان ہو کر صبح خواب سیدہ زینب کو سنایا۔ کربلا ہ

سیدہ زینب نے اپنی بھابھی کو سمجھایا کہ امام حسین کی بارگاہ میں آئیں۔ خواب سن کر امام حسین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رو کر ارشاد فرمایا کہ ام فروہ کبھی وقت آئے گا جب گلاب کی پتیاں بکھر جائیں گی۔ تو ام فروہ اس وقت صبر کرنا۔ امام قاسم پروان چڑھتے رہے۔ کربلا کا وقت آیا۔

امام حسین علیہ السلام مدینے سے کربلا تشریف لائے۔ تو لوگوں نے سمجھا کہ امام حسین ہر سال کی طرح مکہ میں حج کرنے آئے ہیں سوال کیا کہ حضور پہلے تو آپ قربانی کے جانور ساتھ لاتے تھے۔ اب قربانی کے جانور کہاں ہیں۔ امام حسین نے فرمایا علی اکبر آ گئے۔ امام قاسم آ گئے۔ فرمایا لوگو پہلے قربانیاں مکہ میں کرتے تھے۔ اس سال قربانیاں کربلا میں کریں گے۔

کربلا کے میدان میں سارے اپنے خیمے ڈال رہے تھے۔ امام قاسم جب مدینے سے چلے کربلا کی جانب آپ نے اپنے مکان کی چھت پر ایک پیالے میں پانی ڈالا۔ روزانہ۔ فرمایا پرندے بھوکے پیاسے آتے ہیں۔ میرے دروازہ سے کوئی پرندہ بھوکا خالی نہ جائے۔ پانی پی کے جائے دانہ کھا کے جائے۔ پرندے صبح و شام آتے تھے۔ امام قاسم جب مدینے سے چلے اپنے چچا امام ابو حنیفہ کو کہا۔ کہ آپ کو پیسے دیں۔ میرا ایک کام کرنا۔ چھت پر پانی ڈال دینا۔ وصیت کر کے چلے گئے۔ امام ابن حنفیہ کو یاد ہی نہیں وقت گزرتا جا رہا تھا۔ صبح و شام پیالہ بھر دیتا۔ فرماتے ہیں میں حیران ہو پانی ڈال کے بیٹھا رہتا مگر پرندے نہ آئے۔ تو پرندے کہاں گئے ہو سکتے

سے اڑ گئے نیں دلدار دلاں دے وطنوں چک مہاراں

اجڑی بستی نظر پئی آوے کنڈ دتی جد یاراں۔

میدان کربلا میں شہادتیں ہے

علی کا گھر ہے کیا گھر ہے کہ جس گھر کا ہر اک بچہ جب دیکھو شیر خدا معلوم ہوتا ہے

Mabbas

٢٧ — ٠٦ — ٢٠٢٥

٢ — ١ — ١٤٤٧

جمعۃ المبارک ٩ — ٠٠ PM

۶۴۔ سیّدنا امام زین العابدینؒ رضؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب ۰ عزیزان گرامی
میدان کرب وبلا کے دو راوی ہیں۔ جنہوں نے میدان کربلا کا امتحان اپنی آنکھوں سے دیکھا اور لوگوں
تک پہنچایا۔ ہم اہلسنت تک جو بھی روایت ان دونوں سے پہنچی ہیں وہ الحمد اللہ ہم تسلیم کرتے
ہیں۔ ایک سیدہ زینبؓ ہے۔ دوسرا امام زین العابدینؓ ہیں۔ سید امام زین العابدینؒ کی سیرت کے چند
گوشے حاضر خدمت ہیں۔ علی کا گھر بھی کیا گھر ہے۔ شیروں کے بیٹے بھی شیر ہی ہوتے ہیں
امام زین العابدین اس کے بیٹے ہیں۔ جو شیر ہے خدا کا امام حسین کی اولاد پاک ہیں۔ سارا سیدوں
کا نظام امام زین العابدین سے تسلسل جاری ہے۔ امام حسن کی جتنی بھی اولاد ہے۔ امام حسن کے بیٹے
امام حسن مثنیٰ۔ مگر امام حسین کی جتنی اولاد ہے۔ یہ ساری امام زین العابدینؓ کی اولاد میں سے
ہیں۔ حضور غوثؓ حسنی حسینی سید ہیں۔ کہ ماں امام حسین کی اولاد ہے اور باپ امام حسن کی اولاد ہے
امام حسن کے اور بھی بیٹے تھے۔ مگر آج بھی حسنی سید تھوڑے ہیں۔ حسین کا ایک ہی تھا۔ مگر حسینی
سید بڑے ہیں۔ آپ کا اصل نام علی بن حسین ہے۔ زین العابدین آپ کی کنیت ہے۔
آپ کو مسافر کربلا بھی کہا جاتا ہے۔ بیمار کربلا بھی آپ کا ہی نام تھے امام زین العابدین ۲۵ جمادی
الاولیٰ ۳۸ ہجری کو حضرت بی بی شہر بانوؓ کے بطن سے دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ میدان کربلا میں امام
حسینؓ کے سارے بیٹے شہادت سے منور ہوئے۔ امام زین العابدین واقعہ کربلا کے وقت شدید بیمار رہے۔
بخار سے بیہوش تھے۔ اس لیئے آپ میدان کربلا میں شہادت نوش نہ کر سکے۔ مگر بعد میں آپ نے
جام شہادت ہی نوش فرمائی ہے۔ اور کربلا کے واقعے کے بعد جتنے دکھ تھے۔ یہ سارے امام زین العابدین
کو برداشت کرنے پڑے۔ امام زین العابدین کا کردار ہے۔ جس نے واقعہ کربلا سارا اپنی آنکھوں سے دیکھا
ہے۔ ہر ایک کو جاتے دیکھا پھر شہید ہوتے دیکھا۔ پھر اپنے والد گرامی امام حسین کی عظیم شہادت کو اپنی
آنکھوں سے دیکھا۔ واقعہ کربلا کے بعد جتنے واقعات گزرے۔ اک اک کا گواہ زین العابدین تھے۔ یہ
امام زین العابدین ہے واقعہ کربلا کے بعد ساری عمر کسی نے مسکراتے نہ دیکھا۔ جب بھی کسی نے امام زین العابدین
کو دیکھا تو روتے دیکھا۔ آپ عظیم کردار ہے۔ کہ واقعہ کربلا سے پہلے اور بعد تک آخری دم تک عبادت
الہیٰ کا کیا کمال ہوگا۔ جس کا نام ہی زین العابدین ہے۔ عابدوں کی خوبصورتی۔ پانچ وقت فرض نمازوں
کے علاوہ، آخری دم تک ساری ساری عبادت کرتے ہیں۔ اور وظائف اتنے پڑھتے ہیں۔ دیکھنے والے
کہتے ہیں کہ پوری اک جماعت ہو۔ اک دن میں اتنے نفل نہیں پڑھ سکتے۔ جتنے امام زین العابدین پڑھتے
تھے۔ یہ امام حسین کا بیٹا اور علی کا پوتا ہے۔ اتنا عظیم عبادت گزار ہے کہ امام زہری فرماتے ہیں۔ حضرت سعید

بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کے اندر امام زین العابدین سے بڑھ کے پرہیزگار دیکھا ہی نہیں
امام زین العابدین جب وضو فرماتے تھے۔ وضو کرتے کرتے آپ کا رنگ کبھی زرد ہوتا ہے کبھی سرخ ہو جاتا ہے۔
ہمیشہ زندگی میں جب وضو فرماتے تھے اسی طرح کا عالم ہوتا تھا۔ کسی نے عرض کی حضور وضو کرتے رنگ کیوں تبدیل
ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کتنی بڑی بارگاہ میں کھڑا ہونے لگا ہوں۔ وہ زندگی امام صاحب کی اللہ
کی عبادت کرتے گزری ہے۔ کربلا کے واقعے کے بعد امام کی عبادتوں میں مزید نکھار آ گیا۔ سلطان باہو نے
اپنے ایک بیان میں امام زین العابدین کی پوری زندگی کا کردار بیان فرمایا ہے۔ سے

جیوندیاں مر رہنا ہووے تاں بھیس فقیراں رہیے ہو۔ جے کوئی سٹے گودڑ وانگ اروڑی دا سہیے ہو۔
جے کوئی دیوے گالی آولاما اس کو جی جی کہیے ہو۔ قادر دے ہتھ ڈور اساڈی باہو جیوہ رکھے تیوہ رہیے ہو۔

بس یہی زندگی ہے امام زین العابدین کی۔ جو بھی آسمان سے مصائب آ رہے ہیں۔ پی کر کے جھیلتے جا رہے ہیں
امام زین العابدین ایسے عبادت گزار ہیں۔ سیرۃ کی کتابوں میں آتا ہے ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک
گھر میں آگ لگ گئی۔ لوگ آگ بجھا رہے تھے۔ امام زین العابدین نماز پڑھی جا رہے تھے۔ لوگ آوازیں دے رہے تھے۔
یا ابن رسول اللہ۔ اے رسول اللہ کے بیٹے سب کچھ سارا گھر جل گیا۔ جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا۔ دھواں
اٹھتا دیکھ کے فرمانے لگے یہ آگ کب لگی ہے۔ عرض کی حضور آپ نماز پڑھتے رہے۔ آپ کو بڑی آوازیں دیں کہ حضور
آپ نے نہ سنا۔ فرمایا جب تم یہ آگ بجھا رہے تھے۔ میں دوزخ کی آگ بجھا رہا تھا۔

آپ کو زین العابدین اس لئے کہا جاتا ہے۔ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے۔ شیطان سانپ کی شکل
میں آیا۔ وہ آپ کے ارد گرد گھومتا رہا۔ کہ میں اس کو دنیا کے لعب میں مشغول کر دوں۔ علی کا پوتا تھا نا۔ وہ علی
جس کو تیر لگا۔ لوگ رو رہے تھے۔ جیسے آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا مجھے درد کیوں ہو رہا ہے۔ عرض کی حضور
تیر لگ گیا ہے۔ لوگ نکالنے لگے تو امام حسن فرماتے ہیں۔ اس طرح نہ نکالو۔ میرے ابا جان کو نماز کی نیت کرنے دو
آپ نے دوبارہ نیت کی۔ تو لوگوں نے تیر نکال لیا جب سلام پھیرا تو فرمایا کیا تیر نکال لیا ہے۔ فرمایا رب کعبہ کی
قسم اللہ کے ساتھ بات کر رہا تھا۔ نہ تیر لگنے کا پتہ ہے نہ نکلنے کا پتہ ہے۔ امام زین العابدین پوتا اس علی کا
ہے۔ شیطان سانپ بن کے ساری رات چکر لگاتا رہا۔ امام زین العابدین دھیان ہی نہیں کرتے۔ نفل پڑھتے
رہے۔ شیطان نے جب دیکھا کہ امام صاحب عبادت میں اس طرح مشغول ہیں میری طرف توجہ ہی نہیں کی۔
اس نے آپ کے پاؤں کے انگوٹھے کو منہ میں ڈال لیا۔ امام عبادت کر رہے ہیں۔ اس نے زور سے کاٹا۔ عبادت
کر رہے ہیں۔ سلام پھیر کر دیکھا۔ پتہ ہے کہ تم شیطان ہو۔ جب شیطان سانپ سے اصل صورت میں آیا۔
اور دوڑتا جا رہا ہے۔ اور ساتھ کہتا بھی جا رہا تھا۔ کہ آپ واقعی زین العابدین ہیں۔ اس دن کے بعد آپ کا نام ہی

زین العابدین ہو گیا۔ یہ وہ زین العابدین ہے جس نے میدان کربلا میں اپنی پھوپھو کو کربلا کے میدان میں
نماز تہجد پڑھتے دیکھا ہے۔ اس نے میدان کربلا میں اپنے والد گرامی امام حسین کو خنجر کے نیچے نماز پڑھتے
دیکھا۔ جس نے مولا علی المرتضیٰ کے سجدے دیکھے۔ جو علی کے کاندھوں پر کھیلا ہوا۔ علی کا پوتا ہو۔ ایسا
عبادت گزار ہے۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے چھوٹے بیٹے امام باقر رضہ بچپن میں چلتے چلتے پانی کے
کنوئیں میں گر گئے۔ آپ کی بیوی واویلا کر رہی حضور بیٹا کنوئیں میں گر گیا ہے۔ امام زین العابدین نماز پڑھتے
رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جا کر کنوئیں پانی نیچے گیا۔ امام باقر کو اٹھا کر باہر نکالا۔ ماں دیکھ کے
حیران ہو گئی۔ باقر کا ایک بال بھی گیلا نہ ہوا۔ بیوی کی طرف دیکھ کے فرمایا اگر تیرا ماں کے بیٹے کو کنوئیں
سے نکالنا پڑ جاتا۔ پتہ نہیں بیٹا ڈوب جاتا۔ فرماتے ہیں میں نے سودا بہتر سا ٹھیک کیا۔ میں نے سودا
اپنے مالک سے کیا ہے۔ اس سے سودا کر لیں تو نقصان نہیں ہوتا ــــ

امام زین العابدین صرف عبادت گزار ہی نہیں تھے۔ یہ وہ تھے جو خاندانِ رسول کے افراد تھے۔ ان
کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حضور علیہ السلام کی سیرت کے مطابق تھا۔ امام زین العابدین کی بارگاہ میں ایک
بندہ بڑی دیر تک گستاخیاں کرتا رہا۔ ایسے الفاظ بولے جو ہماری زبان زیب نہیں دیتی۔ امام زین
العابدین خاموشی سے سنتے رہے۔ سن سن کے ارشاد فرمانے لگے۔ تیرے تک ہماری غلط باتیں پہنچی
ہیں۔ ویسے کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتاؤ۔ ایک جبہ مبارک جو اور پانچ ہزار درہم عطا فرمائے۔
وہ ہنسوں کے عرض کرنے لگا حضور چیک کر رہا تھا۔ ــ

ــ مالاں والے سخی نہیں ہوندے سخیاں نال نہیں ہوندے
اچھے اوتے دو ہیں جانیں سخی کنگال نہیں ہوندے۔

ایک مرتبہ آپ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ نے پوچھا کون ہو۔ اس نے عرض کی حضور ایک حاجت مند
ہوں۔ امام نے دروازہ کھول دینا۔ کیا حاجت ہے۔ کہنے لگا مجھے فلاں چیز چاہیے۔ امام نے اندر بلا لیا اس کی حاجت
پوری کر دی۔ دروازے پر چھوڑنے آئے۔ اس نے کہا زین العابدین کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے۔ فرمایا
میں تجھے جانتا ہوں۔ تم کربلا میں میرے والد کے قاتلوں میں کھڑے تھے۔ ان میں شمار تھے جنہوں نے میرے والد
حسین کو شہید کیا۔ دست بستہ عرض کی حضور آپ کو معلوم ہے کہ میں تیرے والد کا قاتل ہوں۔
پھر بھی اتنی عنائتیں کر رہے ہو۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رو کے فرمایا وہ وقت اس وقت ہم تیرے مہمان
تھے۔ اور آج تو میرا مہمان ہے۔ جو تجھ سے ہوا تو نے کیا۔ اور آج تم میرے مہمان ہے جو مجھ سے ہوا میں نے کیا۔
جو مجھ سے سیکھا ہے۔ واہ زین العابدین تیری عظمت پر قربان جائیں۔ (۲۰۰۷)

اس آدمی نے کہا میں نے گستاخی کی ہے۔ آپ نے جو دیا ہے اس کا پانچ ہزار دیتے ہیں - میں تو چیک کر رہا تھا کہ نانے والی عادات ابھی تک ہیں - آپ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں ہے یہ خون تو رسول کا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ہاں۔ اس نے کہا میں مان گیا کہ واقعی آپ خون رسول ہیں۔ —

— اللہ اللہ نبی کا گھرانہ یہ گھرانہ بڑا وراء الوراء ہے۔

امام زین العابدین تشریف فرما ہیں۔ وقت کے خلیفہ دمشق کے حکمران جس نے آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی ہیں۔ آپ کے گلے میں لوہے کے طوق ڈالے ہیں - امام زہری - امام زین العابدین کا شاگرد ہے۔ مگر بلک بلک کے رو رہا ہے۔ کہنے لگا حضور کاش کبھی میں آپ کی جگہ ہوتا - یہ بیڑیاں میرے پاؤں میں آجاتی۔ یہ لوہے کے طوق میرے گلے میں آجاتے۔ زہری کا رو رہے ہیں۔ امام زین العابدین نے فرمایا۔ رونا نہیں امام زین نے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔ کڑیاں ٹوٹ کر زمین پر جا گریں آپ نے پاؤں کی طرف دیکھا۔ تمام لوہے کے کڑے زمین پر گر گئے۔ گلے کے طوق بھی گر گئے - زہری نے عرض کی حضور سمجھ نہیں آئی - آج تو ایک نگاہ اٹھائی ہے ساریاں بیڑیاں ٹوٹ گئیں - کربلا سے بیڑیاں پہن کے چلے تھے آٹھ سو میل کربلا سے دمشق تک پیدل چل کے گئے ہیں۔ عرض کی آپ امام وہاں بیڑیاں کیوں نہ توڑیں امام زین العابدین رونے لگے - فرمانے لگے اے زہری - یہاں میرا تیرا بات ہے۔ وہاں اس کی اور میری بات تھی - امام زین العابدین حسین کا وہ لعل ہے۔

چڑیاں چھت پر بول رہی تھیں - امام زین العابدین اپنے دوستوں کو فرما رہے تھے۔ یہ چڑی فلاں تسبیح پڑھ رہی ہے۔ یہ چڑی فلاں تسبیح پڑھ رہی ہے ——— وہ کمال جو اللہ نے داؤد نبی کو عطا فرمایا تھا - کہ پرندوں سے کلام فرماتے ہیں۔ وہ کمال اللہ نے حسین کے بیٹے کو عطا فرمایا ہے۔ جانوروں کی بولیاں سمجھتے ہیں - ایک دن ہرنی آئی - اور ہرنی زور زور سے اپنا پاؤں زمین پر مار رہی تھی۔ اور زور زور سے بول رہی تھی۔ دوستوں نے عرض کی حضور یہ ہرنی کیا کہہ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا ہرنی مجھے کہہ رہی ہے کہ فلاں قریشی نے بچہ شکار کر لیا ہے۔ حضور تین دن ہو گئے ہیں میں نے اپنے بیٹے کو نہیں دیکھا۔ حضور اس قریشی کو کہہ دو کہ میرا بیٹا واپس کر دے میں دودھ پلا کر واپس کر دوں گی۔ قریشی کو پیغام بھیجا گیا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے واقعی آج تین دن ہو گئے ہیں ہرنی کا بچہ شکار کر کے لایا ہوں - آپ نے حکم دیا کہ واپس کر۔ ہرنی نے دودھ پلایا تو آپ کے قدموں میں رکھ دیا - امام زین العابدین رونے لگے اور قریشی کو فرمانے لگے۔ اگر میں حکم دوں کہ اس کو واپس کر دے۔ اس نے واپس کیا۔ اور

آپ کی سیرۃ کی کتابوں میں آتا ہے کہ ہرنی بیٹا لے کر دوڑتی جا رہی تھی۔ اور اونچا بولتی بھی تھی۔ لوگوں نے پوچھا حضور کیا کہہ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے شکریہ مہربانی آپ نبی کے نواسے آپ نے میرا بیٹا واپس لے کر دیا ہے۔

ایک دفعہ آپ میدان میں جا رہے تھے۔ گھر والے اور غلام ساتھ ہیں۔ ایک ہرنی کو آواز دے کر فرماتے ہیں۔ ادھر آؤ۔ میرا نام علی ہے۔ میں امام حسین کا بیٹا ہوں۔ نبی کی بیٹی فاطمۃ الزہرا کا بیٹا ہوں۔ وہ ہرنی قریب آ کر قدم چوم رہی ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں وہ ہرنی دسترخوان پر آ کر سب کے ساتھ کھانا کھا رہی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہرنی چلی گئی۔ کسی نے عرض کیا حضور ایک بار پھر بلائیں۔ ہرنی کی طرف دیکھ کے فرمانے لگے ادھر آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ میں علی فاطمہ کا بیٹا ہوں۔ حسین کا بیٹا ہوں۔ ہرنی دوبارہ کھانا کھانے لگی۔ کسی نے ہرنی کو دبکایا۔ ڈرایا۔ ہرنی دوڑ گئی۔ عرض کی حضور جانوروں کی بولیاں کیسے سمجھتے ہو۔ فرمایا تجھے خبر نہیں ہے میں بیٹا اس نبی کا ہوں۔ جو پتھروں کے ساتھ بھی کلام فرماتے تھے۔ امام زین العابدین ایک دن نماز پڑھ رہے تھے۔ غیب سے ایک رات آواز آئی۔ دنیا و آخرت کے طالب کدھر ہیں۔ اس دور میں کون ہے جو اکٹھا دنیا کا بھی طالب ہے اور آخرت کا بھی طالب ہے۔ رات کو جنت البقیع سے آواز آئی۔ وہ کون ہے جو ایک ہی زین العابدین ہے۔ جو دنیا میں رہ کے آخرت کا طالب ہے

امام زین العابدین کی سیرۃ طیبہ پہ باتیں بھی موجود ہیں۔ کہ امام زہری رح جیسے مفسر کی عمر امام زین العابدین کے ساتھ گزاری ہے۔ مرید بھی ہے اور شاگرد بھی ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں امام زین العابدین سے بڑھ کے پرہیزگار نہیں دیکھا۔ ہر رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا۔ بردبار انسان نہیں دیکھا۔ امام زین العابدین کی جب آخری رات تھی حیات طیبہ کی تقریباً آپ کی عمر مبارک ۵۷ سال ہے۔ میدان کربلا میں آپ کی عمر مبارک ۲۲ سال تھی۔ آخری رات ہے۔ امام باقر بیٹے کو فرمانے لگے کہ بیٹا وضو کیلئے پانی لاؤ۔ رات اندھیری تھی۔ امام باقر فرماتے ہیں میں وضو کیلئے پانی لے کے آیا تو امام زین العابدین نے پانی دیکھا بھی نہیں فرمانے لگے یہ پانی گرا دو۔ اور لے کر آؤ۔ امام باقر فرماتے ہیں میں پانی لے جا کر جب روشنی میں دیکھا۔ تو پانی میں چوہا مرا ہوا تھا۔ یہ آپ کی کرامات میں سے تھا۔ کہ جانوروں کے ساتھ بھی باتیں کرتے ہیں۔ چڑیوں کی تسبیح کی آواز بھی سمجھتے ہیں۔ جس جانور کو بلاتے ہیں۔ وہ آپ کے قدموں میں آ جاتا ہے۔ اور ساری رات عبادت کرتے ہیں۔ ساری زندگی مسکراتے نہیں دیکھا۔ امام زین العابدین ۲۵ محرم الحرام کو آپ کو عبدالملک بن مروان نے اور آپ کے بیٹے نے زہر دے کر شہید کیا۔ کربلا میں شہید تو نہ ہوئے۔ مگر امام زین العابدین نے ۵۷ سال کی عمر میں شہادت کی موت کو قبول فرمایا۔ حضرت داتا صاحب نے امام زین العابدین کی سیرت پہ بے شمار باتیں لکھی ہیں

جن کو پڑھ کے ہم اہلسنت کا سینہ فخر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ کہ شکر ہے کہ ہم نبی کی اہلبیت اطہار سلام اللہ ہیں۔ جن کی اتنی عظمتیں ہیں۔ داتا علی ہجویری نے کشف المحجوب میں فرمایا ہے۔ آخر میں اتنی عظیم شان میں لکھ کے فرماتے ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ یہ تو بہت تھوڑی ہیں۔ امام زین العابدین میرے لفظوں کا محتاج نہیں۔ آپ کی شان میں تو وراء الورا ہیں۔ حالانکہ داتا صاحب خود بھی حسنی سید ہیں۔ داتا صاحب امام حسن کی اولاد میں سے ہیں۔ زین العابدین کی عظمتیں لکھ کے فرماتے ہیں۔ جو میں نے لکھا ہے یہ بہت تھوڑا ہے

نبی محبوب اک وی نہیں کوئی تیرے نال دا کوئی بھی گھرانہ نہیں ثانی تیری آل دا۔

میدان کربلا میں امام حسین کا آخری وقت ہے۔ امام حسین جب جانے لگے میدان کی طرف امام زین العابدین کے خیمے میں آئے۔ امام زین العابدین اپنے باپ کو دیکھنے لگے۔ اٹھ کے کربلا کی طرف دوڑنے لگے۔ دروازے کے قریب بیماری کی حالت میں گر گئے۔ امام حسین نے اٹھا کر چارپائی پر ڈال دیا۔ عرض کی حضور آپ وہاں جا رہے ہیں جہاں علی اصغر گئے۔ علی اکبر گئے۔ امام قاسم گئے۔ تو امام نے فرمایا بیٹا تم یہاں ٹھہرو تمہارا کربلا میں حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ میری نسل تم سے چلے گی۔ آقا جی تمام نے شہادت کو اپنے اپنے زخم دکھائیں گے اپنی شہادتیں پیش کریں گے۔ میں قیامت میں سیدہ زہرا کو کونسا منہ دکھاؤں گا۔ عرض کی بابا جی مجھے کربلا جانے دو۔

اتوار

۲۹-۰۶-۲۰۲۵

۰۳-۰۱-۱۴۴۷

۰۶-۵۶-۰۰ PM

۶۵- کراماتِ اولیاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک ــــ رفیقا ۔ میں جو اللہ کی
اطاعت کرے اور اس کے رسول کی فرمایا میں انعام عطا کروں گا ۔ جن پر میں انعام فرمایا ہے ان لوگوں کا
ساتھ عطا کروں گا ۔ یا اللہ وہ کون ہیں ۔ اللہ نے فرمایا وہ چار گروہ ہیں ۔ جن پر میں نے انعام اور نعمتیں
کا نزول فرمایا ہے ۔ فرمایا پہلا گروہ من النبیین ۔ انبیاء کا گروہ ہے والصدیقین سچے لوگوں کا گروہ والشھداء
شہیدوں کا گروہ والصالحین ۔ اور چوتھا ولیوں کا گروہ ۔ اللہ نے ارشاد فرمایا تم اللہ کے اور رسول کے سچے
وفادار بن جاؤ میں ان لوگوں کا ساتھ عطا کروں گا ۔ جو میرے یار ہیں ۔ نبیوں صدیقوں شہیدوں اور ولیوں
کا ساتھ دوں گا ۔ یا اللہ کن لوگوں کو ساتھ دے گا ۔ فرمایا ان کو جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے
معلوم ہوا اگر اللہ رسول کے وفادار بن جائیں ۔ نبیوں شہید صدیقوں ولیوں کا ساتھ ملے گا ۔ یا اللہ یہ چاروں
کون ہیں ۔ اللہ نے ارشاد فرمایا ومن یطع اللہ والرسول ــــ رفیقا ۝ اللہ نے فرمایا یہ بڑے اچھے ساتھی ہیں ۔
انبیاء اچھے ساتھی ہیں ، صدیق اچھے ، شہید ولی اچھے ساتھی ہیں ۔ کسی بزرگ سے پوچھو بابا جی میں نے
دوست بنانا ہے تو کس کو بناؤں بابا جی نے کہا میری زندگی کا تجربہ ہے ۔ اچھا ساتھی وہ ہوتا ہے ۔ جو مشکل
میں کام آسکے ۔ اللہ نے ارشاد فرمایا نبی صدیق شہید اور ولی بڑے اچھے ساتھی ہیں ۔ اچھا دوست
کو مشکل میں کام آتا ہے اللہ نے ارشاد فرمایا دوستی میرے دوستوں کے ساتھ کرلو ۔ دنیا کا اصول بڑا
اچھا نہیں ہو ۔ وہ دوستی قبر تک نبھاتا ہے ۔ دوستی میرے دوستوں سے کرلو ۔ یہ بڑے اچھے ساتھی ہیں جہاں
دنیا کے دوست کی دوستی ختم ہو جاتی ہے ، میرے دوستوں کی دوستی شروع ہو جاتی ہے فرمایا میرے
دوستوں کی دوستی قبر سے آگے شروع ہوتی ہے ۔ سلطان باہو ۔

نہ رب عرش معلی اُتے تے رب خانے کعبے ہو ۔ نہ رب علم کتابی لبھا تے رب وچ محرابے ہو
گنگا تیرتھ اصول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ہو ۔ جد دا مرشد ایہہ ملیا میرا کامل باہو میرے چھٹ گئے کل عذابے ہو

مشکل وقت دنیا میں آجائے ولی کام آجاتے ہیں ۔ مشکل وقت قبر میں آجائے ولی کام آجاتے ہیں ۔ مشکل
وقت حشر میں آجائے ولی کام آجاتے ہیں ۔ اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب الافادات الیومیہ (۲۳۱-۱)
میں لکھتے ہیں کہ غوث پاک کا معتقد مر گیا ۔ قبر میں گیا تو منکر نکیر آگئے تو انہوں نے اٹھا کے
پوچھا ۔ من ربک ۔ تیرا رب کون ہے ۔ اس نے جواب دیا میں تو غوث پاک کا معتقد ہوں ۔
تین سوال کیے ۔ اس نے تینوں سوالوں کا جواب ایک ہی دیا ۔ گاؤں کا کوئی کمی ہو تو نمبردار
پکڑ کے لے جائے ۔ تو اس کو فکر نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں جس کا کام کرتا ہوں ۔
جنت اور جہنم کے فرشتے آگئے ۔ یا اللہ کہاں لے جائیں ۔ اللہ نے فرمایا اس کو جنت میں لے جاؤ فرشتوں نے

کہا یا اللہ اس کو تو جواب بھی نہیں آیا۔ فرمایا فرشتو اس کو جنت میں لے جاؤ۔ یہ ساری عمر عبدالقادر کے
کپڑے دھوتا رہا ہے میں قادر اس کا دل دھوتا رہا ہوں۔ فرشتے کہیں گے یا اللہ جا رہے ہیں۔ اس لیے کہ ولی محشر
میں کام آجاتے ہیں۔ یا اللہ اس کو جواب کوئی نہیں آیا۔ اللہ نے فرمایا جواب تو اس نے ٹھیک دیئے ہیں تمہارا
سمجھ میں نہیں آئے۔ یا اللہ کیسے؟ فرمایا جب تم نے سوال کیے رب دین رسول۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں
غوث پاک کا دھوبی ہوں۔ تمہیں بتایا چاہتا تھا کہ جو ساری عمر غوث پاک کے کپڑے دھوتا رہا ہے اس کو
رب دین رسول کا بھی پتہ نہیں ہے۔ خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں ـــــ
ـــ عملاں والے لنگھ پار گئے بے عملے غوطے کھاندے۔ غلام فرید اے محمد بن نہیں وسیلے ہوندے کامل پیر جیہا [illegible]
دریائے جہلم کو عبور کر جاتا ہو گا۔ پیر محمد شفیع چوراہی ـــــ خواجہ غلام محی الدین [illegible]۔ حافظ مہر دین
ولی کی کرامت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔ اور خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ حِکَایَتُ اَوْلِیَاءِ
جُنُودٌ مِّنْ جُنُودِ اللّٰہِ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہوتا ہے۔ ولیوں کی کرامت سنانے
سے شیطان کا لشکر دور ہو جاتا ہے۔ اللہ نے قرآن میں بار بار ولیوں کی کرامات کا ذکر فرمایا ہے۔
آصف بن برخیا نے تخت لا کر دیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی اصحاب کہف
کتے کا بھی ذکر ہے۔ اس نے کہا میں ان کتوں سے نہیں جو ولیوں کو بھونکتے ہیں ـــــ
ـــ نہ میں بھونکاں نہ میں ٹونکاں تے میں شور مچاواں ـــ خود سا نسبت اہے یا کمال لوکاں کتے میں کی بخشیا جاواں
اللہ نے پوری سورۃ کہف نازل فرمائی۔ پہلے غار کو جانتا ہی کوئی نہیں تھا۔ جب ولیوں کی نسبت ہو گئی۔ وہ کتا
ولیوں کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ اللہ نے کتے کے بیٹھنے کا ذکر فرمایا۔ ان کا کتا۔ معلوم ہوا کتے کی اوقات
کوئی نہیں ہے۔ جب کسی کا کتا بن جائے پھر کتا قرآن میں آ جاتا ہے۔ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ
ان کا کتا ان کے دروازے پہ بازو پھیلا کے بیٹھا ہے۔ اس کتے نے ہی بازو پھیلا لئے آنے والی امتوں کو بتایا۔
میں کتا ہو کر بتانا چاہتا ہوں۔ ولیوں کے دروازے پر تکبر سے نہ آنا۔ بلکہ عاجزی سے آنا۔ جو جھکو گا
وہی مل جائے گا۔ (۱۸-۱۵-۲۹) آیت نے بتایا کہ ولیوں کے پاس کیسے انداز میں آتے ہیں۔ مفسرین فرماتے
ہیں کہ تین سو نو سال تک اصحاب کہف اس غار میں سوئے رہے۔ اور جب غار سے باہر آئے تین سو نو سال
سے لوگ تک یہ اصحاب کہف سوئے رہے۔ اور فرشتے آکر ان کی کروٹ بدلتے رہے۔ کہ کہیں تھک نہ جائیں۔
مفسرین فرماتے ہیں فرشتے آکر ان کی کروٹ بدلتے رہے اور وہ جو کتا بیٹھا ہے اس کی بھی کروٹ بدلتے ہیں
سورج کے آنے سے کروٹ صبح و شام بدلتے رہے۔ معلوم ہوا کہ کتا ولیوں کے دروازے پہ نہیں جاتا
اگر کتا ولیوں کے دروازے چلا جائے تو کتا رہتا نہیں ہے۔ اس لئے مفسرین فرماتے ہیں کہ قیامت کو اس

کتے کو انسان کی صورت میں جنت میں بھیجا جائے گا۔ کیونکہ اس کتے کی نسبت ولیوں کے ساتھ ہو گئی ہے (
سے نہ مکھڑا نہ مکھڑے داتی دیکھدے نیں   اللہ والے چہرے وکھیں تے دل وکھیدے نیں۔

حضرت خواجہ سید محمد شاہ قبیوری (ؒ) شہر ربانی شرق پور کی گلیوں میں جا رہے تھے۔ سامنے ایک لڑکا
آیا اور بابا جی کو مذاق کر کے کہنے لگا۔ بابا ہمارے رب تو ہمارے سامنے ہیں۔ اگر آپ کا بھی کوئی رب ہے تو نظر
کیوں نہیں آتا۔ نوجوان نے کہا کہ بابا اپنا بھی رب دکھاؤ۔ بتاؤ آپ کا رب کہاں ہے۔ حضرت سید محمد اس
ہندو کے دل کے اوپر انگلی رکھی۔ فرمایا یہاں ہے۔ اللہ کے ولی نے معلوم نہیں کس ادا سے کہا۔ نوجوان
چیخاں مار کے بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا۔ کلمہ محمد کا پڑھ رہا تھا۔ (۱۰۔ ۴۔ ۳۴) اللہ تعالیٰ
نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ ۔ اے ایمان والو
متقی بن جاؤ۔ پرہیزگار بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی ۔ تتقون اللہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے انسانو عبادت کرو اللہ پروردگار کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے
پہلے لوگوں کو بھی پیدا کیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ عبادت کرو متقی بن جاؤ گے۔ عبادت الٰہی کرتے رہو
وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ اللہ نے فرمایا اب وسیلے کی تلاش کر۔ کسی وسیلے کی تلاش کر۔ اگر میری رحمت کی گردن
پر سوار ہونا چاہتا ہے تو میرے کسی ولی کے آستانے پر جانا ہو گا۔ مختلف اولیاء کا تذکرہ ——
عرض کی یا اللہ میں ولیوں کے پاس کیوں جاؤں تو تو میرا خالق ہے مالک ہے۔ میں جب بھی تجھ سے دعا کرتا
ہوں تو میری سنتا ہے اے اللہ تو تو میری شاہ رگ سے بھی نزدیک ہے۔ پھر مجھے ولیوں کے پاس کیوں
بھیج رہا ہے۔ میں تجھ سے نزدیک ہو کر مانگ لوں۔ یا اللہ میں ولیوں کے پاس کیوں جاؤں اللہ فرمایا
تجھے جانا پڑے گا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ۔ نحن اقرب الیہ من
حبل الورید ۔ واذا سالک عبادی عنی —— اذا دعان —— اللہ نے فرمایا میری رحمت نیک بندوں کے
قریب ہے۔ فرمایا میں شہ رگ کے نزدیک ہوں۔ فرمایا جب بندہ پکارتا ہے تو میں سنتا ہوں۔ سنتا ہی سارا
کی ہوں۔ مگر ماننا میں پیاروں کی ہوں۔ اللہ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ میں ولیوں کی شان بیان فرمائی ہے
کہیں فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف —— نحن اولیاء کم ۔ (نوافل کے ذریعے قرب)

ⵎ پیر مہر علی کا مقابلہ قادیانی ——

منگل
۲-۲۵ — ۰۷ — ۰۱
۱۴۴۷ — ۰۱ — ۰۶
۰۰ — ۴۶ — ۷   ۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ وما اتاکم الرسول فخذوہ ـــ جو تمہیں میرا رسول عطا فرمائے۔ وہ لے لو
جہاں سے میرا محبوب تمہیں روکے وہاں سے رک جاؤ۔ اللہ سے ڈر جاؤ۔ بے شک اللہ کی پکڑ
بڑی شدید ہے۔ اس آیت پاک میں اللہ نے جو جل جلالہ ارشاد فرمایا۔ جو تمہیں میرا رسول عطا کرے
وہ لے لو۔ اب سوچنے والی بات ہے کہ عطا کرنا صفت خدا کی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ
کسی سے نہ مانگو۔ نہ کوئی عطا کر سکتا ہے نہ کوئی دے سکتا ہے۔ کسی اور سے مانگیں تو شرک
ہو جاتا ہے۔ مگر یہاں اللہ نے خود ارشاد فرمایا۔ جو تمہیں میرا رسول عطا فرمائے وہ لے لو۔ حالانکہ عطا کرنا
حقیقی صفت خدا تعالیٰ کی ہے۔ اس کے علاوہ جو کوئی بھی کسی کو عطا کرتا ہے۔ وہ خدا کی عطا سے ہی عطا کرتا
ہے۔ اللہ کے محبوب نے جب فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر خدا کی خدائی کا اعلان فرمایا۔ اپنے خدا کی واحدنیت
کا اعلان فرمایا۔ کفار مکہ نے پوچھا محمد ابن عبداللہ ﷺ ہم 360 بتوں کی پوجا کرنے والے ہیں تو آپ ایک
خدا کی باتیں کرتے ہو۔ وہ خدا کون سے کام کرے گا۔ سال کے 365 دن ہیں اور ہم نے 360 خدا بنائے ہیں
ہر ایک دن ہر خدا کام کرتا ہے۔ ہر وقت کا خدا ہے۔ ہر کام کا خدا ہے۔ کہنے لگے تیرا خدا کونسے کام کرے گا۔
جس رب کی تم آپ باتیں کرتے ہو وہ رب کہاں ہے اور کیسا ہے۔ اللہ کے محبوب نے اپنے رب کی صفات
بیان فرمائیں ـــ اللہ نے فرمایا محبوب ہم آپ سے میرا پتہ پوچھتے ہیں ان کو فرما دو میں کونسا رب ہوں۔
قل اللھم مالک الملک ـــ تبارک الذی بیدہ الملک۔ قدیر ـــ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ
لیکون للعالمین نذیرا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا۔ جب
سرکار کافروں کو اللہ کی صفات یہی سناتے رہتے تھے۔ تو انہوں نے پوچھا یہ تو ہمارے رب کی شان ہے۔ تو پھر آپ
کون ہیں۔ اللہ نے فرمایا مازاغ کے ستارے والے میرے رب ۔(18---1) جب یہ کافر تیرا پتہ پوچھتے تھے
تو بتاتے آپ تھے۔ اور جب آپ کا پتہ یہ پوچھیں گے تو میں ان کو بتاؤں گا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا
وما اتاکم الرسول ـــ آپ نے توحید الٰہی کر کے میری عطاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔ اتاکم الرسول کہہ کر میں یہی
سے ہی بیان کروں گا۔ رسول فرماتے ہیں کہ اللہ عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے اللہ فرماتا ہے یہ بھی دیتے ہیں
وہ اللہ جس کو چاہے ملک عطا فرمائے۔ رسول بھی عطا فرماتا ہے۔ اللہ حقیقی طور پہ عطا فرماتا ہے اور رسول اللہ
کی عطا سے عطا فرماتا ہے۔ سوال کیا یا اللہ تو جس کو چاہتا ہے جس کو ملک عطا فرماتا ہے اللہ فرمایا
میں نے حبیب محمد کو چاہا ہے اتنا کسی اور کو چاہا نہیں۔ اللہ نے فرمایا۔ تمہیں کیوں برا لگتا ہے
کہ اللہ اور رسول نے تمہیں غنی کر دیا ہے۔ یہ بھی تو قرآن کا ہے۔ معلوم ہوا کہ رب بھی غنی کرتا ہے اور رسول
بھی غنی کرتا ہے۔ اگر آج ہم نبیوں ولیوں سے مانگیں تو لوگ شرک کہتے ہیں۔ باتیں کرتے ہیں۔

کہ شرک ہے۔ مگر صحابہ کبار کی زندگی دیکھو۔ انہوں نے جب بھی مانگا نبی سے مانگا۔ ہم لاکھوں
روپے لگا کر خانہ کعبہ دیکھنے جاتے ہیں صحابہ کرام کو کعبہ سامنے دکھتا تھا۔ اُن کو جب کسی چیز کی ضرورت
پڑتی ہے تو کعبے کی طرف نہ گئے۔ وہ کونین کے بادشاہ کے دروازے پر آ گئے۔ صحابہ کرام جانتے تھے
کہ اللہ بھی ان کو عطا فرماتا ہے جن کو مہر حسنین کا نانا لگا دے۔ اور جن کو آپ نہ دیں رب
بھی اُن کو کب دیتا ہے۔ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے دروازے پر حاضر ہو جاتے [illegible]
سلطانی) حضرت شاہ کی آنکھ سے لیے تو کعبہ رب نے ایک مرتبہ کہا ہے کہ تو بیت اللہ ہے۔ مگر
اللہ نے بیت کو ستر مرتبہ فرمایا ہے۔ وفی انفسکم۔ بیت اللہ رب کا گھر ہے اور رب
بیت اللہ میں نہیں سماتا اور بندے کو فرمایا ہے۔ وفی انفسکم۔ میں تیرے اندر ہوں۔ آسمان کو تو نے
کبھی دیکھا ہی نہیں۔ وہ رب اگر تیرے اندر میں ہو سکتا ہے۔ تو جو ہے یا اللہ کا محبوب۔
کیونکہ صحابہ دروازے پر جاتے ہیں کملی والے محبوب وہ آپ ہی ہیں جس سے رب ملتا ہے۔
راز اسرار نگہ عبادی۔ کملی والے جو آپ سے مہر پوچھتے ہیں تو آپ ان کو فرماتے ہیں میں قریب
ہوں۔ اے صحابہ جب تم نبی کے پاس ہوتے ہو تو رب قریب ہے۔ جو نبی کے قریب ہو جائیں
اللہ بھی انہیں ملتا ہے۔ (سلطان باہو)

نہ رب عرش معلٰی اُتے نہ رب خانے کعبے ہو۔ گنگا تیرتھ مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حساب ہو۔
عیب دل میں بغض رسول ہو تو ذہن میں بات اچھی نہیں آ سکتی۔ (۱۹-۸۲) صحابی نے نبی کی بارگاہ میں
عرض کی یا رسول اللہ آنکھ چاہیے۔ اگر ان کی باتیں تو نبی کو کہنا چاہیے تھا۔ وہ کعبہ ہے۔ وہ رب کا گھر ہے۔ وہاں جا کر
مانگو۔ آنکھیں تو رب دیتا ہے۔ آج تو لوگ کہتے ہیں کہ تمہارے نبی ولی تو مکھی نہیں بنا سکتے۔ قرآن کہتا ہے کہ مکھی نہیں
بنا سکتے۔ عزیزان گرامی مدار پیش کرو۔ یہ آیات تو اللہ نے بتوں کے بارے میں نازل فرمائیں۔ کہ جن کی پوجا کرتے
ہیں یہ تو مکھی نہیں بنا سکتے۔ وہ جو بتوں کے لیے آیات آئی تھیں ان ظالموں نے ولیوں اور نبیوں پر لگا دیں۔ اگر نبیوں
کی بات ہے کہ مکھی نہیں بنا سکتے۔ تو قرآن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ انی اخلق لکم
من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ آل عمران (۵۵-۱۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔
کہ میں مٹی کا پرندہ بناتا ہوں (مکھی نہیں) پرندہ۔ مٹی کا پرندہ بنا کر پاؤں کی ہتھیلی پر رکھتا فانفخ فیہ پھر اس پہ
پھونک لگاتے۔ پرندہ مٹی کا اڑ جاتا تھا۔ بے وقوف انسان تم مکھی کی بات کرتے ہو۔ تو پرندہ بنا کر اڑا
دیتے ہیں۔ مکھی بڑا گندا جانور ہے سارا جسم چھوڑ کر زخم پر بیٹھتی ہے کیونکہ یہ گندی۔ اور
لوگوں کے ذہنوں میں بغض رسول کا گند ہے۔ اُن کو گندی چیز دل لگی مکھی کا خیال آتا ہے۔ اور یہ جو میلاد

کالنگر لگانے والے ہیں ان کو دیکھ بھی خیال آیا ہے کہ محبوب کی صفات ولفظ کا ہی خیال آتا ہے۔ جب
ذہن میں بقصد رسول ہو۔ وہاں اچھی بات کیسے آسکتی ہے۔ قرآن پڑھ کر دیکھو پہلی سورۃ سے لے کر آخری
سورۃ تک سارا قرآن محمد ﷺ کی صفات کا تذکرہ ہے۔ صحابہ کرام نے طریقہ کی گلی والے محبوب سے ہیں تو آنکھ لینے
آیا ہوں۔ نبی نے بہت فرمایا کہ چلو رب سے طلب کرو۔ فرمایا اگر میں نہ دوں تو رب بھی نہیں دے گا۔
کو بینی کے والی نے اس صحابی کو نزدیک کیا۔ اور فرمایا کہ بتاؤ۔ آنکھ چاہیے کہ جنت چاہیے۔ سوداگری
نبی نے ارشاد فرمایا۔ کہ آنکھ بھی دے لیتے ہیں۔ اور جنت کی بھی ضمانت دیتا ہوں۔ قرآن میں اللہ فرماتا
ہے کہ ہم جنت بندوں کو دیتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا۔ ان
الذین امنوا وعملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلا۔ اولئک ھم الوارثون الذین
یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون۔ اللہ نے فرمایا یہی تو ہیں جو جنت کے وارث ہیں۔ اور
جو کسی چیز کا وارث ہو۔ وہ جس کو چاہے عطا کرے۔ اللہ فرماتا ہے تم اپنی زمین جائیداد سونے چاندی
درہم و دینار کا اپنی اولاد کو وارث بناتے ہو۔ اور میں نے اپنے ولیوں کو اپنی جنت کا وارث بنایا ہے
ایک دن حضرت علی نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں تشریف فرما ہیں۔ نبی پاک نے فرمایا اے علی وہ وقت کتنا
حسین ہوگا۔ یا رسول اللہ وہ کون سا۔ فرمایا جب دوزخ کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا۔ ساری دنیا اس
پل صراط سے گزر رہی ہوگی۔ جنتی گزر رہے ہوں گے۔ دوزخی اس میں گرتے ہوں گے۔ جی یا رسول اللہ۔ حضور نے فرمایا
بتاؤ تم اس وقت کہاں ہوگے۔ حضور نے فرمایا اے علی آپ پل صراط کے ایک کنارے پر کھڑے ہوں گے اے نبی اللہ
میں وہاں کیا کر رہا ہوں گا۔ میرے نبی نے فرمایا اے علی تیری کیا شان ہوگی۔ یا رسول اللہ کیسے۔ فرمایا اے علی آپ
پل صراط کے کنارے پر کھڑے ہو جاؤ گے۔ دنیا پل صراط پر سے گزر رہی ہوگی۔ اور آپ دوزخ کو فرما رہے ہوں گے
کہ اے دوزخ یہ تیرا ہے اور یہ میرا ہے۔ فرمایا جو تیرا ہوگا وہ دوزخ میں ہنس جائے گا۔ اور جو
دوزخی ہوگا۔ وہ تیرا نہیں ہوگا۔ یہ وہ ہیں جو نبی کے قدموں میں بیٹھتے ہیں۔ یہ جنت و دوزخ تقسیم
کرتے ہیں۔ (ابو بکر و علی کی ملاقات) سے میاں صاحب۔

چلھیا نا ایہہ ہتھ ولیاں دے ول تکن جو مس کیتا اے۔ ولیاں نوں رب طاقت بخشی اوہ لیکھے لیکھ مٹاوے۔

شاہ کو نبی نے فرمایا۔ میں آنکھ بھی دیتا ہوں۔ اور جنت بھی دیتا ہوں۔ ہم ایسے ہی نبی کی باتیں نہیں
کرتے۔ اسی لیے ہمیں حضور علیہ السلام کی عظمت ہمارے اکابر نے ارشاد فرمائی ہے۔ صحابہ کرام
نے آنکھ اپنے ہاتھ پر رکھی تھی۔ صحابی حضور کی طرف گیا۔ میں تو آنکھ لینے کیلئے آیا تھا۔ جنت کی بات تو
خود آپ نے فرمائی ہے کہ اے محبوب آپ کی زبان سے جو بات نکلے وہی تقدیر بن جاتی ہے

عرض کی اے محبوب اگر آپ نے سودا ہی کرنا ہے۔ تو آپ کی مرضی کا ہی کر لیتے ہیں۔ صحابی نے عرض کی اے
محبوب آنکھ میری مرضی سے دے دو۔ اور جنت اپنی مرضی سے عطا کر دو۔
(تجھ کو تجھ سے مانگ کر مانگ لی سارے کائنات) میری بھی آنکھ نکل گئی۔ آنکھ
دائیں ہاتھ میں رکھ کے۔ ہسپتال میں لکھا ہوتا ہے۔ کہ تھوکنا منع ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں انسان کی
تھوک سے وبا پھیلتی ہے۔ آپ کا تھوک تو ہر جیسا بنتا ہے۔ تم تھوکو وبا پھیلے۔ نبی تھوکے
تو ہر بیماری کی شفا بن جائے۔ اے محبوب آپ کے لعاب دہن پر صدقے جاؤں۔ نبی پاک نے لعاب
دہن لگا دیا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں میرا درد دور ہو گیا۔ اسی وقت میری آنکھ ٹھیک ہو گئی۔ فرماتے
ہیں رب کعبہ کی قسم ہے۔ اس آنکھ سے میں حضور کی زیارت کرتا رہا۔ ابوبکر کے دور میں
ابوبکر کی زیارت کرتا رہا۔ عمر فاروق کے دور میں بھی زیارت کرتا رہا۔ عثمان غنی کے دور
میں زیارت کرتا رہا۔ جب عثمان غنی کا دور آیا تو میں بوڑھا ہو گیا۔ رات کو بھی ایسے نظر
آتا تھا جیسے دن کو جیسے نظر آتا تھا۔ کیونکہ یہ آنکھ حسین کے نانے نے اللہ کی عطا سے عطا کی تھی۔
یہ وہ لوگ تھے جن کا قرآن پر یقین تھا اور رسول پر ایمان تھا۔ قرآن فرماتا ہے وما اٰتٰکم
الرسول فخذوہ کہ جو میرا رسول عطا کر دے لے لو۔ معلوم ہوا رسول عطا کرتا ہے تو ہم بھی مانگ سکتے ہیں۔
(واہ کیا بات ہے) امیر پا کا بارش طلب کرنا ۔۔۔ اس نے کہا۔ اے حبیب اللہ ہماری تو
نہ مانے مگر آپ کی تو مانتا ہے۔ ہم اس لئے ولیوں نبیوں کے پاس جاتے ہیں۔ اور جا کر دعا
مانگتے ہیں۔ میں تو شہ رگ سے بھی نزدیک ہوں۔ سنتا تو سارے لوگوں کی ہوں۔ مگر مانتا پیارے لوگوں کی ہوں۔
آٹھ روز بارش ہو گئی۔ یہ تو نبی کا مقام ہے۔ شاہ بسطام میں بارش نہ ہوتا ۔۔۔ نوجوان نے دعا
کی کہ یا اللہ بارش نازل کر دے۔ آنکھوں کا کمال جن آنکھوں نے بایزید بسطامی کو دیکھا ہے۔ یہ ان آنکھوں
کا کمال ہے۔ جو ہو بھی اللہ کا یار ۔۔۔
فرمایا جو رسول دے دیا وہ لے لو۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ نبی دیتا کچھ نہیں۔ بخاری نے فرمایا جنت تمہاری
ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور جنت سات آسمانوں کے بھی اوپر ہے۔ اس محبوب نے اتنی دور سے
جنت لا کر ماں کے قدموں میں رکھ دی ہے۔ ابھی بھی کہتا ہے کہ رسول کچھ نہیں دیتا۔ اور جب بابا
کی باری آئی۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں احادیث لکھی ہیں۔ حضور نے فرمایا کسی نے جنت کا
دروازہ دیکھنا ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں کسی نے درمیانی دروازہ دیکھنا ہے۔ صحابہ نے عرض کی
یا رسول اللہ دکھا دو۔ صحابہ نے یہ کہا کہ اے محبوب زمین پر بیٹھ کر جنت کا نظارہ کرنا ہو۔ صحابہ کو معلوم

تھا۔ کہ یہی ہو رہا ہے۔ جو زمین پر بیٹھ کر عرش کی باتیں کر رہے۔ یہی ہو رہا ہے۔ میرے بابا نے فرمایا کسی
نے جنت کا درمیان دروازہ دیکھنا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ دکھا دو۔ میرے بابا نے فرمایا۔ جاؤ اپنے
باپ کا چہرہ دیکھو۔ جس نے اپنے باپ کا چہرہ دیکھ لیا۔ گویا اس نے جنت کا دروازہ دیکھ لیا۔
آج لوگ کہتے ہیں کہ پاکپتن میں بابا فرید نے بہشتی دروازہ کیسے بنا لیا ہے۔ جنت تو آسمان
سے بھی اوپر ہے۔ دروازہ پاکپتن کیسے آ گیا ہے۔ میرے بابا نے فرمایا تجھے جنت کا ایک دروازہ نہیں
سمجھ نہیں آتا۔ میں محمد نے گھر گھر جنتی دروازے کھول دیئے ہیں۔ جنت میں دیواریں گزر کر نہ
جاؤ دروازہ سے گزر کر جاؤ۔ میرے بابا نے بشارت دی کہ یا جنت کا دروازہ تیرا باپ ہے
اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو دروازے کا خیال رکھنا۔ اگر دروازہ ہی نہ ہو جنت میں کیسے جاؤ گے
ماں کی شان سن سن کر باپ کو دھکے دینے والو۔ عظمت ماں کی بڑی ہے۔ شان ماں کی
بڑی ہے اس میں شک نہیں ہے۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اس میں شک نہیں
ہے۔ کبھی سوچا ہے اے نوجوان جس ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے (۳۹ — ۳۹)
ماں کے قدموں میں جنت ہو۔ اور روتی جا رہی ہے باپ کی پکار پر۔ جس کے قدموں کے نیچے جنت ہے وہ
جس کی روتی پکار رہی ہے۔ اس باپ کی کیا شان ہو گی۔ اولاد کی جنت ماں کے قدموں میں ہے۔
لیکن ماں کی جنت تمہارے باپ کے پاس ہے۔ اگر تیری ماں نے تیرے باپ سے جنت نہ لی تو تجھے
کہاں سے ملے گی۔ کملی والے محبوب نے جب ماں کی عظمت بیان فرمائی تو جنت ماں کے قدموں کے
نیچے رکھ دی۔ اور جب باپ کی باری آئی تو جنت کا دروازہ بنا دیا۔ سرور عالم نے باپ کی
عظمت بیان فرمائی تو میرے بابا نے فرمایا صبح اٹھ کر ایک مرتبہ خوش ہو کر اپنے باپ کا چہرہ دیکھے
اور مسکرائے۔ رب اس کے نامہ اعمال میں ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور دوسرا کا
ثواب عطا فرمائے گا۔ لاکھوں حاجی حج کر کے آئے لاکھوں کر کے آئیں گے۔ سب لگوٹ بالا ہو رہا
ایئرپورٹ پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور پوچھو کہ حاجی صاحب لاکھوں روپے لگا کر آئے ہو۔ اتنے مہینے گھر بار
چھوڑ کر گھر والوں کی جدائی برداشت کی ہے۔ پہاڑوں میں دوڑیں لگا کے آئے ہو۔ بڑی عمر میں اتنی دوڑیں
لگا کر آئے۔ بیمار ہو کر آئے ہو۔ اتنی محنت کر کے آئے۔ سعودی عرب والوں نے کوئی سرٹیفکیٹ دیا ہے
کہ تمہارا حج مقبول ہو گیا ہے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ حج کر کے آیا ہوں مگر مقبول
ہو یا نہ ہو گا۔ میرے بابا نے فرمایا کعبے میں لاکھوں روپے لگا کر آنے والوں معلوم نہیں مقبول ہوا کہ نہیں۔ فرمایا
آ جاؤ محمد سے گارنٹی لے لو۔ صبح اٹھ کے باپ کا چہرہ دیکھے مقبول حج کا ثواب ملتا ہے

عرض کی آپ ﷺ جو روز دو مرتبہ دیکھے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا دو حج کا ثواب ——— فرمایا میرے رب کے
کوئی ثواب کی کمی نہیں ہے۔ اگر کوئی ۱۰۰ مرتبہ والد کو دیکھے تو ۱۰۰ حج کا ثواب عطا فرمائے گا۔ صبح اٹھو
سے ۔ آج کل کے نوجوانوں کا کیا حال ہے کہ چوکوں میں اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں کرتا ہے مسکراتا ہے،
یوں ہی گھر آتا ہے والدین کو دیکھ کے ناراض ہو جاتا ہے: آج ہمیں لوگ کہتے ہیں کہ آپ والدین
کی بڑی عظمت سناتے ہو لیکن والدین کو اولاد کے حقوق بھی سنایا کریں۔ میرے والد میرے ساتھ زیادتی کرتا
ہے سختی سے بولتا ہے۔ اگر تم نے اپنے والدین کی سختی کو برداشت کر لیا تو ادب کون سا کیا۔
بس یہی عبادت ہے۔ اس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے وبالوالدین احسانا۔ یہ ہے والدین سے احسان
کرنا۔ اگر والدین جھڑکیں بھی ماریں تو سلام کرنا۔ مسکرا دینا یہی ادب ہے۔ حضرت ثابت بنانی حضرت
انس بن مالک کے شاگرد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک ہی چوک سے گزر رہا تھا۔ ایک نوجوان اپنے بوڑھے
باپ کو مار رہا تھا۔ لوگ اس کو طعن کر رہے ہیں کہ اچھا کر اپنے باپ کو مار رہے ہو۔ باپ خاموش کھڑا تھا
اور کہہ رہا تھا ثابت بنانی میرے بیٹے کو کچھ نہ کہنا۔ اس کا قصور کوئی نہیں ہے۔ پوچھا کیوں؟ عرض کی حضور میں
اسی چوک میں میں اپنے باپ کو مارتا تھا۔ آج میرا بیٹا مجھے مار رہا ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد کل
تمہارا ادب کرے۔ تو آج اپنے والدین کا ادب کرو۔ اپنے والدین کا احترام کرو ورنہ پوچھو ان سے جن
کا باپ نہیں ہے۔ اگر والدین کی قدر پوچھنا ہے تو پوچھو رسول ﷺ سے

آج روزے، حج، زکوٰۃ کرتے ہو کیوں کہ رب راضی ہو جائے۔ مگر سو سال عبادت کر کے بھی تجھے معلوم
نہیں کہ اللہ راضی ہوا کہ نہیں۔ میرے نبی نے فرمایا اگر تیرا جی چاہے کہ چیک کرو کہ رب مجھ پر راضی یا ناراض
صرف اس کا پیمانہ ہے صبح اٹھ کے اپنے والد کی طرف دیکھ کے۔ اگر تیرا باپ راضی ہے تو سمجھ جاؤ کہ تیرا
خدا راضی ہے۔ اگر باپ ناراض ہے تو سمجھ جاؤ تیرا رب ناراض ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تیرے باپ کی
رضا تیرے رب کی رضا ہے۔ تیرے باپ کی ناراضگی تیرے رب کی ناراضگی ہے۔ اگر رب کو راضی کرنا چاہتے ہو
تو اپنے باپ کو راضی کر لو۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کائنات میں تین بندے ایسے ہیں کہ جن کی بددعا اور رب کے درمیان
پردہ نہیں ہوتا۔ ۱۔ مظلوم۔ جس پر ظلم کرتا ہو اس کی بددعا سے بچو۔ ۲۔ مسافر۔ والد۔
اپنے باپ کی بددعا سے بچو۔ ماں کی دعا جنت کی ہوا لگنے والو۔ اگر ماں کی دعائیں لگتی ہیں تو باپ کی بددعا
بھی لگتی ہے۔ مانو ماں ٹھنڈک کا چاند ہوتی ہیں۔ اور باپ سورج ہوتا ہے۔ سورج ہوتا ذرا گرم ہے۔
اگر سورج نہ ہو تو اندھیرا چھا جاتا ہے باپ ہوتا ذرا گرم ہے۔ پوچھو ان سے جن کا باپ نہیں ہے۔ اگر باپ نہ
ہو تو کائنات میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ (میاں صاحب نے فرمایا)

ویر ویراں دے دردی ہوندے ویر ویراں دیاں باہواں ،

باپ سراں دا تاج محمد ماواں ٹھنڈیاں چھاواں .

باپ اور ماں کا موازنہ کوئی نہیں ہے۔ سارا قرآن پڑھ کے دیکھ لو۔ اللہ نے ماں کی عظمت بڑی بیان کی ہے مگر ماں کی پوری قرآن میں قسم نہ اٹھائی۔ مگر جب باپ کی باری آئی۔ تو اللہ نے فرمایا والد وما ولد فرمایا مجھے قسم ہے اس باپ کی۔ دوستو۔ سوچو اس کی کتنی شان ہو گی جس کی رب قسم اٹھا رہا ہے بڑی عظمتوں والا ہے تیرا والد گرامی۔ اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں بیان فرمایا ہے اس کا مفہوم ہے۔ حضور جب ہجرت فرما کر مدینے میں تشریف لائے۔ اگر گرد و اطلاع ہو گیا کہ سنا ہے کہ وہ رسول آیا ہے کہ جس پر راضی ہو جائے اس پر رب راضی ہو جاتا ہے۔ لوگ ہجرت کر کے اپنے شہر مدینے آ رہے ہیں۔ کہ رسول کو راضی کر دیں۔ ملک یمن میں ایک نوجوان ہے جس نے سن لیا۔ کہ مدینے ایک رسول آیا ہے۔ وہ راضی ہو جائے تو رب بھی راضی ہو جاتا ہے۔ اس کو خیال آیا کہ نمازاں روزے حج زکوۃ سے پتہ نہیں راضی ہو کہ نہیں۔ کہ چلو آسان کام کریں۔ مدینے چل کے اس کا محبوب راضی کریں وہ خود راضی ہو جائے گا۔ دوڑے مدینے کی طرف آئے جب مدینے کے قریب آ کر مدینے کی دیواروں کو بوسے دے رہا ہے اور مٹی کو بوسے دے رہا ہے۔ جب مسجد نبوی میں آ کر کہا کہ السلام علیک یا محمد۔ میں نبی کو دیکھا نہیں تھا۔ نبی پاک نے اشارہ فرمایا ادھر آ جاؤ۔ کملی والے کے قدم پکڑ کے کہنے لگا۔ آپ محمد ہیں۔ فرمایا ہاں میری ماں نے میرا ہی نام محمد رکھا ہے میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے نبی کے قدم پکڑ لیے۔ لباس پھٹا ہوا ہے۔ پاؤں پر چھالے پڑے ہیں۔ یا رسول اللہ آپ راضی ہو جاتے ہیں۔ کملی والے جلدی کرو مجھ پر راضی ہو جاؤ۔ نبی پاک نے کلمہ پڑھا کے مسلمان کیا۔ ایسی نبوت کی نگاہ سے اس کے گھر کو دیکھا۔ والدین کے بارے میں پوچھا۔ تو اس نے عرض کیا آقا میں یمن میں والدین کی اکیلی اولاد ہوں۔ میں جب چلنے لگا۔ میری بوڑھی والدہ نے مجھے سینے لگا کے۔ اس نے کہا تھا کر آ بیٹا مر جاؤ۔

۰۶ — ۰۷ — ۲۰۲۵

۱۰ — ۰۱ — ۱۴۴۷

اتوار

۰۶ — ۴۹ — PM

۶۴۔ شہیدانِ کربلا

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ــــــــ تشعرون۔

اے زمین کربلا تیرے نصیباں نوں سلام تیرے تے ستے ہوئے شہیداں نوں سلام
جس دے وچ زینب رہی ویراں نوں واجاں ماردی اس اتھرو ڈولدی شام غریباں نوں سلام۔

عزیزان گرامی! ذکر حسین کی محفل سجانا اصل میں حق ہی اہلسنت کا ہے۔ ہم اہلسنت والجماعت ذکر حسین کی محفل سجا کر ساری کائنات کو بتانا چاہتے ہیں۔ اصل میں اہلسنت جماعت وہ جماعت ہے۔ جو حسینی جماعت ہے۔ ہم حضور علیہ السلام کی ہر نسبت سے پیار کرنے والے ہیں۔ ہم حضور علیہ السلام کی اہلبیت کے بھی غلام ہیں۔ اور رسول اللہ کے تمام صحابہ کے بھی غلام ہیں۔ ہم ہر اس نسبت کا احترام کرتے ہیں۔ جس کا تعلق رسول اللہ کے ساتھ ہے۔ امام عالی مقام نور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کا چین ہیں۔ سیدہ پاک کے جگر کی رونق ہیں۔ مولا علی کی آنکھوں کا نور ہیں۔ ہم ذکر حسین کر کے اپنے آپ کو خوش فہمی میں ڈال لیتے ہیں۔ اللہ کی رحمتوں کا خود کو حقدار تو بنا رہے ہیں۔ درحقیقت ہم رسول اللہ کی آنکھوں کو بھی ٹھنڈا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس آیت پاک میں شہداء کی زندگی کو بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا۔ ولا تقولوا ــــــ فرمایا جو اللہ کے راستے میں مارے جائیں۔ ان کو موت اللہ کے راستے میں آجائے ان کو مردہ نہ کہنا۔ کسی چیز کی انکار کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ کسی کو کسی بات سے منع کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی بڑے راز کی بات ہو۔ اپنے دوست کے ساتھ اپنے محبوب کے ساتھ اپنے عزیز و اقارب سے کسی سے بڑے راز کی بات ہو۔ وہ بات سچ ہوتی ہے۔ کسی کو وہ بات بتانا نہیں۔ اللہ نے ارشاد فرمایا۔ ولا تقولوا لمن ــــــ وہ جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہنا۔ عرض کی یا اللہ ہم کیا کہیں۔ ارشاد فرمایا "بل احیاء" بلکہ وہ زندہ ہیں۔ تمہیں ان کی حیات کی سمجھ نہیں ہے۔ قرآن کا یہ فیصلہ ہے۔ جو شہداء کی زندگی کا انکار کرے اللہ فرماتا ہے اس کو عقل ہی نہیں۔ قرآن نے شہید کی زندگی کا سرٹیفکیٹ جاری فرما دیا ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا نماز پڑھو۔ نماز کا وقت نماز کا طریقہ نہیں ارشاد فرمایا۔ اللہ نے فرمایا حج کرو۔ حج کیسے کرنا ہے۔ کوئی طریقہ نہیں۔ اللہ نے فرمایا زکوٰۃ ادا کرو۔ مگر زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن فیصلہ کر رہا ہے۔ نماز اللہ نے فرمایا پڑھو۔ نبی پاک نے پڑھ کر ارشاد فرمائی ــــــ حج ــــ زکوٰۃ۔ مسائل حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اب قرآن فرما رہا ہے۔ کہ شہید کو مردہ نہ کہنا یا اللہ

کیوں فرمایا یہ نہیں نہ کہنا نہیں ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ نے اور طریقے سے ارشاد فرمایا۔
ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ ـــــ یرزقون ۝ جو میری راہ میں مارے جائیں
پہلے فرمایا اُن کو مردہ نہ کہنا۔ دوسرے مقام پر اللہ نے فرمایا اُن کو تصور بھی نہ کرنا۔ فرمایا زبان کے
سے تو کہنا بڑی دور کی بات ہے۔ فرمایا اپنے دل میں سوچنا بھی نہیں۔ کہ شہید مردہ ہے
بلکہ وہ زندہ ہیں۔ فرمایا میری بارگاہ میں اُن کو رزق بھی عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ کا ارشاد
ہے کہ شہید زندہ ہے۔ عرض کی یا اللہ کیسے زندہ ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے
یہی خطبہ حجۃ الوداع پر فرمایا۔ فرمایا دنیا والو۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ فرمایا
ایک تو میں قرآن چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ دوسری میں اپنی اہلبیت چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ عرض کی
اے محبوب ان کو اکٹھا کیوں کیا ہے۔ فرمایا قرآن کی شان اہلبیت ارشاد فرمائے گی۔ اہلبیت
کی عظمت قرآن ارشاد فرمائے گا۔ نبی پاک نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا۔ (۱۶ ـــ ۲۰)
قرآن فرما رہا ہے کہ شہید زندہ ہے۔ اب قرآن کی سمجھ نہیں آ رہی کہ شہید کیسے زندہ ہے۔
اللہ نے فرمایا اس طرح کرو۔ ان کی بارگاہ میں آ جاؤ۔ کہ جن کی ساری زندگی قرآن کے ساتھ
گزر رہی ہے۔ جن کو محبوب نے قرآن کے ساتھ رکھا ہے۔ میں امام حسین کی بارگاہ میں چلا گیا۔
عرض کی اے امام حسین ساری سمجھ آ گئی ہے۔ یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ قرآن کہتا ہے کہ شہید زندہ
ہے۔ اے امام یہ پتہ نہیں چلتا کہ شہید کیسے زندہ ہے۔ کربلا کی تاریخ پڑھو۔ میرا حسین
مدینے سے کربلا چلا۔ قرآن پڑھتے جا رہے ہیں۔ مکہ سے چلا قرآن پڑھ رہے ہیں۔ مکہ
سے کربلا کے راستے میں امام حسین قرآن پڑھتے جا رہے ہیں۔ کربلا میں امام قرآن پڑھ
رہا ہے۔ کربلا کی راتوں میں قرآن پڑھا۔ دنوں میں بھی قرآن پڑھا۔ بچوں نے قرآن پڑھا۔
بڑوں نے بھی قرآن پڑھا۔ آخری رات بھی قرآن پڑھا جا رہا ہے۔ کربلا میں لاشیں
گر رہی ہیں۔ میرا حسین قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔ عرض کی یا اللہ یہاں تو شہید ہو
رہے ہیں۔ یا اللہ جسم الگ ہے سر الگ ہے۔ روح بھی نکل گیا ہے یا اللہ جسم تڑپتا
بھی نہیں ہے۔ یا اللہ تیرا قرآن کہتا ہے کہ شہید زندہ ہے۔ ۷۲ قربانیاں ہو گئیاں۔
سمجھ نہیں آئی کہ شہید زندہ ہے۔ مگر جب حسینؑ کی باری آئی حسین کا سر قلم
ہو گیا۔ جسم کے ٹکڑے ہو گئے۔ نیزے کی نوک پر حسین کا سر آ گیا ہے۔ بڑا غور سے
دیکھا ہے۔ حسین کے لبوں سے قرآن کی تلاوت جاری ہے۔ فرمایا دنیا والو آ جاؤ

قرآن نے فرمایا ہے کہ شہید زندہ ہے۔ میں قرآن کی تفسیر کر چلا ہوں۔ دیکھو جسم ادھر ہے۔ ادھر سر الگ رہا ہے۔ میں قرآن پڑھ کے ارشاد فرما رہا ہوں کہ شہید اس طرح زندہ ہے۔

قرآن کی تفسیر اہلبیت کر رہی ہے۔ فرمایا تمہیں سمجھ نہیں آئی کہ کیسے شہید زندہ ہے۔ تو ادھر آؤ حسین کی طرف دیکھو۔ آدم سے لیکر آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ کہ شہید کیسے زندہ ہے۔ ایمان ہے تمام کا قرآن پاک پر۔ مگر سمجھ نہیں آ رہی کہ کیسے زندہ ہے۔ امام حسین نے نیزے کی نوک پر بلند ہو کر قرآن کی تلاوت کر کے ارشاد فرمایا شہید اس طرح زندہ ہے۔ امام حسین نے ارشاد فرمایا کہ قرآن اور اہلبیت اکٹھے ہیں۔ جس گھر میں قرآن آیا۔ اسی گھر میں حسین آیا۔ جس سینے میں قرآن ہے اس سینے میں حسین ہے۔ حسین کا دل کرتا ہے تو نبی کے سینے پر نیند کرتا ہے۔ قرآن کا جی کرتا ہے تو محمد کے قلب پر آرام فرماتا ہے۔ جس گھر میں قرآن جوان ہوا۔ اسی گھر میں حسین جوان ہوا۔ اسی گھر میں قرآن کی آیات نازل ہوتی رہیں۔ اسی گھر میں حسین بھی چلتے رہے۔ قرآن اسی گھر میں حسین کی شان بتاتا رہا۔ حسین نے جاتے جاتے قرآن کی شان ارشاد فرمائی ہے۔ میدان کربلا میں حسین آئے تو کانوں میں ایسے معلوم ہوا جیسے کسی ہانپنے کی آواز آئی۔ حسین نے پوچھا کون ہے۔ آواز آئی حسین تیرے گھر کا فرد ہوں۔ پوچھا تم کون ہو۔ فرمایا جس گھر میں آپ آئے۔ میں بھی وہیں آیا ہوا ہوں۔ حسین نے پوچھا تم کون ہو۔ آواز آئی حسین میں تیرے نانے کا اسلام ہوں۔ حسین نے پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے کہا حسین میں بڑا کمزور ہو گیا ہوں۔ آج مجھے خون کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ آج مجھے تھوڑا سا خون مل جائے۔ میں پھر زندہ ہو جاؤں گا۔ حسین نے کہا میرا خون کیوں مانگ رہے ہو۔ اسلام نے کہا حسین گھر والے کا خون جلدی مل جاتا ہے۔ تیرا میرا خون گھر کا ایک ہی ہے۔ آپ بھی اسی گھر کے ہوں میں بھی اسی گھر کا ہوں۔ حسین نے فرمایا بتاؤ کتنا خون چاہیے۔ میں علی اکبر کا بھی دے دوں گا۔ علی اصغر۔ قاسم۔ عون محمد۔ عبداللہ۔ ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ وہب بن عبداللہ۔ حبیب ابن مظاہر۔ حر۔ جب تمام کا خون مل گیا۔ اے اسلام بتاؤ اب بھی زندہ رہے گا کہ نہیں۔ آواز آئی اے حسین کبھی آپ کا ایک قطرہ مل جائے۔

تو قیامت تک لاکھوں یزید آ جائیں یزید ختم ہو جائیں گے۔ اسلام زندہ ہی رہے گا۔
(۲۷ — ۸) ۔ تو امام حسین نے فرمایا میں تھوڑا کیوں۔ اے اسلام تم نہ مرنا۔ میں خود مر جاتا ہوں۔
میرے نانے کے دین تم نہ مرنا۔ خون دیا۔ اسلام اٹھ کے کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا حسین تم نے کہا ہے نا۔
میں مر جاؤں اے اسلام تم نہ مرنا۔ تو مجھے تیرے نانے کی قسم ہے۔ جب تک میں رہوں گا۔ میں تجھے بھی
نہ مرنے دوں گا۔ اب جبتک اسلام رہے گا حسین بھی رہے گا۔ رہتی دنیا تک میں اعلان کرتا رہوں گا۔
خبردار حسین کو مردہ نہ کہنا۔ (عارف کھڑی والے ہیں ۔)

جہناں عشق نمازاں پڑھیاں اوہ کدی نہیں مردے ولیاں دے درباراں اُتے آ ویکھ دیوے بلدے
۔ امام حسین نے جو اس طرح کی نماز پڑھی جیسے کبھی کسی نے نہ پڑھی۔ عمر نیزوں گزری۔ میرے نبی کو جو
کائنات میں کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ مگر کائنات میں جیسے کوئی مقام ملا۔ وہ نبوت کے سائے تلے
رہ کے ملا۔ جو مقام ہے وہ نبوت کا فیض یا قبضہ ہے۔ اور جو نبوت سے الگ مقام ملے وہ مقام
ہوتا ہی نہیں ہے۔ اور شہادت ایک اعلیٰ درجے کا مقام ہے۔ اسی طرح بھی ہوتا کہ شہادت اونچا
مقام ہے وہ نبی کے پاس کیا ہی ہوتا ہے وہ شہادت نبی سے بالا نہیں۔ اللہ نے فرمایا۔ واللہ یعصمک من الناس۔ تیری حفاظت
میں کرنے والا ہوں۔ اور جس کی حفاظت اللہ کرے۔ اس کو کون مار سکتا ہے۔ اور جب تک کافر کوئی حضور
کو مار کے نہ شہید نہیں ہو سکتا۔ اور شہید کوئی نہیں کر سکتا کہ اللہ حفاظت کرنے والا ہے (۵۱ — ۳۰)
اور مرتبہ بھی نبی کو ضرور دینا ہے۔ کیونکہ شہادت نبی کی صفت ہے۔ جو مسلمانوں میں پر شہ پایا جاتا ہے
اور نبی میں کیوں نہیں ہے۔ اب شہادت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک شہادت جہری اور ایک
شہادت سری۔ ایک ظاہری شہادت اور ایک باطنی شہادت۔ ان دونوں شہادتوں سے نبی کو حصہ
بھی دینا ہے۔ نبی کو قتل بھی نہیں کیا۔ کملی والے نے ایک دن حسین کو سینے لگایا اور ماتھا چوم کے فرمایا۔
حسین منی وانا من الحسین۔ اے دنیا والو۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ مرحبا کی کملی والے
محبوب نواسہ نانے سے ہوتا ہے۔ اور نانا نواسے سے کیسے ہو گیا۔ فرمایا ویسے تو مجھے شہید کوئی نہیں
کر سکے گا۔ کیونکہ میرا رب میری حفاظت کرتا ہے۔ اور حسن بیٹا لوگ تجھے زہر دے کر شہید کریں گے۔ میری
شہادت خفی ہوگی۔ تجھ سے شہادتِ خفی کا حصہ لوں گا۔ اور حسین کو فرمایا تم مجھ سے ہو
اور میں تجھ سے ہوں۔ بیٹا تیری شہادت جہری ہو گی۔ تیری شہادت سے اس طرح حصہ لوں
گا۔ فرمایا مدینے سے لیکر کربلا تک تم مجھ سے ہو۔ اور کربلا سے قیامت تک میں تجھ سے ہوں۔
اس شہادت سے بھی مجھے حصہ ملے گا۔ اللہ نے اپنے محبوب کو شہادت کا مقام عطا فرمانے کیلئے

ان شہزادوں کو مخصوص فرمایا۔ عزیزانِ گرامی۔ قرآن نے فرمایا کہ شہید زندہ ہے۔ امام حسین نے قرآن
کی تفسیر فرمائی ہے۔ امام حسین نے صرف قرآن زبان سے تو ہی نہیں پڑھا۔ ماں وہ ہے جو
بچپن سے لوری قرآن کی دیتی تھی۔ اور والد وہ ہے جو گھوڑے کی ایک رکاب سے دوسری پر رکھتے
سے پہلے سارا قرآن تلاوت فرماتے تھے۔ جس نے لوریاں قرآن کی لی ہوں۔ اور گودی مولا علی کی
کھیلے ہوں۔ اور گھٹی نبی کی زبان کی ہو۔ امام حسین نیزے کی نوک پر چڑھ کے قرآن کی تلاوت
کرتے ہوں گے۔

قرآن دا قاری انسان سئے سئے ڈٹھے پر نماز دا قاری کوئی نماز دا قاری اوہ ویر زینب دا جیندا خنجر ہیٹھ سجدہ ہوئی۔

نیزے کی نوک پر تلاوت قرآن پڑھا۔ اور تلوار کے سائے میں نماز پڑھی۔ اور ارشاد فرمایا کہ میرے
نانے کا قرآن سچ بول رہا ہے۔ یہ دیکھو میرا جسم الگ ہے سر الگ ہے۔ اور میں قرآن پڑھ کے
بتا رہا ہوں کہ میں زندہ ہوں۔ (سلطان باہو)

ثابت صدق قدر اگر سے تاہیوں ای رب لبھیسو ہو۔ لوں لوں دے وچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیو ہو۔
ظاہر باطن   نام فقیر تنہاں دا میرا کامل باہو قبر جنہاں دی جیوے ہو۔

اللہ نے فرمایا ان کو مردہ نہ کہنا۔ "بل احیاء" یہ زندہ ہیں۔ (بابا فرید نے فرمایا)

شہید زندہ کیوں ہے اللہ نے فرمایا فی سبیل اللہ اموات۔ اس کی موت اللہ کے راستے میں
آئی ہے۔ وہ زندہ ہے کہ جب نبوۃ کی باری آئی تو فرمایا ان صلوٰتی ونسکی ـــ للعالمین)
محبوب نے فرمایا کہ یا اللہ میری نماز بھی تیرے لیے، میری قربانی بھی ـــ میری حیات و موت بھی تیرے
واسطے۔ جو شہید رب کی نبی کی راہ میں مر جائے۔ وہ زندہ ہے۔ اور جس نبی کی موت اور زندگی
دونوں اللہ کی راہ میں ہیں۔ وہ کیوں نہیں زندہ۔ شہید کی موت صرف اللہ کی راہ میں ہے۔ اور نبی
تو فرما رہا ہے ـــــ میری موت بھی اور زندگی بھی تیرے واسطے۔ اس واسطے معلوم ہوا اگر
حسین زندہ ہے اور اس کا نانا بدرجہ اولیٰ زندہ ہے ـــ (٠٠ــ٣٩)

جب زندگی ثابت حسین ابن علی کی + ہم مرتے نہ جانیں گے زمانے کے نبی کی

جب قرآن کی تفسیر کرنے کا وقت آیا تو جب قرآن مجید کی حدود کو پامال کیا جا رہا تھا۔ حضور علیہ السلام
نے اپنی ظاہری زندگی پاک میں فرمایا تھا۔ کہ لوگو! جب ٦٠ ہجری کا سال شروع ہو جائے۔ اس
وقت حکومت مسلمانوں پر نوجوان لڑکوں کی آ جائے گی۔ جو اسلام کا اور حکومت کا بڑا نقصان
کریں گے۔ اسی لیے حضرت ابوہریرہ دعا کرتے تھے۔ کہ یا اللہ مجھے ٦٠ ہجری کے فتنوں سے محفوظ رکھنا۔

وہ فتنہ کون سا تھا جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحابہ علیہم میں ڈرا گئے تھے۔ ۶۰ ہجری
میں حضرت امیر معاویہ ؓ کا وصال ہوا۔ اور یزید بدبخت ابن اللعین جب حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا۔
یہاں سے واقعہ کربلا کی ابتدا ہے۔ حضرت علی نے یہودی کو جواب دیا انڈوں
اور بچوں کے بارے میں + کسی نے پوچھا کہ سوال بعد میں ہوتا ہے لیکن جواب پہلے دے دیتے ہو۔ فرمایا
تیرے ہاتھ کی انگلیاں کتنی ہیں + فرمایا کائنات میرے سامنے میں +۔ منافق کی علامت صحابہ
کرام اس کے سامنے علی کا نام لیتے تھے۔
تو رزار دار ضعفی جلی ہے۔ جو حضرت ہی دیکھو ملی ہے (واعظ بلی کا واقعہ +)

Abbas
۰۸ — ۰۷ — ۲ - 25
۱۲ — ۰۱ — ۱۴۴۷
۰۴ — ۱۲ — ۰۰ pm
مشکل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین ــــ)
انما کلمہ حصر ہے اس کا معنی ہے۔ اس کے علاوہ نہیں کہ اللہ تمہارا ولی ہے۔ عرض کی یا اللہ صرف
اللہ ولی ہے اور کون ولی ہے۔ فرمایا ورسولہ۔ اور اس کا رسول بھی تمہارا ولی ہے۔ آیت پاک کے اتنے حصے نے سمجھا دیا
کہ اے ولیوں کو بُرا کہنے والو۔ ذرا دھیان کے ساتھ رہنا۔ اور ولیوں کو کہیں بُرا نہ بولنا۔ فرمایا میں بھی ولی ہوں اور
میرا رسول بھی ولی ہے۔ یا اللہ اور کون ولی ہے اللہ نے ارشاد فرمایا والذین اٰمنوا وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی
سچی وفاداری کی۔ جنہوں نے رسول پاک ﷺ پر ایمان قبول کیا۔ وہ ایمان والے بھی ولی ہیں۔ عرض کی یا اللہ کیا ہر ایمان والا
ہی ولی ہے۔ تو قدرت نے ارشاد فرمایا ہر ایمان والا ولی نہیں اگر ولی بننے کیلئے ایمان ہی ضروری ہے تو ایمان کی
کئی اقسام ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ اگر ایمان والے کے اندر یہ شرائط پوری ہو جائیں۔ تو اُن کو ولی سمجھنا ہے۔
اللہ نے اُن ولیوں کی قرآن میں نشانی ارشاد فرمائی ہے۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔
اللہ نے ارشاد فرمایا میں اللہ بھی ولی ہوں۔ میرا رسول بھی ولی ہے۔ اور ایمان والے بھی ولی ہیں۔ یا اللہ کون سے ایمان
والے۔ فرمایا یقیمون الصلوٰۃ وہ ایمان والے جنہوں نے اپنی نمازوں کا خیال کیا۔ ویؤتون الزکوٰۃ۔ جنہوں نے زکوٰۃ ادا کی ہے۔
وھم راکعون۔ اور جو رکوع ادا کرتے ہیں۔ اللہ نے سب قرآن میں ولیوں کی نشانی ارشاد فرمائی ہے کہ فرمایا ولی نماز بھی
ادا کرتا ہے رکوع بھی کرتا ہے۔ ولی زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم یتفکرون فی
ـــ والذین یبیتون لربھم سجداً وقیاماً ۔ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا ۔ اللہ فرماتا ہے۔ وہ ولی جو رات کو بیدار
رہتا ہے۔ ولی عبادت گزار ہوتا ہے۔ اور سیانے لوگ فرماتے ہیں (کہ لگی والیاں دیاں اکھاں نہیں لگدیاں)
ان آیات کا ترجمہ کسی اللہ کے ولی سے پوچھیں۔ (سلطان باہو فرماتے ہیں) (یا [illegible])
راتیں رتی نیند نہ آوے دن بہت حیرانی ہو۔ عارف دی گل عارف جانے کی جانے نفسانی ہو
کسب عبادت کجھ حاصل تقویٰ شرع خلاف گواہی ہو۔ میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں ملیا پیر جیلانی ہو۔
معلوم ہوا کہ ولی وہ جو عبادت گزار ہو۔ ولی نمازی ہوتا ہے۔ ولی زکوٰۃ ادا کرنے والا ہوتا ہے۔ ولی رکوع کرنے والا ہوتا ہے
لفظ ولی کے ملا علی قاری نے ۱۸ معنیٰ لکھے ہیں۔ الولی۔ الوارث۔ ولی وہ ہوتا ہے جو وارث ہو۔ الولی الاقرب۔
ولی وہ ہوتا ہے جو نزدیک ہو۔ الولی الناصر۔ ولی وہ ہوتا ہے جو مددگار ہو۔ اسی طرح لفظ ولی کے ۱۸ معانی ہیں
ایک ایک معانی پر بحث کریں تو بڑا وقت درکار ہے۔ الولی الوارث۔ ولی وہ ہوتا ہے جو وارث ہو۔ عرض
کی یا اللہ اگر ولی وارث ہوتا ہے تو ولی کس چیز کا وارث ہوتا ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے۔ ولقد کتبنا فی
الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم اپنی اولاد کو زمین
کا وارث بناتے ہو۔ اللہ نے فرمایا لم یلد ولم یولد فرمایا میری اولاد کوئی نہیں تم اپنی اولاد کو اپنی زمین کا وارث

بناتے ہیں۔ فرمایا میری اولاد نہیں ہے۔ میں نے اپنے اولیاء کو اپنی زمین کا وارث بنا دیا ہے۔ مرشد کی نگاہ اللہ کا ولی
صرف زمین کا وارث ہے۔ فرمایا نہیں نہیں ولی صرف زمین کا ہی وارث نہیں ہے۔ فرمایا تلک الجنۃ التی
نورث من عبادنا من کان تقیا۔ کہ ولی زمین کا بھی وارث ہے اور ولی جنت کا بھی وارث ہے۔ عرش کی بات
زمین بھی میری اور جنت بھی میری ہے۔ فرمایا اے دنیا والو۔ جنت بھی میں نے بنائی ہے اور زمین بھی میں نے بنائی
ہے۔ اللہ فرماتا ہے بنائی میں نے ہے۔ نام ولیوں کے کر دیا ہے۔ میاں محمد بخش نے فرمایا (علم ربانی)
اللہ نے فرمایا میرا ولی جنت کا بھی وارث ہے اور میرا ولی زمین کا وارث ہے۔ (1) ابوبکر صدیق و علی کی ملاقات
کہ جنت کی ٹکٹ شیٹ علی دے گا --- (2) فاروق اعظم نے ایک عورت کا اصل وارث --- (3) بابا فرید الدین
کا سونا بنانا --- پیر مہر نے جواب دیا کہ فرید فرید کو یاد کرتا ہوں۔ آج تو اللہ بھی فرید فرید کر رہا ہے۔
ساری عمر فرید نے رب رب کیا۔ اب رب فرید فرید کر رہا ہے۔ (زمین بول پڑی) یہ عورت ناقص العقل
ہوتی ہیں۔ اللہ والو ناقص کا ترجمہ بہت بڑا غلط کیا ہے۔ (4) بیچی کی شادی کے بیچے بوڑھا آیا۔ بیت المقدس
--- ناقص العقل کا یہ معنی نہیں کہ ان کا عقل کمزور ہوتا ہے۔ اور ناقص فاعل کے وزن پر ہے۔ اس کا معنی یہ ہوتا ہے
کہ عورت اگلے کی عقل ناقص کر دیتی ہے۔ (فرمایا فرید کی ہو تو سونا بنتا ہے) یہ تو بتاؤ کہ زمین کی وارث ہم ہیں
یا میں بن کے آیا ہوا --- فرمایا ولی زمین کو سونا بنانے نہیں آئے۔ اگر ولی مٹی کو سونا بنا سکتا ہے تو اے بندے تیرا
جسم بھی تو اسی مٹی کا بنا ہوا ہے کسی ولی کے قریب ہو جاؤ وہ تمہیں قریب ہی کر کے تجھے کیا سونا بنا دے گا۔ کسی
ولی کی نگاہ کے نیچے آؤ --- ے

جدوں نظر کسے دی لگ جاوے رنگ لگ جاندے تھوڑیاں نوں کسے کامل دا جدوں پھیرے رب بنا دیندا شیراں نوں۔
چھوٹی بچیاں رستے میں بیٹھیں کو دم کروانی ہیں۔ عصر کے بعد کہ۔ اس کو نظر لگ گئی ہے۔ اس کی
کوشش ہے کہ نظر لگ گئی ہے۔ (1 --- 40) اگر کسی برے آدمی کی نظر لگ جائے تو بندہ بیمار ہو سکتا ہے
اگر کسی اچھے نیک کی نظر لگ جائے تو رب شفا بھی دیتا ہے۔ اگر بری نظر میں اتنا کمال ہے تو اچھی نظر میں
کتنا کمال ہو گا۔ (1) حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کا اسم کا کسی بچے پر نظر --- جس نے پیر کا کوٹ چارا تو وہ آیا
کو لگ گیا --- اگر عام بندہ نظر اٹھائے تو آسمان تک جائے۔ اگر ولی نظر اٹھائے تو پھر کتنا کمال ہو گا۔
سلطان باہو فرماتے ہیں کہ دل سے پردہ اٹھ جائے --- جیسے کہ مکان کے دروازے پر پردہ ہوتا ہے
حضرت سیدنا پیر جماعت علی شاہ کی والدہ روٹی --- (45 --- 00) گامو کو --- پیر مہر علی
شاہ + حدیث قدسی --- جب بندہ نفلی عبادت) حضرت شاہ نقشبند اور لڑکی بخاری۔
ریشم --- شیخ توکل شاہ انبالوی کا فرمان --- مرید وہ ہوتا جو پیر کو لاتے = داتا علی ہجویری اور دودھ والی

جوگی کے نوکر کلمہ پڑھتے گئے ہے جوگی خود آگیا — مرشد کے در کا لقمہ انسان کو وہاں پہنچا
دیتا ہے۔ جو انسان کو لاکھوں سال کی عبادت بھی نہیں پہنچا سکتی۔ ہم صرف لنگر کے
ہی نہیں بلکہ فیض کے بھی قائل ہیں۔ ہمارے شاہ اینالوی فرماتے ہیں کہ مرید کو پیر کے سامنے میت
کی طرح ہونا چاہئے۔ جب غسل دینے والے کے سامنے میت ہوتی ہے۔ کائنات میں مقام نبوت
و رسالت کے بعد جس کو جو بھی مقام ملا ہے۔ اس میں والدہ کی دعا شامل ہے۔ کسی بھی ولی
کی سیرۃ کو پڑھ کے دیکھ لو۔ سیدنا غوث اعظم۔ امام بخاری کی آنکھیں۔ بابا فرید کی والدہ۔
بایزید بسطامی کی والدہ۔ (عورتوں کا مزارات پر جانا کیسا ہے) عورتیں صوفیا کے مزارات
پہ جاتیں مگر کچھ شرائط ہیں۔ رسول کی بارگاہ میں حاتم طائی کی بیٹی آئی ہے۔

Mabbas

٩ — ٠٧ — ٢٠٢٥
١٤ — ٠١ — ١٤٤٧
بدھ ٧ — ١٣ — PM

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ ومن یطع اللہ ورسولہ ــــ تکشف رفیقا ۝ اس آیت پاک
میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ومن یطع اللہ والرسول۔ فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا ہم
اس کو انعام عطا کریں گے۔ یا اللہ کون سا انعام۔ فرمایا فاولئک مع الذین انعم اللہ فرمایا میں انعام
میں ان لوگوں کا ساتھ عطا کروں گا۔ جن پر میں نے اپنا انعام فرمایا ہے۔ اُن لوگوں کا میں تجھے ساتھ عطا
کروں گا۔ عرض کی یا اللہ وہ لوگ کون ہیں جن پر تو نے انعام فرمایا۔ فرمایا وہ چار طرح کے لوگ ہیں۔
من النبیین۔ فرمایا پہلا انبیاء کا گروہ ہے جن پر میں نے انعام فرمایا ہے۔ والصدیقین فرمایا دوسرے
سچے لوگ ہیں۔ جن پر میں نے اپنا انعام فرمایا اور اپنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ تیسرے والشہداء
شہید لوگ جن پر میں نے اپنا انعام فرمایا ہے۔ اور چوتھے والصالحین۔ فرمایا یہ اولیاء ہیں جن پر میں
نے انعام فرمایا۔ اللہ نے فرمایا اے انسان تو اللہ کے رسول کا وفادار ہو جا۔ اطاعت کر میرے رسول
کی۔ اپنے آپ پر میرے محبوب کا رنگ چڑھا لے۔ فرمایا میں تجھے نبیوں کا ساتھ دوں گا۔ صدیقین کا
ساتھ دوں گا۔ شہیدوں اور اولیاء کا ساتھ دوں گا۔ یا اللہ یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا وحسن اولئک
رفیقا ۝ فرمایا میرے اچھے دوست ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اچھا دوست وہ ہوتا ہے جو مشکل وقت
میں کام آئے۔ اللہ فرمایا انبیاء، صدیق، شہید، ولی اچھے دوست ہیں۔ یا اللہ کیسے اچھے دوست ہیں
آواز آئے گی۔ دنیا کا دوست بڑا اچھا ہو۔ اپنے دوست کو کہتا ہے میں تیرے ساتھ اس دنیا کی دوستی
نبھاؤں گا۔ دنیا دوستی دیکھتی رہ جائے گی میں تیرے ساتھ قبر تک یاری رکھوں گا۔ فرمایا دنیا کا دوست
بڑا ــــ قبر پر تیرے دوست کی دوستی ختم ہو جاتی ہے۔ فرمایا یہ میرے اچھے دوست ہیں جہاں دنیا
کے دوست کی دوستی ختم ہو جاتی فرمایا ــــ میرے دوستوں کی دوستی شروع ہو جاتی ہے جب دنیا اور
آخرت قبر و حشر میں مشکل وقت آ جائے تو یہ میرے دوست کام آتے ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی
اپنی کتاب الافادات الیومیہ میں لکھتا ہے (غوث کا دھوبی) سیدنا فاروق اعظم نے بارگاہ رسالت
سے قبر و حشر میں ذکر کیا ــــ ہر ایک کی قبر میں ــــ قبر میں میں خود جواب دوں گا۔ نبی پاک
نے عمر کی قبر کا حال سنا دیا ــــ اے عمر تم فرشتوں سے پوچھو گے
قبر کو جب دیکھا گھبرا نکیراں میں سچ بولتا آن میں مصطفیٰ دا فقیر آں۔

(۱) پیر جماعت علی شاہ امیر ملت کے وصال کو تین دن گزرے پیر حیدر شاہ فرماتے ہیں کہ میں دن رات
دربار اقدس پر تھا۔ مرید فاتحہ پڑھنے آتے ہیں۔ تیسرا دن وصال کا وقت فجر کا ایک بوڑھا بولا حاضری
دی اور رو اور روتے ہوئے واپس ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بابا لوگ پیر دن کے پاس ملنے آتے ہیں مسکراتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ ومن یطع اللہ والرسول ـــــ حسن رفیقاً ○ پہلے بھی گزرا
ولو انھم اذ ظلموا ـ رحیماً ○ فرمایا اگر تم اپنی جان پر ظلم کر لو ـ زیادتی کر لو ـ اگر گناہ کر لو ـ اللہ
تعالیٰ گناہ اور ظلم کو انسان پر کیوں فرمایا ـ کیونکہ گناہ کا سب سے بڑا جو گناہ اثر ہوتا ہے وہ انسان پر ہوتا ہے ـ
اللہ نے ارشاد فرمایا ـ اگر گناہ کر کے اپنی جانوں پر زیادتی کر لو ـ ارشاد فرمایا جاؤک پھر میرے محبوب آپ کے
دروازے پر آ جائیں ـ فاستغفروا اللہ آپ کے پاس آ کر اللہ سے معافی مانگیں ـ واستغفر لھم الرسول
اور رسول ان کے لیے بخشش طلب کرے ـ پھر تم اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا پاؤ گے ـ گناہ تو اللہ کا
کیا ہے چاہیے تو یہ تھا ـ کہ اللہ فرماتا تم میرے پاس آ کر گناہ کی معافی مانگو ـ اسلام اور شریعت کا
کا قانون ہے ـ کہ جس کا گناہ کرو جس کو ناراض کر لو اس سے معافی مانگو ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ
پہلے بھی تفسیر گزری ہے ؟ نبی پاک نے اس امت کو بارگاہ ربوبیت سے طلب کیا تھا ـ رب حب
لی امتی ـ یا اللہ یہ امت مجھے دے دیا ـ جب ان پر جو چاہو سلوک کرو ـ اس لیے اللہ نے فرمایا
میرے محبوب کے پاس چلے جاؤ ـ میرا محبوب معافی تمہارے لیے طلب کرے گا ـ تو میں معاف کر دوں گا ـ
مدینہ طیبہ کائنات کا ایک واحد شہر ہے ـ کہ جس شہر کی بنیاد عشقِ رسول ہے ـ
ہر شہر کو آباد کرنے کی کوئی وجہ ہوتی ہے ـ مکۃ المکرمہ کو اللہ نے آباد فرمایا ہے تو کوئی وجہ ہے ـ ـــــ
حضرت ابراہیم کی دعا ـــــ حضور علیہ السلام کی ولادت سے ایک ہزار سال پہلے ـ ابھی مدینے کا
قیام نہیں ہے ـ یمن کا بادشاہ تبع حمیری کے دل میں خیال آیا کہ میں نے ساری کائنات کو فتح کرنا
ہے ـــــ یہ واقعہ سیرت کی کتابوں میں موجود ہے ـــــ یہاں آ کر پہنچا سلام پڑھتے
نبی ہزار سال پہلے عاشق کو جانتے ہیں ـ جو حج نہ کر سکا ـ پیسہ دیا ہو کر سکے ـــــ جو میری
زیارت کو نہ آ سکے ـــــ من زار قبری ـــــ بعد وصال جو میری زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ
اس نے مجھے حیات میں دیکھا ہے ـ جو عمرہ یا حج کرنے جاتے ہیں وہ بتاتے ہیں کئی لوگ ملتے ہیں وہ
کہتے ہیں یہاں سے واپس چلے جاؤ ـ حضور کی نیت سے مدینہ نہ جانا ـــــ وہ صحابی جو مکہ چھوڑ
کے مدینہ گئے تھے وہ کس کی نیت سے گئے تھے ـــــ اس وقت تو مسجد نبوی کا وجود ہی نہ تھا ـ
اس مسجد میں کھڑے ہو کر تم کیسے نبی کا انکار کر سکتے ہو ـ مگر مدینے میں قبول ہوتا ہے ـــــ
میزابِ رحمت ـــــ جنت تو مدینے میں ہے ـــــ سارے ثواب تو مکے میں ہیں ـ
احمد یار خان نے تفسیر نعیمی ـــــ ابو الحسن نام رب نے تو ہمارا بخش جاتے ـــــ آخری سال
حضور تشریف لائے ـــــ (احمد پور)

Dallal

۱۰ ـــ ۴ ـــ ۲۰۲۵
۱۲ ـــ ۱ ـــ ۱۴۴۷
۱۰ ـــ ۳۳ AM جمعرات

جاتے ہیں۔ اللہ آپ روتے ہوئے آئے ہو اور روتے ہوئے واپس جا رہے ہو۔ بابا بیتے گا۔ کہ سب وہ بھی میری
ہوس سے وہ بھی جماعت علی کی مریدنی ہے۔ ہمیں تو نہیں معلوم تھا کہ پیر صاحب کا وصال ہو گیا ہے۔ مکمل ہمارا
گدڑ کس نے دو کلو دودھ تحفہ دیا۔ اور گدڑ والوں نے کھیر پکانے کا پروگرام بنایا۔ (یہ چمچہ والی بات)
قیامت کے دن آواز دینا وہاں بتاؤں گا کہ پیر کیسے کام آتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید۔
سے عملاں والے لنگھ پار گئے ہیں عملے غوطے کھاندے غلام فریدا اگر بن تیں دیندے ڈبے ہوندے کامل پیر جیہا لدے
دریائے جہلم میں کشتی میں فقیر محمد چوراہی + حافظ الحدیث علامہ محی الدین بابر کا سر لیا ——
ابوجہل کا بیٹا عکرمہ —— میرے نبی نے فرمایا —— یہ جنت کے وارث ہیں + (قرآن آیات)
جن پر نظر محمد ﷺ کی ہو جائے وہ قبروں میں بھی زندہ ہوتے ہیں ہمارے بزرگوں کی قبروں کا علم نہیں۔ داتا علی
ہجویری کی قبر کا جو ... سال کی عمر کے بچے کو بھی معلوم ہے۔ چنیوٹ میں مزار ہے خواجہ برہان
الدین اپنے مریدوں کو وصیت کی کہ میں مر گیا تو میری قبر چنیوٹ ہی بنانا۔ جب آخری وقت آیا تو مریدوں
مریدوں کے گھر فوت ہو گئے۔ پرانے زمانے کی بات ہے مرید غریب تھا۔ ست قریب اٹھو کہا ہے دیکھا۔
تمہیں چنیوٹ لے کر جاؤں پیسے نہیں ہے انتظام نہیں ہے۔ تو خواجہ برہان الدین اٹھ کے بیٹھ گئے فرمایا
میں بے وقوف روتے کیوں ہو۔ کیا ہوا انتظام نہیں ہے۔ جب انتظام ہو جائے پھر ہم مر جائیں گے۔ دس سال
زندہ رہے پھر چنیوٹ آ کر مزار بنا —— میاں صاحب ——

ولی اللہ دے مر دیاں پیر فقیر وہ ہوس … وچ جہان نار کیاں دے اندر سر گئے نال خاموشی

(اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الفناء الی دار البقاء) اللہ کے ولی مرتے نہیں ہیں دار فنا کو چھوڑ
کر دار البقاء میں چلے جاتے ہیں۔
ابوجہل کے بیٹے نے کہا تھا۔ یہ جو محمد یہاں کھڑے ہیں دیتا وہاں کب چلنے دے گا —— پیر مہر علی اور گاؤں
کے ڈاکو —— حضرت عبداللہ شاہ قادری رام پور شہر میں مسجد بنوائی۔ (چور کو ڈبل مزدوری)
(اللہ جب قریب ہے تو اتنی دور ولیوں کے پاس کیوں جاتے ہو۔ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین)
خواجہ سلیمان تونسوی کے ماتھے پر ایک بچے نے پتھر مارا (بیری والا واقعہ) بے طالی سے بارش
ہو گئی —— نوجوان نے کہا میں نے بایزید کو دیکھا —— لوگوں نے کہا ابوجہل نے ساری زندگی پاک
نبی کو دیکھا اس کا کیا ایمان … تم بایزید کو دیکھو گے کمال —— لوگو اس نے محمد سمجھ کے کبھی نہ دیکھا تھا۔
جماعت علی والدہ نے روٹی پکائی —— (غوث پاک نے چلو پانی میں جوتی بنا ہوا ہے)
حضرت بہاؤ الدین نقشبند —— اللہ کی امداد) کابل کے شہر (پہلے بھی گزرا)

۶۷ - امام حسین و صحابہ کرام رض

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یا ایھا الناس قد جاءکم برھان ——— مبینا ۔

ے یہ دنیا کے میلے لگتے رہیں گے مگر ہم نہ ہوں گے ۔

یہ دنیا کے میلے لگتے رہیں گے بہاریں ہوں گی ہم نہ ہوں گے

یہ وقت چہرے بدلتا رہے گا ہزاریں ہوں گی ہم نہ ہوں گے ۔

جب بھی ہجرت کی پسند سنبھلے گا مکین نہ اپنا مکان بدلیں گے ۔

مکین ہوں گے مکان نہ ہوں گے دیواریں ہوں گی ہم نہ ہوں گے

عملوں کی فصلیں پکتی رہیں گی پھل اٹھائیں گے نصیب والے

لوگ مزاریں اڑاتے رہیں گے پر مزاریں ہوں گی ہم نہ ہوں گے

شہر شہروں کی رونقیں اسی سانس سے بحال رہیں گی

یہ لوگ مزاریں اڑتے رہیں گے پر مزاریں ہوں گی ہم نہ ہوں گے

جب بھی شہر خاموشاں آؤ گے سوز ہجرت کے کلمے پڑھو گے

یہ زمیں کے سینے پہ ہمارے نام کی مزاریں ہوں گی ہم نہ ہوں گے ۔

۴۸ یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ———

ے وہ دل ہی کیا دل ہے جس میں نہیں حسین + قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام پر نازل فرمایا ہے ۔ اسی قرآن مجید کو سیدہ فاطمہ بنت رسول نے امام حسین کو حفظ کرایا ۔ قرآن مجید حضور علیہ کے گھر میں نازل ہوا ۔ اور قرآن مجید کے اصولوں کی حفاظت حضرت امام حسین کے ذمے لگا دی گئی ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں ۔ ایک قرآن مجید اور ایک اہلبیت اطہار ۔ جب اہلبیت اطہار کی باری آتی ہے تو قرآن بولتا ہے اور جب قرآن مجید کے اصولوں کی حفاظت کی باری آتی ہے ۔ تو اہلبیت اطہار بولتے ہیں ۔ قرآن مجید اور حضور علیہ السلام کے گھر ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں ۔ جہاں بھی دیکھو گے قرآن مجید اور اہلبیت اکٹھے نظر آئیں گے ۔ ابتدائی کلام میں جن آیات کو تلاوت کیا گیا ۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سورۃ (۲۷-۳۰-۱۱)

اے اطمینان و سکون والی جان لوٹ آ اپنے پروردگار کی طرف اس حالت میں کہ تم اس پر راضی ہو اور وہ تم پر راضی ہو ۔ پس داخل ہو جا میرے بندوں میں ۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا ۔ اللہ نے فرمایا ہے اے سکون و اطمینان والی جان ۔ اطمینان کس کو کہا جاتا ہے ۔ علماء مفسرین نے اس اطمینان پر بڑی بحث فرمائی ہے ۔ ابراہیم علیہ السلام علیہ السلام ایک دن عرض کی ارنی کیف تحی الموتی ———

اس لیے میں اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اطمینان کی انبیاء علیہم السلام کو بھی ضرورت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نفس مطمئنہ۔ اطمینان کس کو کہتے ہیں علامہ اسماعیل حقی نے روح البیان میں اطمینان کی تفسیر کرتے فرماتے ہیں۔ دکھ مصیبت گھبراہٹ کے بعد جو انسان کو سکون ملتا ہے۔ اس کو اطمینان کہا جاتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ارشاد فرماتے ہیں کہ جیسے مچھلی کو پانی میں سکون ملتا ہے پانی کے علاوہ جیسے مچھلی کو سکون نہیں ملتا۔ مچھلی کو سکون صرف پانی میں ملتا ہے آپ فرماتے ہیں جب بندے کو یاد الٰہی میں اس طرح سکون ملے اس کو اطمینان کہا جاتا ہے ان آیات کی تفسیر امام حسین سے پوچھیں۔ یہ قرآن جو حسین کے گھر میں آیا۔ تو حسین نے کربلا کے میدان میں کھڑے ہو کے امام حسین نے قرآن کی تفسیر بیان فرما رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یا ایتہا النفس ——— امام حسین قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حسین اللہ کی یاد فرما رہے تھے۔ مدینہ ——— چلے مکہ آئے حسین اللہ کی یاد فرما رہے تھے۔ اور مکہ کو چھوڑ کر کربلا کی طرف جا رہے تھے تو اللہ کا ذکر زبان پر جاری تھا۔ کربلا میں ڈیرے لگا دیئے امام حسین اللہ کی یاد کر رہے ہیں۔ دن کو بھی اللہ کی یاد ہے رات کو بھی اللہ کی یاد ہے پانی پر پابندی لگی ہے لیکن پھر بھی حسین اللہ کی یاد شہید ہو گئے تمام ساتھی۔ امام حسین پھر بھی اللہ کی یاد کر رہے ہیں سامنے بیٹوں کے ٹکڑے ہو گئے لیکن امام حسین اللہ کا ذکر کر رہے ہیں ——— اس تمام شہداء۔ معلوم نہیں اللہ کی یاد میں امام حسین کو کتنا اطمینان ملتا ہوگا۔ امام حسین کا سر نیزے کی نوک پر ہے پھر امام حسین اللہ کا ذکر کر رہے ہیں ——— واہ حسین آپ کے اطمینان پر قربان جاؤں۔ اتنا سکون۔ امام حسین کے سامنے ساری کائنات لٹ گئی۔ لیکن حسین برابر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اتنا اطمینان تھا کربلا والوں کو۔ امام زین العابدین فرماتے ہیں مدینے سے لیکر کربلا تک اور کربلا تک اتنی مصیبت دیکھ کر میں نے سید [illegible] کی تہجد کی نماز قضا ہوتی نہیں دیکھی ——— دم دم نال میں کراں جیراں شکر تیرا دا۔ تیرے نام توں وار دیواں جند میری عمر ہووے سو۔ حسین نے سارا کچھ قربان کیا پھر خیال کیا کہ معلوم نہیں میرا رب راضی ہوا ہے کہ نہیں۔ عرش سے آواز آئی میرے لئے ساری کائنات قربان کرنے والے محبوب کے نواسے [illegible]۔ ارجعی الی ——— مرضیہ تم اے حسین سارا کچھ دے کر بھی راضی ہو۔ جا تو میں اعلان کرتا ہوں۔ جو تجھ پر بھی مرتا رہے گا میں اس پر بھی راضی ہوں۔

اب اطمینان تھا حسین کی جان کو۔ ایک گھر میں میت ہو جائے تو رات نیند نہیں آتی۔ جس کے سامنے 72 لاشوں کا ڈھیر پڑا ہے۔ اس کا اطمینان دیکھو۔ رب کعبہ کی قسم ہے ظالم تیرا سر کٹا حسین کا

کی آنکھ میں آنسو دیکھنے کیلئے ظالم سوچتا تھا کہ اولاد کو تنگ کرو۔ والدین خود تنگ ہو جاتے ہیں۔ امام حسین السلام مشن ہے اتنا ظلم دیکھ کر حسین رو رہا ہی نہیں۔ ظلم کرنے والا ظلم کر کر کے تھک گیا۔ اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے جو صبر کرے میں اس کو بے حساب اجر دیتا ہوں۔ فرمایا اجر ہم بغیر حساب دو جو صبر کرے اس کو یا بغیر حساب کے اجر ملے اور جو صبر ہی بے حساب کر جائے۔ اس کے اجر کا کون حساب لگا سکتا ہے

عزیزان گرامی آپ کربلا چلتے ہیں اور ان آیات کی تفسیر امام حسین سے پوچھتے آتے ہیں۔ امام حسین نبی پاک کا لاڈلہ۔ صحابہ کرام نے امام حسین کو نبی کے کاندھوں پر دیکھا۔ نبی پاک گود میں بٹھا کر پیار کرتے ہیں کسی نے سوال کیا آپ محبوب نواسے سے بڑا پیار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا میں تو جو پیار کرتا ہوں۔ اللہ مجھ سے بھی بڑا حسین سے محبت فرماتا ہے:-

حضرت ابوبکر صدیق کی امام حسین سے محبت (نماز پڑھ کے باہر نکلے تو اٹھا کر سینے لگا لیا۔ حضرت علی کو فرمایا اے علی یہ حسن بیٹا تیرا ہے مگر نبی والے جیسا لگتا ہے۔ ابوبکر صدیق جانتے تھے کہ ان سے پیار کرنے سے محبوب راضی ہوتا ہے اصل میں نبی کی آل کا ادب صحابہ کرام نے ارشاد کی تعلیم فرمایا ہے کہ سے

حیدر دیاں لالاں دا صیدار نہیں چھڈنا   وچ عشق دی دنیا دے دسدا نہیں اوہدا اوہا ٹھرا۔

امام حسن تشریف لائے ہیں حضرت سیدنا ابوہریرہ اپنی قمیض مبارک لے کر امام حسن کے پاؤں کے تلووں کو صاف کر رہے ہیں۔ امام حسن نے جب پاؤں کھینچنے لیے اور فرمایا چچا جان اس طرح نہ کرو۔ آپ میرے نانا جان کے صحابی ہو۔ حضرت ابوہریرہ نے امام حسن کے پاؤں پکڑ لیے اپنی قمیض کے ساتھ صاف کر رہے ہیں۔ امام حسن یہ تو تیرے لوں کا مجھے معلوم ہے کبھی لوگوں کو معلوم ہو جائے تجھے پاؤں زمین پر رکھنے ہی نہ دیں۔ آپ کو ہر وقت کاندھوں پر اٹھا کر پھرتے رہیں۔ سب سے زیادہ احادیث ابوہریرہ لوگوں کو سنانے والے اور پاؤں امام حسن کے صاف کر رہے ہیں اس کو ادب نہ کہوں تو کیا کہوں —

حضرت فاروق اعظم کے دور میں یمن سے کپڑا آیا اور آپ نے ہر ایک اس کے درجے کے مطابق عطا فرمایا امام حسنین کو ڈبل دیا۔ پہن کر جب فاروق اعظم کے دربار میں آئے تو فرمایا تمہیں دیکھ کر امام حسن کے دیکھ کے دل کو خوشی ہوئی ہے کہ وظیفہ ڈبل دیا تو آپ کے بیٹے نے اعتراض کیا۔ تو اس کو فاروق نے جواب دیا —— یہ خود ہی ادب نہیں کرتے بلکہ اپنی اولاد کو بھی نبی کی آل کا ادب سکھاتے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے کتاب لکھی ہے۔ امداد اللہ مہاجر مکی نے کتاب امداد المشتاق میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان

مولانا قلندر علی کو خواب میں رسول اللہ کی زیارت ہوتی تھی ——— (میاں صاحب)

سے آل نبی اولاد علی دی صورت شکل اوہناں دی   نام لیکاں لکھ باپ ہانیس رہسن گے تے دل اندر دی جاندی

آل و اولاد پیراں دا منگتا میں کنگال زبانی   تے فقیر جا پاؤ محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی ۔

حضرت عثمان غنی کے محاصرے کے وقت پہرہ دار امام حسنین تھے ——— کربلا میں 22 شہداء کے

نام اکثر صحابہ کرام کے نام پر تھے ۔ حضرت علی کا ایک بیٹا ابوبکر ۔ عمر ۔ عثمان ——— کربلا میں

شہید ہوئے ہیں ۔   حضرت عمر فاروق کا بیٹا اور امام حسین کا تکرار   عاملی کی کسر

(واقعہ کربلا کی ابتداء)

جمعۃ المبارک

۱۱ — ۰۷ — ۲۰۲۵

۱۵ — ۰۱ — ۱۴۴۷

(۰۴ — ۴۲ — ۰۰ pm)